

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ

# كِتَابُ الصِّيَامِ

رُكْنِ دِينِ  
حِصَّةِ سَوْمِ

جس میں روزہ کی خوبیاں۔ رمضان المبارک اور دوسرے  
مہینے اور دنوں کے روزوں کے فضائل اور مسائل درج ہیں

تالیف

شیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی محمد محمود صاحب الہدی مدظلہ

خلف رشید

قدوة السالکین زبدة العارفين الحاج حضرت مولانا محمد رکن الدین صاحب الہدی  
نقشبندی قادری چشتی، مجددی حمزہ اللہ علیہ مصنف رسالہ رکن دین

ناشر

اسلامی کتب خانہ اقبال روڈ سیالکوٹ

جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ ہیں

مصنف \_\_\_\_\_ شیخ الحدیث علامہ مفتی محمد محمود صاحب الوری مدظلہ

کاتب \_\_\_\_\_ جمیل مرزا - بی اے

ناشر \_\_\_\_\_ اسلامی کتب خانہ - اقبال روڈ سیالکوٹ

مطبوعہ \_\_\_\_\_ معارف پرنٹنگ پریس، لاہور

اشاعت ثانی \_\_\_\_\_ شوال ۱۳۹۷ھ

تقدیر \_\_\_\_\_ ایک ہزار (۱۰۰۰)

قیمت \_\_\_\_\_ ۱۵ روپے

ملنے کے پتے

۱۔ جامعہ مجددیہ رکن الاسلام متصل جامع مسجد آزاد میدان ہیر آباد حیدرآباد

۲۔ مدینہ پبلشنگ کمپنی ایم۔ اے جناح روڈ کراچی

۳۔ نذیر سنز پبلشرز۔ ۴۰۔ اے آر و بازار لاہور

# فہرست کتاب الصیام

## رکن دین حصہ سوم

۲۸	باعث ہے	۱۱	دیباچہ
۲۹	روزہ کون سا رکن اسلام ہے	۱۲	روزہ ایک بہت بڑا رکن اسلام ہے
۲۹	روزہ قدیمی عبادت ہے	۱۵	روزہ اور جسمانی صحت اور دیگر فوائد
۳۰	سب سے اول کون سے روزے فرض ہوئے	۱۶	روزہ اور روحانی و دیگر فوائد
۳۱	رویت ہلال	۱۷	روزہ اور اخلاقی فوائد
۳۲	رویت ہلال کے وقت ذکر اور دعا	۱۹	روزہ اور ایمانی فوائد
۳۳	قمری مہینہ کے ثبوت کا اسلامی طریقہ	۲۰	روزہ اور صبر
۳۴	چاند دیکھنا عبادت ہے	۲۰	روزہ اور شکر
۳۴	طرق موجبہ	۲۱	روزہ اور تقویٰ
۴۲	شہادت علی الشہادت	۲۱	روزہ اور احسان
۴۶	شہادت بقضار القاضی	۲۱	روزہ اور ذکر
۵۰	استفاضہ	۲۲	روزہ اور اخلاص
۵۱	متفرقات	۲۲	روزہ اور زہد
۵۲	شک کا دن	۲۲	روزہ اور یادِ موت
۵۶	روزہ کی تعریف	۲۳	فضائل روزہ از قرآن کریم
۵۶	روزہ کے شرائط		فضائل روزہ از احادیث نبی کریم صلی اللہ
۵۷	نیت کا بیان	۲۵	علیہ وسلم
۶۳	سحری کا بیان		روزہ جہنم سے بعد اور جنت سے قرب کا

- ۱۰۲ سنن اور مستحباتِ روزہ
- ۱۰۳ روزہ کے اقسام بلحاظ خواص و عوام
- بیان عوارض مہیجہ کا یعنی ان عذرات کا کہ جن کی وجہ سے روزہ نہ رکھنے کی اجازت ہے
- ۱۰۴
- ۱۰۵ بیماری
- ۱۰۶ سفر
- ۱۰۸ عمل
- ۱۰۸ ارضاع یعنی دودھ پلانا
- ۱۰۹ جبر و اکراہ
- ۱۰۹ جہاد
- ۱۰۹ بھوک پیاس
- ۱۱۰ حیض و نفاس کا حکم
- ۱۱۱ برہا پا
- ۱۱۱ احکامِ فدیہ
- ۱۱۴ ضیافت
- ۱۱۶ تشبہ کا بیان
- ۱۱۹ تابع غیر تابع
- ۱۲۱ اقسامِ روزہ
- ۱۲۲ باب اول فرض روزوں کے بیان میں
- ۱۲۲ صومِ رمضان یعنی رمضان کا روزہ
- ۱۲۳ فضائلِ ماہِ رمضان
- ۱۲۳ آمدِ رمضان کی تہنیت
- صومِ رمضان اور اس کے قریبینہ سے
- ۴۵ افطاری
- ۴۷ کس چیز پر افطار مستنون ہے
- ۴۹ افطار کے وقت کی دعا
- مفسدِ صوم یعنی روزہ توڑنے والی چیزوں
- ۷۲ کا بیان
- ۷۳ روزہ شکن صورتوں کا ضابطہ
- ان روزہ شکن چیزوں کا بیان کہ جن سے قضا اور کفارہ دونوں لازم آتے ہیں اور احکامِ کفارہ
- ۷۵ روزہ کا کفارہ
- ۷۶ کفارہ لازم ہونے کا ضابطہ
- ۷۸ بیان ان روزہ شکن چیزوں کا جن میں صرف قضا لازم آتی ہے
- ۸۶ صرف روزہ کی قضا ہونے کا ضابطہ
- ۸۸ جلق لگانے والے پر لعنت ہے
- ۹۰ تھے کا حکم
- بیان ان چیزوں کا جن سے روزہ نہیں ٹوٹتا
- ۹۲
- ۹۷ مکروہاتِ روزہ
- ۹۸ ایک مُسْتِثْنٰہ ڈاڑھی ضروری ہے
- ایک مُسْتِثْنٰہ سے ڈاڑھی کم کرنے کا حکم
- ۹۹ خواہ کٹوئے یا مُسْتِطَائے
- بیوی کو بغیر اجازت شوہر روزہ نفل رکھنا
- کیا ہے
- ۱۰۱

- تخصیص کی وجہ نیز گرمی و سردی کے روزوں کی حکمت اور فضیلت ۱۲۶
- رمضان اور موسم بہار ۱۲۸
- رمضان اور اس کے صیام اور قیام کا ثواب ۱۲۹
- رمضان اور محروم انسان اور اس کی شرعی سزا ۱۳۰
- رمضان اور عام جود و بخشش ۱۳۲
- رمضان اور زکوٰۃ و صدقات ۱۳۵
- رمضان اور زکوٰۃ و صدقات ۱۳۵
- رمضان اور روزہ کشائی ۱۳۵
- نیک اور برابر لوگ جس کا کھانا کھائیں اس کو یہ ایک قابل ذکر فضیلت حاصل ہوتی ۱۳۶
- رمضان اور تخفیفِ کار ۱۳۹
- رمضان اور تلاوتِ قرآن ۱۳۹
- طریقہ تلاوتِ قرآن ۱۴۱
- طریقہ ختمِ القرآن ۱۴۵
- رمضان اور دورِ قرآن ۱۴۷
- رمضان اور شبینہ ۱۴۷
- رمضان اور حرمینِ شریفین ۱۴۸
- رمضان اور اجابتِ دعا ۱۴۹
- جس میں کوئی دینی فضیلت ہو اس کی دعا مقبول ۱۵۱
- بزرگانِ دین کی دعا اور توجہ کی برکات ۱۵۱
- اللہ کے نیک بندوں سے طالبِ دعا ہونا ۱۵۲
- مستون ہے ۱۵۳
- طریقہ دعا ۱۵۳
- رمضان اور پچھلا عشرہ ۱۵۴
- رمضان اور اعتکاف ۱۵۵
- اعتکاف کے فوائد ۱۵۷
- اعتکاف کے مشاغل ۱۵۸
- رمضان اور شبِ قدر ۱۶۲
- شبِ قدر کے نوافل ۱۶۸
- شبِ قدر کا وظیفہ ۱۶۹
- شبِ قدر کی طاق راتوں کا علیحدہ علیحدہ بیان ۱۷۰
- اکیسویں شب ۱۷۰
- تیسویں شب ۱۷۱
- پچیسویں شب ۱۷۲
- ستائیسویں شب ۱۷۲
- انیسویں شب ۱۷۳
- روزِ قدر ۱۷۵
- رمضان اور جمعۃ الوداع ۱۷۶
- رمضان اور اسبابِ مغفرت ۱۷۸
- دوسرا فرض روزہ تھنائے رمضان کا ۱۸۱
- تیسرا فرض روزہ کفارہ رمضان کا ۱۸۲

۲۲۲	صوم فی سبیل اللہ	۱۸۵	چوتھا فرض روزہ کفارہ ظہار کا
۲۲۳	صوم ختم القرآن	۱۸۶	پانچواں فرض روزہ کفارہ قتل کا
۲۲۴	صیام اربعین یعنی چلہ کے روزے	۱۸۷	چھٹا فرض روزہ کفارہ یمین کا
۲۲۴	عمل اربعین	۱۸۹	ساتواں فرض روزہ کفارہ حلق کا
۲۲۴	مجتب عمل برائے تحصیل علوم و معارف	۱۹۰	آٹھواں فرض روزہ جزائے صید کا
	مجتب عمل برائے نزول انوار و تجلیات الہیہ	۱۹۱	نواں فرض روزہ تمتع کا
۲۲۵	انکشاف عالم غیب	۱۹۳	دسواں فرض روزہ قرآن کا
۲۲۷	چپ روزہ	۱۹۴	گیارہواں فرض روزہ نذر مطلق کا
۲۲۸	صوم مریم یعنی مریم روزہ	۱۹۷	بارہواں فرض روزہ نذر معین کا
۲۲۸	گرمی کے روزے	۲۰۰	تیرہواں فرض روزہ قضائے نذر کا
۲۲۸	صوم النیروز و المہرجان	۲۰۳	چودھواں فرض روزہ یمین مطلق کا
۲۲۹	حرام روزے	۲۰۶	پندرہواں فرض روزہ یمین معین کا
۲۲۹	مکروہ روزے	۲۰۸	<u>باب دوم</u> واجب روزوں کے بیان میں
۲۳۱	ہینوں کے روزے	۲۰۸	واجب روزہ صوم التطوع بعد الشروع
۲۳۲	محرم	۲۰۹	واجب روزہ صوم قضا و النفل
۲۳۲	ماہ محرم میں روزہ مسنون ہونے کی حکمت	۲۱۱	واجب روزہ صوم اعتکاف المنذور
	اول محرم اور آخر ذی الحجہ کے روزہ کی	۲۱۵	<u>باب سوم</u> نفل روزوں کے بیان میں
۲۳۲	فضیلت	۲۱۶	ہر ماہ کے تین روزے
۲۳۵	عاشورہ کے روزہ کا حکم	۲۱۸	ایام بیضی کے روزے
۲۳۵	عاشورہ کے دن کیا کیا کرنا چاہیے	۲۱۹	روزہ اور برص و جزام کے لیے مجتہ عمل
	عاشورہ کے دن عیالی پر وسعت فراخی رزق	۲۱۹	صیام الدہر یعنی ہمیشہ روزہ رکھنا
۲۳۷	کا محبوب عمل ہے	۲۲۱	وصال کے روزے
	تمام ماہ محرم کے روزے اور ان	۲۲۲	صوم داؤد

۲۵۷	شرابی کی بخشش نہیں	۲۳۹	کی فضیلت
۲۵۷	جادوگر کی بخشش نہیں	۲۳۹	صفر
۲۵۷	کاہن کی بخشش نہیں	۲۴۱	ربیع الاول
۲۵۷	جابی کی بخشش نہیں	۲۴۲	ربیع الآخر
۲۵۸	ظالموں کے مددگار کی بخشش نہیں	۲۴۲	جمادی الاولیٰ
۲۵۸	زانیہ	۲۴۳	جمادی الاخریٰ
۲۵۸	اہل کینہ اور بغض کی بخشش نہیں	۲۴۳	رجب
۲۶۰	صاحبِ کوبہ و عرطبہ	۲۴۴	رجب کے روزہ کا حکم
۲۶۰	عشار	۲۴۶	ماہِ رجب کے روزوں کا ثواب
۲۶۱	شاعر	۲۴۶	ستائیسویں رجب کے روزہ کا ثواب
	شعبان کی پندرہویں شب کو کیا کیا اعمال	۲۴۷	ماہِ شعبان
۲۶۱	مسنون ہیں	۲۴۷	شعبان کے روزوں کی فضیلت کا بیان
۲۶۳	پھر دوسرے سجدہ میں یہ پڑھے		پندرہویں شعبان کے روزہ اور رات کے
	فضائل پیدا کرنے اور زائل دور کرنے	۲۴۹	قیام کی ترغیب
۲۶۶	کے لیے مجرب عمل	۲۵۰	شبِ برات کی وجہ تسمیہ
۲۶۶	رمضان		پندرہویں شعبان کو شب میں آنحضرتؐ
۲۶۷	شوال	۲۵۱	کے قبرستان میں تشریف لے گئے۔
۲۷۰	ذوالقعدہ	۲۵۲	شبِ برات اور بخشش کی کثرت
۲۷۱	ذوالحجہ	۲۵۳	رشتہ کے قطع کرنیوالے کی بخشش نہیں
۲۷۲	عشرہ ذی الحجہ کے فضائل		حد سے زیادہ کپڑا لٹکانے والے کی بخشش
۲۷۳	عرفہ کا روزہ مستحب ہے	۲۵۳	نہیں۔
۲۷۳	عرفہ کے روزہ کا ثواب	۲۵۵	قاتل
۲۷۴	عرفات میں عرفہ کے روزہ کا حکم	۲۵۶	عاق کی بخشش نہیں

۲۸۱ مخفی امور اور خزان کا انکشاف  
 ۲۸۱ مشکل  
 ۲۸۲ بدھ  
 ۲۸۲ قضائے حاجت  
 ۲۸۲ جمعرات  
 ۲۸۳ معزول و معطل کے لیے عمل  
 ۲۸۴ حکمی و تنزیلی روزوں کے بیان میں  
 ۲۸۴ خاتمہ

۲۷۵ آخر ماہ ذی الحجہ کے روزہ کا ثواب  
 ۲۷۶ دنوں کے روزہ کے بیان میں  
 جو اولاد سے بالکل محروم ان کے لیے  
 ۲۷۷ مجرب عمل  
 ۲۷۸ ہفتہ  
 ۲۷۹ اتوار  
 ۲۸۰ میدان مقابلہ میں غلبہ کے لیے مجرب عمل  
 ۲۸۰ پیر

۲۸۵  
 ۲۸۶  
 ۲۸۷  
 ۲۸۸  
 ۲۸۹  
 ۲۹۰  
 ۲۹۱  
 ۲۹۲  
 ۲۹۳  
 ۲۹۴  
 ۲۹۵  
 ۲۹۶  
 ۲۹۷  
 ۲۹۸  
 ۲۹۹  
 ۳۰۰

۲۸۱  
 ۲۸۲  
 ۲۸۳  
 ۲۸۴  
 ۲۸۵  
 ۲۸۶  
 ۲۸۷  
 ۲۸۸  
 ۲۸۹  
 ۲۹۰  
 ۲۹۱  
 ۲۹۲  
 ۲۹۳  
 ۲۹۴  
 ۲۹۵  
 ۲۹۶  
 ۲۹۷  
 ۲۹۸  
 ۲۹۹  
 ۳۰۰



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي هَدَانَا إِلَى الصِّيَامِ وَجَعَلَهُ مُنْوِرًا لِلْقُلُوبِ وَدَانِعًا  
عَنْهَا الظَّلَامَ وَالضَّلَوَةَ وَالسَّلَامَ عَلَى مُحَمَّدٍ الَّذِي هُوَ سَيِّدُ الْأَنَامِ  
وَعَلَى آلِهِ الْكِرَامِ وَأَصْحَابِهِ الْعِظَامِ

احقر محمد محمود عرض پرداز ہے کہ رسالہ رکن دین اپنی مقبولیت اور ہمہ گیر شہرت  
میں محتاج متعارف نہیں اس کو مرشدی مولانا زبیرہ اولیٰ صلیب قذوة السالکین عار بالہ  
حضرت مولانا محمد رکن الدین صاحب الوری نور اللہ مرقدہ نے تالیف فرمایا جو احقر کے  
والد ماجد بھی ہیں اور مرشد طریقت بھی۔ رکن نماز اور اس کے متعلقات وضو غسل طہارت  
کے مسائل اور کچھ مجرب اوراد و وظائف میں یہ اردو زبان کا وہ سب سے پہلا واحد  
رسالہ ہے جو سوال و جواب کے عام فہم طرز میں شائع ہو کر قبولیت تامہ کے ساتھ  
منظر عام پر آیا۔ حضرت کے زمانہ حیات ہی میں بار بار اس کی طباعت ہوتی پھر بھی اس  
کی مانگ اور طلب ختم نہ ہوئی تو حضرت نے محسوس فرمایا کہ عوام میں مسائل کی طلب اور  
تشنگی کس شدت کے ساتھ پائی جاتی ہے ضرورت ہے کہ ذکوۃ، روزہ، حج کے مسائل  
بھی سوال جواب ہی کے عام فہم طریق پر لکھ کر شائع کیے جائیں تاکہ صحیح مسائل سے اقصیت  
کی بنا پر دیگر ارکان اسلام کی ادائیگی میں بھی لوگوں کو کوئی غلطی واقع نہ ہو احقر کو مخاطب  
کر کے فرمایا کہ اس ضرورت کو تم پورا کرو فقیر اب ضعیف ہو چکا ہے بضعف پیری  
کے سبب نہ اب کتابوں کے دیکھنے کی ہمت ہے نہ لکھنے کی قوت۔ حضرت کا شمار نہ  
صرف علماء کرام ہی میں تھا بلکہ آپ عارفین واصلین اور اولیاء کاملین میں بھی ممتاز  
مقام رکھتے ہیں اولیاء کرام کی توجہ آخری عمر میں بالکل دنیا سے اٹھ جاتی ہے۔ یاد الہی  
میں استغراق بڑھ جاتا ہے یوں تو تمام عمر حضرت کی ذکر مراقبہ رشد و ہدایت اشاعت



سے فوائد اور تحقیقات بھی آپ ملاحظہ فرمائیں گے۔ بہر حال اس کتاب کے لکھنے میں جو محنت اور سعی احقر نے کی ہے حق تعالیٰ اس کو مقبول اور مشکور فرما کر زیادہ سے زیادہ لوگوں کو اس سے نفع پہنچائے جو صاحب بھی اس کتاب پر عمل کریں وہ احقر کو بھی دُعا خیر سے فراموش نہ فرمائیں اور حضرت صاحب قبلہ کو بھی دُعا میں یاد فرمائیں کہ جسکی کتاب رکن دین کے سلسلہ میں یہ کتاب لکھی جا رہی ہے۔ اس کتاب کے لکھنے کے وقت احقر کے پیش نظر حسبِ فہم کتابیں رہیں۔

تفسیر کبیر۔ تفسیر خازن۔ تفسیر عزیز می۔ صحیح بخاری۔ صحیح مسلم۔ ابن ماجہ۔ مشکوٰۃ۔ مرقات۔ لمعات۔ اشعۃ اللمعات۔ ہدایہ فتح القدیر۔ کفایہ۔ عنایہ۔ تنویر الابصار۔ در مختار۔ رد المحتار۔ فتاویٰ عالمگیری۔ فتاویٰ تاصنی خاں۔ جسر الرائق۔ نور الایضاح۔ مرآتی الفلاح۔ طحاوی۔ شرح شرعۃ الاسلام۔ شرح عین العلم وزین الحکم۔ لطائف المعارف۔ اذکار نووی۔ حصن حصین۔ عمل الیوم واللیلہ۔ لابن اسنی۔ الدلائل النظیم۔ مجربات دیربی۔ حیات الصائمین قلمی۔ عز اللامان قلمی۔ ماثبت باسنہ یہ ہیں وہ کتابیں جن سے احقر نے خوشحینی کی ہے۔ ان کے نام لکھ دیتے ہیں۔ اگر کسی صاحب کو صحت یا زیادہ تحقیق مطلوب ہو تو اصل کتابوں کو ملاحظہ فرمائیں احقر بشر ہے خطا اور غلطی کا امکان ہے اس لیے صحت و تحقیق کے لیے اصل کتابوں کے نام بھی لکھ دیتے گئے ہیں۔ بہر حال رسالہ رکن دین کے طریق پر بطرز سوال و جواب یہ کتاب پیش کی جا رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ مقبول فرمائے۔

هٰهُنَا اَشْرَاعٌ مُسْتَعِينًا بِاللّٰهِ وَهُوَ حَسْبِيْ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ۔

## روزہ ایک بہت بڑا رکنِ اسلام ہے

سوال :- کیا روزہ بھی دینِ اسلام کے ارکان میں سے کوئی رکن ہے ؟  
 جواب :- جی ہاں دینِ اسلام کے ارکان میں سے ایک بہت بڑا رکن ہے اس سے نفسِ امارہ جو بدی کا حکم دینے والا ہے مغلوب اور زیر ہوتا ہے یہ ابرار اور مقربین کی عبادت اور ریاضت ہے اس کے ذریعہ نیکی اور حسنات کی ملکی قوت پیدا ہوتی ہے خدا کا قرب اور وصل حاصل ہوتا ہے نہ کھانا نہ پینا یہ اللہ کی صفت ہے پس روزہ دار اللہ تعالیٰ کی صفت سے متصف ہو کر قرب حاصل کرتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کی ہر صفت سے متخلق ہونے والا قرب حاصل کرتا ہے اور محبوب بنتا ہے۔ دیکھو حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ارشاد ہوتا ہے کہ اے ابراہیم میں علیم ہوں اور ہر علیم کو دوست رکھتا ہوں یعنی علیم میری صفت ہے اور جو میری صفت پر ہے میرا محبوب ہے روزہ باطن کو منور کرتا ہے اور حضور مع اللہ کے لیے قلب کو فارغ کرتا ہے عفت بخشا ہے اور عبادت میں حلاوت اور لذت پیدا کرتا ہے اس کے علاوہ روزہ میں اور بہت سے فوائد ہیں۔

سوال :- آپ تو یہ فرماتے ہیں کہ روزہ میں بہت سے فوائد ہیں اور بعض لوگ مٹاؤ اللہ یہ کہتے ہیں کہ روزہ وہ رکھے جس کے گھر کھانے کو کچھ نہ ہو گویا ان کے نزدیک سوائے فاقہ کے کوئی فائدہ نہیں۔

جواب :- یہ کہنا کہ ”روزہ وہ رکھے جس کے یہاں کھانے کو نہ ہو“ یہ کلمہ کفریہ ہے ایسے کہنے والے پر لازم ہے کہ توبہ کر کے تجدیدِ اسلام اور تجدیدِ نکاح کرے یہ حکامِ الہی سے استہزا اور مذاق ہے ایسا کہنے والا کافر ہو جاتا ہے اس کی کوئی عبادت مقبول نہیں جب تک کہ توبہ نہ کرے خوب غور سے سنو کہ روزہ میں جسمانی اور روحانی

اور بے شمار اخلاقی اور ایمانی فوائد ہیں۔ خدائے تعالیٰ کا کرم اور احسان ہے کہ اُس نے روزہ مقرر کر کے ہم کو ان فوائد سے مستمتع ہونے کا موقع دیا۔ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو چوپایوں کی طرح نہیں چھوڑا کہ وہ چرنے اور کھانے ہی میں مشغول رہیں بلکہ ان کے کھانے پینے کو بھی تحت حکم رکھا جو اس حکم کے خلاف کرتے ہیں وہ بہائم صفت ہیں کہ اپنا مقصد زندگی جانوروں کی طرح کھانے پینے کو سمجھتے ہیں **وَيَا كُلُّونَ كَمَا تَأْكُلُ الْأَنْعَامُ مَكْرَ الْجَانُورِ** سے مواخذہ نہیں ہوگا اور انسان پر حرام میں عذاب ہے اور مکروہ میں عتاب اور حلال میں طول حساب یہ کافر کا نشان ہے کہ حلال اور حرام کی تمیز اٹھا کر پوری حرص کے ساتھ جانوروں کی طرح کھاتا ہے **(وَالَّذِينَ كَفَرُوا يَتَمَتَّعُونَ وَيَأْكُلُونَ كَمَا تَأْكُلُ الْأَنْعَامُ)** البتہ مسلمان کھانے پینے میں بھی خدا کا محکوم اور عبد ہے اسی عبدیت کا اظہار روزہ کے ذریعہ ہوتا ہے یہی لوگ شرہ حرص سے پاک ہیں۔ جو لوگ مثل بہائم ہیں ان پر روزہ کا حکم شاق ہے نہ کہ ایمان والوں پر۔ روزہ وہ عبادت ہے جس کو انبیاء کرام اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سچید محبوب رکھا۔

## روزہ اور جسمانی صحت اور دیگر فوائد

سوال :- کیا روزہ میں علاوہ دیگر فوائد کے جسمانی صحت اور عافیت بھی ہے ؟  
 جواب :- روزہ جسمانی صحت و عافیت کی حفاظت کے لیے عجیب و غریب تاثیر رکھتا ہے اکثر بیماریاں کھانے پینے کی کثرت سے پیدا ہوتی ہیں۔ جب سے کہ کھانا پینا زیادہ ہو گیا ہے اور کھانے کی اتنی حرص بڑھ گئی کہ لوگ رمضان شریف کے روزہ تک بھی کھا جاتے ہیں تو بیماریاں بھی زیادہ بڑھ گئیں۔ کھانے پینے سے جو فضلاتِ رقیبہ بدن میں پیدا ہوتے ہیں جن سے طرح طرح کی بیماریاں ظاہر ہوتی ہیں۔ روزہ ان اخلاطِ فاسدہ اور موادِ رقیبہ کو تحلیل کرتا ہے اور تزکیہ کر کے بدن انسانی کو بیماریوں سے

لے اور کافر برتتے ہیں اور کھاتے ہیں جیسے چوپائے کھاتے ہیں (پہلے ع ۶)

محفوظ رکھتا ہے **رَبِّكَ شَيْءٌ نَزَاكُوتٌ وَنَزَاكُوتُ الْجَسَدِ الصَّوْمِ**۔ اس حدیث میں اسی  
بدنی صحت و عافیت کی طرف اشارہ ہے نیز زکوٰۃ مالی کی طرح یہ زکوٰۃ بدنی بھی موجب  
اجر ہے۔ محمد بن یمانی نے چھ باتوں کا سوال چھ مقام پر کیا ہر جگہ سے ایک ہی جواب  
ملا۔ (۱) اطباء سے سوال کیا کہ ایسی چیز بتلاؤ کہ جس میں بدن کی شفا اور صحت کی حفاظت  
کے لیے بہترین ضمانت ہو انہوں نے کہا وہ کم کھانا اور بھوک ہے۔ (۲) علماء سے پوچھا  
حافظہ کی قوت اور یادداشت کے لیے سب سے بہتر چیز بتلاؤ جس سے علوم و فنون  
محفوظ رہ سکیں فرمایا وہ کم کھانا اور بھوک ہے۔ (۳) زاہدوں سے سوال کیا کہ دنیا کی  
لذت سے بے رغبتی پر مذکور کس چیز سے حاصل ہوتی ہے۔ فرمایا وہ کم کھانا اور  
بھوک ہے۔ (۴) حکماء اور عقلا سے پوچھا کہ جو چیز عقل و فہم کو زیادہ کرے وہ شے  
کون سی ہے فرمایا کم کھانا اور بھوک ہے۔ (۵) عابدوں سے پوچھا کہ عبادت کی طرف انسان  
کو مائل کرنے والی چیز کیا ہے فرمایا کم کھانا اور بھوک ہے۔ یہ سلاطین اور بادشاہوں سے پوچھا کہ  
وہ عمدہ اور بہتر شے کیا ہے جو کھانے کو لذیذ سے لذیذ تر بنا دے کہا وہ کم کھانا  
اور بھوک ہے۔ یہ جملہ فوائد سن کر ابن یمانی نے فیصلہ کیا کہ اس بھوک و پیاس کو  
روزہ جیسی محبوب عبادت کی شکل میں کیوں نہ اختیار کیا جائے تاکہ مذکورہ بالا فوائد  
کے ساتھ ثواب عبادت بھی حاصل ہو چنانچہ اسی دن سے محمد بن یمانی ہمیشہ روزہ  
رکھنے لگے اور صائم الذہر ہو گئے۔ اکثر و بیشتر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھوک  
میں رہنا پسند کیا حتیٰ کہ شکم مبارک پر پتھر تک باندھے۔ بھوک بڑی دولت ہے روزہ  
کی روح ہی بھوک ہے تفسیر روح البیان میں ہے کہ بھوک سے رویت الہی کی سعادت  
بھی حاصل ہوتی ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خطاب ہوا (تَجَوَّعَ تَرَانِي) بھوکے  
رہو تم کو دیکھو گے۔

**روزہ اور روحانی قوت و دیگر فوائد سوال:** کیا روزہ میں روحانی قوت

لے ہر چیز کی زکوٰۃ ہے اور جسم کی زکوٰۃ روزہ ہے ۱۲

زیادہ ہوتی ہے؟

جواب: جی ہاں اس سے روحانی قوت زیادہ ہوتی ہے کھانا بھی عجیب چیز ہے جس کے اخذ میں بھی غذا اور ترک میں بھی غذا کھاؤ تو جسم کی غذا ترک کر دو تو روح کی غذا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صوم وصال رکھ کر کئی کئی دن تک مسلسل غذا ترک فرماتے اور ظاہر فرماتے کہ لُطِيعُ مَنِي رَجِي وَكَيْسِقِيْنِي کہ میرا رب مجھ کو کھلاتا اور پلاتا ہے۔ اس میں اشارہ اسی روحانی قوت اور غذا کی طرف ہے جو ترک غذا میں خدا کی طرف سے حاصل ہوتی ہے اس سے وہ اصل روحانی قوت حاصل ہوتی تھی جو مصدرِ کرامات اور سرچشمہ سنوارق عادات ہے مادی غذا سے پُربونے والوں کی رُوح بوجھل ہو کر ضعیف ہو جاتی ہے عالمِ لاہوت میں پرواز کی قوت نہیں رہتی اقبال نے کیا خوب کہا ہے۔

اے طاہرِ لاہوتی اس رزق سے موت اچھی

جس رزق سے آتی ہو پرواز میں کوتاہی!

حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اول مجاہدہ میں ترکِ غذا سے مجھ کو ضعف لاحق ہوا پھر بے حد قوت حاصل ہوئی۔ لہذا روزہ انسان میں غیر معمولی روحانی طاقت اور قوت پیدا کرتا ہے۔ کیونکہ روزہ علایقِ بدنی کی کثافتوں سے روح کو پاک کر کے رُوح کو لطیف کرتا ہے۔ لطافت جتنی زیادہ ہوگی قوت بھی زیادہ ہوگی پس روزہ میں لطافت بھی ہے روحانی غذا بھی ہے کشف و کرامات اور عروجِ لامکاں بھی ہے۔

## روزہ اور اخلاقی فوائد

سوال: روزہ کے اخلاقی فوائد پر بھی روشنی ڈالیں؟

جواب: شیطنیت بہمیت اور سبعیت کے غلبہ سے انسان سے ایسے ایسے انسانیت سوز افعال و حرکات سرزد ہوتے ہیں کہ انسانیت بھی چیخ اُٹھتی ہے۔ ان سب بد اعمالیوں کا علاج بھی روزہ میں ہے بدی کے غلبہ اور زور کو بھی روزہ ہی توڑتا ہے کیونکہ روزہ کا مقصد شیطنیت بہمیت اور سبعیت کی شدت اور ہیجان کو فرو کر کے

تکلیف کو غلبہ دینا ہے۔

یہ مقصد بھی بھوک سے ہی حاصل ہوتا ہے جس طرح کسی سرکش ہاتھی یا حیوان کو بھوکا رکھ کر رام اور منقاد کیا جاتا ہے اسی طرح انسان کی سرکش قوتوں کو بھی ترکِ طعام و شراب سے کمزور کر کے اللہ تعالیٰ کے حکم کا منقاد اور مطیع بنایا جاتا ہے۔ حقیقت میں روزہ انسانیت پیدا کر کے انسان کو انسان بناتا ہے کس قدر قساوتِ قلبی ہے کہ غزبار اور ان کے بچے بھوک میں تڑپ رہے ہوں مگر پیٹ بھرے لوگ اپنا پیسہ لہو و لعب اور سیر تماشا پر تو خرچ کر دیتے ہیں مگر غزبار پر نہیں یہ کیوں؟ اس لیے کہ کبھی بھوکے رہے ہوتے تو بھوک سے تڑپنے والوں کا درو ہوتا۔ اسلام نے روزہ کا حکم دیا کہ امر اور بھی بھوک کا مزہ اچکھیں۔ قوم کی بھوک کی تکلیف کا احساس کر کے ان کی بے روزگاری فوراً کرنے کے لیے کارخانے، مل و غیرہ قائم کریں اور عملی قدم اٹھائیں پس روزہ انسان کو عملاً بہمدِ روزہ انسان بنا کر انسانیت کا سبق سکھاتا ہے اور خدا کی اطاعت کا بے پناہ جذبہ پیدا کر کے حیوانی حرص کا قلع قمع کرتا ہے۔ روزہ دار نے عارضی حرام کو دن میں اللہ تعالیٰ کے حکم سے چھوڑ دیا تو مستقل حرام کو اللہ تعالیٰ کے حکم سے کیوں نہ چھوڑے گا یہی وجہ ہے کہ روزہ کے احکام کے بعد قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے لَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ فرما کر تمام باطل طریقے سے کھانا پینا چھوڑ دینے کا حکم دیا۔ انشاء اللہ روزہ دار کو رشوت، سود، دغا اور فریب سے حاصل کردہ مال کو چھوڑنا بھی سہل ہوگا۔ ان طریقوں سے وہی مال حاصل کرے گا جس میں انسانیت مفقود ہوگی۔ حیوانی حرص کا غلبہ ہوگا۔ اور روزہ دار حیوانیت کے غلبہ کو پہلے ہی توڑ چکا ہے پس روزہ تمام عمدہ اخلاق کی اصل ہے۔ اطاعتِ خداوندی بہمدِ روزہ رقتِ قلبی ایشیا و نمکساری تکلیف اور دکھ میں دوسروں کے شریکِ زندگی رہنے کی تعلیم دیتا ہے اور انسان کو انسانیت کے اعلیٰ اخلاقی فضائل رحمت کرتا ہے۔ درندگی کی شدت اور

۱۔ آپس میں ایک دوسرے کا مال نہ ناحق نہ کھاؤ (پ ۷ ع ۷)



غلبہ کو بھی ملاحظہ فرمائیے کہ ادنیٰ ادنیٰ مزاج کے خلاف باتوں پر شیطانی پھونک سے انسان غصے اور طیش میں آکر تفریق، قتل و قتال اور جنگ و جدال پر آمادہ ہو جاتا ہے جدھر دیکھتے ہر طرف لڑائی جھگڑا ہے۔ حسد اور رشک میں ایک دوسرے کو کھاتے جاتا ہے۔ مگر روزہ انسان کو سبق سکھاتا ہے کہ جب اللہ کے حکم سے تو نے حلال کھانا روزے میں چھوڑ دیا تو درم خور کیسے بنتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فحش بات منہ سے نکلنے اور کالم گلوٹح پر اتر آنے اور لڑائی جھگڑا کرنے سے روزہ دار کو روکا ہے فرمایا تم سے کوئی جھگڑا کرے تو یہ کہہ کر ختم کر دیا کروا جاتی امرءٌ صائِمٌ رُبَّ شاکٍ میں ایک روزہ دار (انسان ہوں) لڑائی جھگڑا سے بلکہ ہر قسم کے حیوانی اور سببی اور شیطانی صفت سے دور ہوں لافانوسیت کے ذریعہ بھی بہیمیت اور حیوانیت کا اظہار ہوتا ہے اس بہیمیت سے بھی روزہ ہی نجات دلاتا ہے اس لیے کہ جہاں کہیں بھی روزہ دار ہو گا قانون اسلام کی پابندی کرنا ہو ا کھانے پینے کی کسی چیز کی طرف بھی ہاتھ نہیں بڑھاتے گا پس انسان کو مہذب اور قانون کا پابند بھی روزہ ہی بناتا ہے۔ صنفی خواہشات کے غلبہ سے بھی کیسا کچھ انسان شیطان بن جاتا ہے آئے دن اغوا کے واقعات اخبار میں چھپتے رہتے ہیں۔ فحش مضامین لوگ لکھتے پڑھتے ہیں عریاں تصاویر شائع کرتے ہیں نامحرم عورتوں کو بھینٹتے ہیں۔ شیطانی اور شہوانی خواہشات کا زور بھی روزہ ہی سے گھٹتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس کو شادی کی قدرت نہ ہو وہ روزہ رکھے کہ اس سے نظر نیچی ہوتی ہے اور خواہشات لپٹ ہوتی ہیں پس روزہ اخلاق کو پاکیزہ اور چال چلن کو عمدہ بناتا ہے۔

## روزہ اور ایمانی فوائد

سوال: روزہ کے ایمانی فوائد اور ثمرات بھی تحریر فرمائیں۔

جواب: مندرجہ ذیل فوائد اور ثمرات ہیں۔

صبر۔ شکر۔ رضا۔ تسلیم۔ تقویٰ۔ اخلاص۔ زہد۔ احسان۔ توجہ الی اللہ۔

یہ ایمانی ثمرات و فوائد روزہ سے علاوہ و جبر الیکمال دپور سے طور پر حاصل ہوتے ہیں  
روزہ اور صبر صبر وہ چیز ہے کہ دنیا میں جو بھی کامل چیز نظر آتی ہے اس

کو یہ کمال صبر کی بدولت حاصل ہوا۔ شانوں پر پھل صبر نہ کرتے تو کامل اور شیریں نہ ہوتے  
 کالین اگر مشائخ اور اساتذہ کی صحبت میں محنت اور ریاضت پر صبر نہ کرتے تو کامل نہ ہوتے  
 نیز انسان کو اپنی زندگی کی ہر راہ میں صبر آزمائیاں سے سابقہ پڑتا ہے کامیابی سے  
 وہی شخص بکھارا ہوتا ہے جو صبر اور ہمت کے ساتھ مقابلہ کرنے کا عادی ہو۔ پس یہ گراں  
 بہا وصف انسان کو روزہ سے حاصل ہوتا ہے۔ پھر صبر بھی تین قسم کا ہوتا ہے۔ (۱)

۱۔ تکالیف پر (۲) عبادت پر۔ (۳) گناہوں کے ترک پر۔ اور یہ تینوں روزہ میں موجود ہیں  
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ الصَّبْرُ خِيَاءٌ۔ (صبر ایک روشنی ہے)۔ لہذا  
 روزہ تینوں اقسام صبر کی مجموعی طاقت کے ساتھ باطن کے لیے قوی روشنی اور ضیاء ہے  
 پھر صبر کرنے والوں کے لیے بے حساب اجر ہے۔ إِنَّمَا يُؤْتِي الصَّابِرُونَ أَجْرًا  
هُم بِغَيْرِ حِسَابٍ۔ ان کے لیے معیت کا وعدہ ہے۔ إِنَّ اللَّهَ مَعَ الصَّابِرِينَ

(بے شک اللہ صابروں کے ساتھ ہے) صلوٰۃ اور رحمت اور ہدایت کا بھی ثرود ہے  
 جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: أُولَئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوَاتٌ مِّن رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ  
وَأُولَئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُونَ۔ غرض کہ یہ سب وعدے اور ثرودے بفضل روزہ دار  
 کو حاصل ہیں کیونکہ وہ صابر ہے۔ اسْتَعِينُوا بِالصَّبْرِ وَالصَّلَاةِ صبر اور نماز سے  
 مدد چاہو کی تفسیر میں بعض مفسرین نے لکھا کہ صبر سے مراد روزہ ہے حدیث میں ہے  
وَهُوَ شَهْرُ الصَّبْرِ۔ (اور وہ درمضان) صبر کا مہینہ ہے۔

روزہ اور شکر شکر وہ وصف ہے کہ اللہ تعالیٰ اس وصف سے متصف  
 ہونے والوں کے لیے نعمتوں کی زیادتی کا وعدہ فرماتا ہے كَمَا قَالَ اللَّهُ تَعَالَى لَلَّذِينَ  
يَشْكُرُونَ لَا أَزِيدُهُمْ یعنی تم شکر گزار ہو گے تو ہم تم کو بہت زیادہ دیں گے۔ یہ وصف

بکمال صبروں ہی کو ان کا ثواب بھر پور دیا جائے گا۔ پ ۲۳ ع ۱۶

یہ لوگ ہیں جن پر ان کے رب کی درودیں ہیں اور رحمت اور یہی لوگ راہ پر ہیں پ ۳ ع ۳

بھی علی و جبرائیل کے لیے روزہ سے حاصل ہوتا ہے کیونکہ روزہ میں کھانا پینا چھوڑتا ہے قدرِ نعمت زوالِ نعمت کے بعد خوب حاصل ہوتی ہے یہی وجہ ہے کہ افطار کے وقت جب کھانے پینے کی نعمت ملتی ہے تو تمام خوشیوں سے بڑھ کر خوشی حاصل ہوتی ہے کہ جس پر بے اختیار صمیم قلب کے ساتھ شکر ادا ہوتا ہے۔ پس روزہ شکر کی حقیقی لذت سے آشنا کرتا ہے اور زیادتی انعام کا سبب ہے۔

**روزہ اور تقویٰ** تقویٰ کی صفت سے متصف ہونے والوں کو اللہ تعالیٰ دوست رکھتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِيْنَ ۝۱۹۹ یہ وصف بھی روزہ سے حاصل ہوتا ہے کیونکہ روزہ دار ہر وقت روزہ شکن چیزوں کو مصیبت سمجھ کر ان کے استعمال سے پرہیز کرتا رہتا ہے۔ لہذا روزہ گناہوں سے بچنے کا عادی بنا دیتا ہے۔ یہی وہ ایمانی فائدہ ہے کہ جس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ روزہ اس لیے ہے تاکہ تم متقی بنو۔

**روزہ اور احسان** احسان اُسے کہتے ہیں کہ اس طرح عبادت کرے کہ عبادت میں ہر وقت معبود پیش نظر رہے اللہ تعالیٰ اس وصف سے متصف ہونے والوں کو دوست رکھتا ہے جیسا کہ قرآن کریم میں ہے اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ۝۱۹۸ پس یہ وصف بھی روزہ سے علی و جبرائیل کے لیے روزہ دار اللہ تعالیٰ کے خوف سے مخفی مقام پر بھی روزہ نہیں توڑتا کیونکہ ہر وقت ہر جگہ اللہ تعالیٰ اس کے پیش نظر ہوتا ہے مشاہدہ حق میں لذتِ نفسِ حاجب ہوتے ہیں ان حجابات کو روزہ ہٹا کر شہودِ حق کے مقام پر اصل کرتا ہے۔

**روزہ اور ذکر** ذکر وہ چیز ہے کہ اس سے فلاح اور کامیابی حاصل ہوتی ہے جیسا کہ قرآن پاک میں ہے وَاذْكُرْ وَاللّٰهَ كَثِيْرًا اَلْعَلَّكُمْ تَفْلِحُوْنَ ۝۱۹۷ یہ وصف بھی روزہ سے

۱۹۷ بے شک پرہیزگار اللہ کو خوش آتے ہیں پ ۱۴ ج ۱۴ بے شک بھلائی والے اللہ کے محبوب ہیں پ ۸ ج ۱۴ اور اللہ کو بہت یاد کرو اس امید پر کہ فلاح پاؤ پ ۱۲ ج ۱۴

عَلَى وَجْهِ الْكَمَالِ حَاصِل ہوتا ہے کیونکہ جب کھانے پینے کی چیز کی طرف ہاتھ بڑھاتا ہے تو اللہ تعالیٰ کا منع فرمانا یاد آتا ہے پیاس کے وقت شربت یا پانی کی طرف ہاتھ بڑھاتا ہے تو اللہ تعالیٰ کا حکم یاد آتا ہے غرض کہ ہر وقت اللہ کے حکم کی یاد سے نفس کو روکتا رہتا ہے تو روزہ ایک ذکر خفی ہوا۔ حدیث قدسی میں ہے کہ **اِنَّمَعَةُ اِذَا ذَكَرْتَنِي فَاِنَّ ذَكَرْتَنِي فِي نَفْسِيهِ ذَكَرْتَنِي فِي نَفْسِي** یعنی میں اس کے ساتھ ہوں جو مجھ کو یاد کرے اگر وہ مجھ کو یاد کرے گا اپنے دل میں تو میں یاد کروں گا اس کو اپنے نفس میں اس ذکر فی النفس سے فیضانِ باطنی مراد ہے جس طرح اولیاء کرام کے باطن سے مرید کو فیض پہنچتا ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ کے بطون سے روزہ دار کو فیض پہنچتا ہے نسبت بطون روزہ میں قوی ہوتی ہے۔

**روزہ اور اخلاص** | اخلاص بحق تعالیٰ ہم کو ہر عبادت میں اخلاص کا حکم دیتا ہے جیسا کہ ارشاد فرمایا **وَمَا اَصْرُوا اِلَّا لِيَعْبُدُوا اللّٰهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ** یہ وصف بھی عَلَى وَجْهِ الْكَمَالِ روزہ سے حاصل ہوتا ہے کیونکہ روزہ ایک ایسی عبادت ہے جو چشم غیر سے مخفی ہے روزہ دار اس کو صرف اللہ ہی کے لیے بجالاتا ہے گو باروزہ نے روزے دار کو عادی بنا دیا کہ آئندہ بھی کوئی عمل اس کا چشم غیر کے لیے نہ ہو۔ ایسا عمل انسان کو بلند درجہ پر پہنچا دیتا ہے۔

روزہ اور زہد۔ اس کے لیے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں **اَوَّلُ صَلاَحٍ هٰذِهِ الْاُمَّةِ الْيَقِيْنُ وَالزُّهْدُ** کہ اول درجہ کی اصلاح اس امت کی یقین اور زہد میں ہے زہد کہتے ہیں لذاتِ دنیا کی طرف التفات نہ کرنا اور حکم خدا کی رعایت کرتے ہوئے منافع اخروی پر یقین کامل کے ساتھ راعب ہونا۔ یہی معنی روزہ ہی سکھلاتا ہے۔

**روزہ اور یادِ موت** | یادِ موت۔ موت کی یاد بھی شرعاً مطلوب ہے یہ یاد بھی روزے سے خوب حاصل ہوتی ہے کیونکہ روزہ میں لذات چھوڑتے ہیں تو مرنے کا دن

۱۔ اور ان لوگوں کو تو یہی حکم ہوا کہ اللہ کی بندگی کریں مرنے سے اس پر عقیدہ لاتے (پنچ ۲۳)

یاد آتا ہے جو تمام لذات کے چھوٹنے کا دن ہوگا اس کی یاد تمام نیکیوں کی جڑ ہے  
اسی لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اَكْثَرُ ذَاذِكْرٍ هَاذِهِمُ اللَّذَاتِ (مشکوٰۃ،  
باب تمنی الموت و ذکرہ) یعنی لذات کے توڑنے والی چیز کو زیادہ یاد کیا کرو وہ موت ہے  
یہ یاد ہر وقت روزہ سے حاصل ہے۔ پس روزہ دنیا کی فانی لذات کے انہماک سے  
دل کو ہٹا کر اعمالِ آخرت کی تحصیل پر راغب کرتا ہے اور سب فکروں کے عوض کیسا عمدہ آخرت  
کا فکر دیتا ہے جس کے لیے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

مَنْ جَعَلَ الْهُمُومَ هَمًّا وَاحِدًا اَهَمَّ الْمَعَادِ كَفَاهُ اللهُ هَمَّ دُنْيَاهُ وَمَنْ  
تَشَعَّبَتْ بِهِ الْهُمُومُ اَحْوَالَ الدُّنْيَا. لَمْ يُبَالِ اللهُ فِي آتِي اَوْ دِيَةِ هَلَاكِ

(ابن ماجہ ص ۳۱۲) یعنی جس نے اپنے سب فکروں کی جگہ ایک فکرِ آخرت کو دے دی۔  
اللہ تعالیٰ اُس کے فکرِ دنیا کے لیے کافی ہو گیا اور جس کے افکارِ دنیا میں منتشر ہو گئے۔  
تو اللہ تعالیٰ کو پروا نہیں وہ کسی بھی وادی میں ہلاک ہو۔ یعنی دنیا ہی کے کسی فکر و غم میں  
ذلت کے ساتھ اس کا دمِ آخر ہوگا۔

اس سے ثابت ہوا کہ روزہ دار کے لیے اللہ تعالیٰ ایسے اسباب پیدا فرمائیں گے  
کہ اس سے افکارِ دنیا زائل ہو جائیں گے اور جمعیتِ قلبی حاصل ہوگی اور یادِ الہی میں  
موت باعزت نصیب ہوگی۔

سوال :- قرآن مجید سے بھی روزہ کے کچھ فضائل  
فضائلِ روزہ از قرآن کریم | بیان فرمائیں۔

جواب :- اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اَلتَّائِبُونَ الْعَابِدُونَ الْحَامِدُونَ السَّائِحُونَ  
الذَّاكِرُونَ السَّاجِدُونَ الْآمِرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَالنَّاهُونَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَ  
الْحَافِظُونَ لِحُدُودِ اللّٰهِ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِينَ (دپ ۳) یعنی توبہ کرنے والے،  
عبادت کرنے والے، حمد کرنے والے، روزہ رکھنے والے، سجدہ کرنے والے،  
اچھے کاموں کے حکم کرنے والے بری باتوں سے روکنے والے اور اللہ کے حدود کی  
حفاظت کرنے والے اور مومنین کو خوشخبری سنا دو۔ یعنی جنت کی۔

اس آیت کریمہ میں حق تعالیٰ نے روزے داروں کو ایمان والوں کی فرست میں داخل کیا ہے جس میں حسنِ خاتمہ کی بشارت ہے کیونکہ جس کو اللہ تعالیٰ نے ایمان والا فرما دیا تو انشاء اللہ خاتمہ ایمان پر ہی ہوگا۔ یہ ان ایمان والوں کی فرست ہے کہ جن کے جان و مال کو خدا نے جنت کے عوض خرید لیا ہے جیسا کہ اس سے اوپر والی آیت میں ہے۔  
 إِنَّ اللَّهَ اشْتَرَىٰ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ أَنفُسَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ بِآنَ لَهُمُ الْجَنَّةُ (پ ۳۷)

روزہ دار کو بھی یہ شرف حاصل ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے جان و مال کو بھی قبول فرمایا اور اس کو جنت ملنے کا مشورہ عطا فرمایا۔

خریدنا جانا اس چیز کا ہونا ہے جو قابلِ خرید ہو ہمارے نفوس و اموال میں تو ہزار ہا عیوب مضمحل ہیں ایسے معیوب نفوس اموال کو کون خرید سکتا ہے اور کوئی خریدے بھی تو کمال بے رغبتی کے ساتھ معمولی قیمت پر وہ بھی ایسے حال میں کہ بھوک و پیاس سے چہرہ کارنگ متغیر ہو رہا ہے لبوں پر خشکی ہے منہ سے خلو بوندہ کی بو آ رہی ہے مگر اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کو کس قدر عزت اور احترام کا مستحق بنایا کہ جنت کے موتیوں اور اس کے محل بلکہ جنت اور بیش بہا نعمتوں کے عوض ان کو خریدا اور خود خریدا۔

تو بے علم ازل مرا دیدی ! دیدی انگہ بعیب بخزیدی  
 من باں عیب تو بے علم ہماں رد من انچہ خود پسندیدی

پس روزہ وہ محبوب شے ہے کہ جس کی وجہ سے روزہ دار خدائے تعالیٰ کے اس قدر لطف و کرم کا مستحق بنا پھر آزاد کو نہیں خریدا جاتا ہے بندہ اور غلام کو خریدا جاتا ہے اس میں یہ لطیف اشارہ بھی ہے کہ روزہ رکھ کر روزہ دار ہمارے خاص بندے بن گئے خریدنے میں اسی خصوصی عبدیت اور رقیبت کا اظہار ہے بندہ ہی مولیٰ کے لطف و کرم کا منظر ہوتا ہے نیز روزہ رکھنے والوں کو سائیکون فرمایا جو سیاحت سے مشتق ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سیاحتہ امتی الصیام کہ

بے شک اللہ نے مسلمانوں سے ان کے مال اور جان خرید لیے ہیں اس بد پر کہ ان کے لیے جنت ہے۔

میری اُمت کی سیاحت روزہ ہے۔ یہ سفر ترکِ تعلقات اور شہیات سے حاصل ہوتا ہے۔ روزہ میں عالمِ بالا کی سیاحت ہے۔ عجائبِ ملکوت کی سیر و تفریح ہوتی ہے۔ یہ سفر لامکان ہے یہ مخلوق سے ذائق کی طرف کا سفر ہے۔ انوار اور تجلیاتِ الہی میں عروج ہوتا ہے۔ بلندیوں پر سے نیچے رہ جانے والے بڑے بڑے پہاڑ اور درخت و آدمی چھوٹے چھوٹے نظر آتے ہیں یہ اُس بلند مقام پر پہنچا جہاں سے سلاطین اور اہلِ دنیا اس کی نظر میں صغیر اور حقیر ہو جاتے ہیں۔ پھر اور اُوچی بلندیوں میں پرواز ہوتی ہے تو مخلوق اس کی نظر سے بالکل ہی غائب ہو جاتی ہے یہاں سیر فی اللہ ہے غیر کوئی جاذبِ نظر نہیں رہا۔ اب یہ مسافر عالمِ انوار میں داخل ہو گیا نوری پردے اُٹھتے جا رہے ہیں اور یہ عالم نور میں غائب ہوتا چلا جا رہا ہے اور غیبِ الغیب کی طرف بڑھ رہا ہے۔ دوسرے مقام پر اللہ تعالیٰ نے روزہ دار عورتوں کو بھی عباداتِ ساریحات فرمایا ہے۔ لہذا اس روحانی ارتقار میں روزہ دار عورتوں کا بھی حصہ ہے وہ بھی خوش ہوں۔

فضائلِ روزہ از احادیثِ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم | سوال :- قرآن سے فضائل

کے فضائل اب احادیث سے بھی بیان فرمائیں۔  
جواب :- پہلی فضیلت تو یہ ہے کہ روزہ کو اللہ تعالیٰ نے اپنا عمل فرمایا اور ابنِ آدم کے دیگر اعمال کو اس کی طرف نسبت دی۔ جیسا کہ حدیث میں ہے دُكُلُ عَمَلِ ابْنِ آدَمَ لَهٗ اِلَّا الصِّيَامَ فَاِنَّهٗ لِيْ وَاَنَا اَجْزِيْ بِهٖ (بخاری) یعنی ہر عمل ابنِ آدم کا ہے مگر روزہ یہ میرا ہے میں ہی اس کی جزا دوں گا۔

قُرْبِ فِرَاقِضِ مِيْنَ ذَاتِ عِبْدِ ذَاتِ حَقِّ مِيْنَ فَنَّا هُوَ جَاتِيْ هِيَ اُوْرَاسِ كَ تَمَامِ اَفْعَالِ حَقِّ تَعَالَى كِي طَرَفِ مَسُوْبِ هُوَ جَاتِيْ هِيَ وَ مَا رَهَيْتَ اِذْ رَهَيْتَ وَا لِكِنِّ اللّٰهُ رَمِيْ اِسِيْ قُرْبِ كِي طَرَفِ اِشَارَهٗ هِيَ اِسْ حَدِيْثِ سَ مَعْلُوْمِ هُوَا كَ رُوْزَهٗ فَرَضِ هُوَا نَفْلِ هِر رُوْزَهٗ مِيْنَ

مہ اور اے محبوب وہ خاک جو تم نے پھینکی تم نے نہ پھینکی تھی بلکہ اللہ نے پھینکی۔

قربِ فرائض کا مشرودہ ہے جو کمال درجہ کی فضیلت ہے پس روزہ دار کی ہستی فنا ہوگئی  
 روزہ ربِ باقی کا فعل ہے جو اس کی طرف منسوب ہو کر ہمیشہ کے لیے باقی اور قائم رہ گیا  
 اب اس کے لیے زوالِ فنا کا کیا کھٹکا حَجَّةُ اللَّهِ الْبَالِغَةِ اور شرح عین العلم عَلَى قَارِي میں ہے کہ (اَجْزَى بِهِ) میں دو روایتیں ہیں۔ صیغہ معروف اور صیغہ مجہول۔  
 اگر صیغہ معروف کے ساتھ پڑھا جائے گا تو یہ مطلب ہوگا کہ میں بلا واسطہ روزہ  
 کا بدلہ خود دوں گا تو اس میں اجر کثیر اور نہایت ثواب کی طرف اشارہ ہے جس کا علم  
 خدا کے سوا کسی کو نہیں اگر صیغہ مجہول کے ساتھ پڑھا جائے گا تو یہ مطلب ہوگا کہ روزہ  
 کا بدلہ میں خود ہوں یعنی اس کو میں ملوں گا اس میں روزہ دار کے لیے وصل کا مشرودہ ہے  
 جس نے کھانے پینے کی آرزوؤں اور خواہشوں کو میرے حکم سے قتل کیا اس کی دیت میں  
 خود ہوں۔ مَنْ قَتَلْتُمْ فَأَنَا دِيَّتُهُ۔

(۲) دوسری فضیلت روزہ کی یہ ہے کہ روزہ کا ثواب جتنا ہے کسی اور عمل کا ثواب  
 اتنا نہیں ہر عمل پر اس سے سات سو نیکیوں تک محدود اجر و ثواب مقرر ہے مگر روزہ  
 کے ثواب کا کوئی حساب و شمار ہی نہیں۔ حدیث شریف میں ہے۔

دَكَلَّ عَمَلِ ابْنِ آدَمَ يُضَاعَفُ الْحَسَنَةُ بِعَشْرِ أَمْثَالِهَا إِلَى سَبْعِ مِائَةٍ ضَعْفٍ قَالَ  
 اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ إِلَّا الصَّوْمَ فَإِنَّهُ لِي وَأَنَا أَجْزَى بِهِ يَدَعُ شَهْوَتَهُ وَطَعَامَهُ  
 مِنْ أَجَلِي وَلِلصَّائِمِ فَرْحَتَانِ فَرْحَةٌ عِنْدَ فِطْرِهِ وَفَرْحَةٌ عِنْدَ لِقَائِ رَبِّهِ وَلِخَلْوَفٍ  
 فِيهِ أَطِيبٌ عِنْدَ اللَّهِ مِنْ رِيحِ الْمِسْكِ (مسلم) ترجمہ :- ابن آدم کے ہر عمل کی نیکی کو دس  
 گنے سے لے کر سات سو تک بڑھا دیا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا مگر روزہ سو وہ  
 میرا ہے میں ہی اس کی جزا دوں گا۔ کیونکہ وہ اپنی خواہش اور اپنے کھانے کو میرے  
 لیے چھوڑتا ہے اور روزہ دار کے لیے دو خوشیاں ہیں ایک افطار کے وقت اور  
 دوسری لقاءِ رب کے وقت اس کے منہ کی بُو اللہ کے نزدیک مشک سے زیادہ خوشبو دار  
 ہے۔ جس طرح خوشبو کی وجہ سے صاحبِ مشک کی طرف توجہ ہوتی ہے۔ اس سے  
 زیادہ اقبال اور قرب اللہ تعالیٰ کا روزہ دار کو حاصل ہوتا ہے۔



(۳) تیسری فضیلت روزہ کی یہ ہے کہ یہ کفارہ میں کسی کو نہیں دیا جائے گا۔ قایم رہ کر صائم کی بخشش کرے گا جنت میں روزہ دار کو لے جائے گا۔ تفصیل یہ ہے کہ مظلوم قیامت کے دن خدا سے فرمادی ہوں گے کہ فلاں شخص نے ہم پر یہ مظالم کیے حکم ہو گا اس شخص کی نیکیوں میں سے ہر ظلم کے بدلہ میں اس کو ایک ایک نیکی دی جائے اس طرح تمام نیکیوں کا ذخیرہ ختم ہو جائے گا۔ لیکن ہنوز مظالم باقی رہیں گے تو مظلوم ارادہ کریں گے کہ اس کے روزے کو بھی لیں۔ مگر اللہ تعالیٰ فرمائے گا روزہ اس کا نہیں ہے یہ میرا ہے اس کو کوئی ہاتھ نہ لگاتے لہذا یہ روزہ محفوظ رہ جائے گا اور اس کی نجات کا باعث ہو گا۔

ان دونوں مذکورہ بالا حدیثوں میں بار بار آیا ہے کہ روزہ میرا ہے اس کے معنی علمائے متعدد بیان کیے ہیں ان میں سے ذیل میں کچھ بیان کیے جاتے ہیں۔  
 (۱) روزہ میں انسان کھاتا پیتا نہیں یہ صفت استغنا از طعام و شراب اللہ تعالیٰ کی صفت ہے اس لیے فرمایا کہ روزہ تو درحقیقت میرا ہے وَهُوَ يُطْعِمُ وَلَا يُطْعَمُ یعنی روزہ میری صفت ہے۔

(۲) یا اپنی جانب نسبت دے کر اس کی بزرگی اور فضیلت کو ظاہر کیا ہے جس طرح مسجد کو اپنی جانب اضافت دے کر اس کو تمام زمین پر فضیلت بخشی اسی طرح تمام اعمال میں روزہ کو اپنی ذات کی طرف نسبت سے فضیلت بخشی۔

(۳) یا جو اس انسانی سے مخفی ہونے کے سبب روزہ میں ریا کا دخل نہیں اس کو روزہ دار صرف اللہ ہی کی رضا کے لیے وجود میں لاتا ہے اس اخلاص کی وجہ سے ازراہ ذرہ نوازی فرمایا کہ یہ روزہ میرا ہے۔ کہ خالص میری ہی رضا کے لیے رکھا جاتا ہے نیز اللہ تعالیٰ نظر سے مخفی اور روزہ بھی مخفی لہذا اس مناسبت سے بھی روزہ اللہ تعالیٰ کی طرف نسبت کا زیادہ اہل ہے۔

(۴) یا یہ اضافت حفاظت اور حمایت کے اظہار کے لیے بھی ہو سکتی ہے تاکہ شیطان انسی و جتی اس کو فاسد کرنے کی فکر میں نہ ہوں اس لیے فرمایا کہ روزہ میرا ہے یعنی

میری ظلِ حمایت میں ہے جب روزہ اللہ کی حمایت میں ہے تو روزہ وار بھی اس کے ظلِ حمایت میں آگیا۔

(۵) روزہ میں کوئی حظِ نفس نہیں اس لیے فرمایا: الصَّوْمُ لِيْ بِمَا شَارَكْتَ غَيْرَ رُزْهِ  
روزہ جہنم سے بعد اور جنت سے قرب کا باعث ہے | سوال :- کیا روزہ جہنم سے  
 دور اور جنت سے قریب

کرتا ہے؟

جواب :- جی ہاں حدیث شریف میں ہے -

مَنْ صَامَ يَوْمًا فِي سَبِيلِ اللَّهِ جَعَلَ اللَّهُ مِنْهُ وَمِنَ النَّارِ خَنْدَقًا كَمَا بَيْنَ السَّمَاءِ  
 وَالْأَرْضِ (ترمذی)

(ترجمہ) جس کسی نے ایک دن کا روزہ اللہ کی راہ میں رکھ لیا تو اللہ نے اس کے اور  
 دوزخ کے درمیان آسمان اور زمین کی درمیانہ مسافت کی مثل ایک عظیم خندق حائل  
 کر دی۔ یعنی اتنی عظیم مسافت پر جہنم روزہ دار سے دُور ہو گئی۔

دوسری حدیث میں ہے مَنْ صَامَ يَوْمًا فِي سَبِيلِ اللَّهِ بَعَدَ اللَّهُ وَجْهَهُ

عَنِ النَّارِ سَبْعِينَ خَوْفًا (متفق علیہ)

(ترجمہ) جس نے ایک دن فی سبیل اللہ روزہ رکھ لیا اللہ تعالیٰ نے اُس کے رخ کو  
 دوزخ سے ستر سالہ بعد اور دوری پر کر دیا۔ پس واضح ہو گیا کہ روزہ انسان کو دوزخ  
 سے دُور کرتا ہے یعنی گناہوں سے دُور کرتا ہے جو اس کو جہنم میں پہنچاتے اور  
 اُس کے سر پر تباہی و بربادی لاتے ہیں۔ روزہ اعمالِ جنت سے قریب کرتا ہے اور  
 شیطانی قوتوں کو باندھ دیتا ہے۔ اسی لیے حدیث میں آتا ہے کہ رمضان میں جنت  
 کے دروازے کھل جاتے ہیں اور دوزخ کے بند ہو جاتے ہیں اور شیاطین جکڑے  
 جاتے ہیں۔

حدیث میں ہے حُفَّتِ النَّارُ بِالشَّهَوَاتِ چونکہ روزہ شہوت سے دُور کرتا ہے

لہٰذا گھیر لیا گیا جہنم کو شہوات اور لذات کے ساتھ۔

اس لیے روزہ دار نار دوزخ سے دور ہو گیا اور حدیث میں ہے کہ حُفَّتِ الْجَنَّةُ بِالْمَكَارِهِ  
کہ جنت کا احاطہ کیا گیا ہے مکروہات اور تکالیف کے ساتھ تو معلوم ہوا کہ تکلیف میں جنت  
ہے لہذا پیاس کی تکلیف میں جنت کے قریب ہو گیا۔

سوال :- اوپر کے بیان سے معلوم ہوا کہ روزہ کی عبادت بڑی اہم اور بے نظیر عبادت ہے  
کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی کہیں صراحت کے ساتھ ارشاد فرمایا ہے کہ روزہ  
کا عدیل و مثیل نہیں؟

جواب :- جی ہاں یہ وہ عظیم عبادت ہے جس کے بارے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم  
نے حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا دَعَلَيْكَ بِالصَّوْمِ فَإِنَّهُ لَا عَدِيلَ لَهُ أَكْرَمَ  
روزہ کو اپنے اوپر لازم کر لو کہ یقیناً اس کا کوئی عدیل و مثیل نہیں۔

خصوصاً رمضان المبارک کے روزوں کو تو وہ اہمیت حاصل ہے کہ ارکان اسلام  
میں داخل ہیں جس پر دین کی بنا ہے۔ (لمعات و نسائی)

سوال :- یہ بھی بیان فرمائیں کہ رمضان کا روزہ دین  
روزہ کونسا رکن اسلام ہے؟ کا کونسا رکن ہے؟

جواب :- لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ ط کے بعد سے شمار کرو تو یہ تیسرا رکن  
ہے ورنہ چوتھا ہے کیونکہ ارکان دین میں اول رکن توحید اور رسالت کی شہادت ہے  
دوسرا رکن نماز ہے تیسرا رکن زکوٰۃ ہے۔ چوتھا رکن روزہ رمضان ہے پانچواں  
رکن حج بیت اللہ ہے۔ حدیث جبریل میں بھی اسی ترتیب کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ  
علیہ وسلم نے بیان فرمایا اور حکمت الہی بھی اسی کی مقتضی ہے کہ پہلے ہلکی عبادت سے  
ابتداء ہو جو نماز ہے اسی ترتیب کی طرف قرآن پاک میں بھی اشارہ ہے جیسا کہ اَلْمُحْتَارِ  
ہے۔ وَالْحَاشِعِينَ وَالْحَاشِعَاتِ وَالْمُتَصَدِّقِينَ وَالْمُتَصَدِّقَاتِ وَالصَّائِمِينَ  
وَالصَّائِمَاتِ۔

سوال :- کیا روزہ کی عبادت ہماری شریعت کے ساتھ  
روزہ قدیمی عبادت ہے؟ ہی خاص ہے یا پہلے زمانہ میں بھی روزہ تھا؟

جواب :- روزہ حضرت آدم علیہ السلام کے زمانہ سے چلا آ رہا ہے تمام انبیاء اور ان کی امتوں نے اس عبادت سے قرب حق حاصل کیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقہ میں اللہ تعالیٰ نے یہ عبادت ہم کو بھی عطا کی اور ہم پر اس کا احسان رکھتے ہوئے فرمایا کُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ۔ اگلی امتوں کی مثل تمہارے نام پر بھی یہ عبادت لکھ دی گئی ہے (مِنْ قَبْلِكُمْ) کے ذکر میں تین فائدے ہیں۔ اول تاکید حکم ہے کہ روزہ وہ عبادت ہے کہ جس سے کوئی زمانہ خالی نہ رہا۔ ہر زمانے کی یہ ضروری عبادت رہی دوسرے اس میں ترغیب و تشویق امت ہے تاکہ یہ امت اگلی امتوں سے اس عبادت کے اہتمام میں کسی طرح پیچھے نہ رہے تیسرے اس سے روزہ کی مشکل عبادت کو سہل بنا کر نفس کو خوشی پہنچانا ہے کیونکہ جو چیز عام ہوتی ہے۔ نفس پر زیادہ شاق اور گراں نہیں ہوتی اور شرکت میں یہ بھی فائدہ ہے کہ انبیاء اولیاء جیسے کاملین کے روزہ کی عبادت کے انوار و برکات کو تم تک پہنچانا ہے۔

پس عہد آدم علیہ السلام سے یہ روزہ تمام انبیاء اور ان کی امت کی ریاضت اور عبادت میں رہا۔ (تفسیر خازن ص ۱۱۹)

سوال :- ہماری شریعت میں سب سے اول کون سے روزے فرض ہوتے

سب سے پہلے کون سے روزے

فرض تھے؟

جواب :- ہر مہینہ میں تین اور ماہ محرم میں عاشورہ کا روزہ فرض ہوا تھا۔ پھر جب رمضان کے پورے مہینے کے روزے فرض ہوئے تب عاشورہ اور تین دن کے روزہ کی فرضیت منسوخ ہو گئی۔ اب عاشورہ وغیرہ کا روزہ نفل ہو گیا۔ ضروری نہیں رہا۔ چاہے اس کو کوئی رکھے خواہ نہ رکھے مگر ہر سال رمضان کے روزوں کا رکھنا لازمی ہو گیا کیونکہ وہ فرض ہے (ناثبت بالسنتہ - خازن ص ۱۱۹)

سوال :- رمضان کے روزے کس سال فرض ہوتے؟

جواب :- ۱۲ ہجری میں شعبان کے مہینے میں یہ روزے فرض ہوئے۔ (در مختار - مواہب)

سوال :- رمضان کا نام رمضان کیوں ہوا؟

جواب :- اس لیے کہ جب عرب مہینوں کا نام رکھ رہے تھے تو یہ مہینہ شدید موسم گرما میں آ رہا تھا۔ تفسیر خازن میں ہے کہ رمضان اس پتھر کو کہتے ہیں جو آفتاب کی شدت حرارت سے جل اُٹھے رمضان اسی سے مشتق ہے تو اس کے یہ معنی ہوتے کہ سخت گرمی والا مہینہ اور اب مذہبی نقطہ نگاہ سے یوں سمجھئے کہ عبادات کی گرما گرمی اس مہینہ میں رہتی ہے تو عبادات کی کثرت سے گرمی اور حرارت عشق الہی کی بھڑک اُٹھتی ہے جس سے تمام گناہ سوخت ہو جاتے ہیں تو یہ مطلب ہوا کہ عشق الہی اور عبادات کی کثیر اور شدید حرارت اور گرمی رکھنے والا اور گناہوں کو سوخت کرنے والا یہ مبارک مہینہ ہے۔ تفسیر خازن میں ہے کہ بعض نے کہا کہ یہ اللہ کا نام ہے تو یہ شہر اللہ ہوا گو یا یہ اللہ تعالیٰ کے جلووں اور تجلیات کا مہینہ ہے۔

سوال :- آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر شریف میں کل کتنے رمضان آئے۔

جواب :- نو رمضان آئے (مواہب)

سوال :- ان میں زیادہ تر انتیس کے رمضان تھے یا تیس کے۔

جواب :- انتیس کے تھے، حکمت یہ تھی کہ اُمت پر انتیس کا رمضان آئے تو نقصانِ ثواب کے خیال سے ملول نہ ہوں کہ ایک دن کم رہا اور کامل ثواب تیس کا ہے۔ لہذا حضرت کے زمانہ سے تسلی حاصل کریں کہ مہینہ کامل ہو یا ناقص ثواب بہر حال کامل ہوگا۔ (البدو ادو، ترمذی، زرقانی ص ۹۷)

## رویتِ ہلال

سوال :- رویتِ ہلال کا اہتمام مسلمانوں میں کیوں ہے؟

جواب :- اس لیے کہ ان کی عبادات کے اوقات اور تاریخوں کا تعین چاند پر موقوف

۱۲ یعنی فرضیت کے بعد۔

ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا یَسْأَلُونَكَ عَنِ الْاِهْلَةِ قُلْ هِيَ مَوَاقِيتُ لِلنَّاسِ وَالْحَجُّ رِبَاعًا (۱۸۷)  
 اسے حبیب لوگ آپ سے چاند کے متعلق سوال کرتے ہیں ان کو جواب دیجئے کہ یہ حج اور  
 لوگوں کی دیگر عبادات کی معرفت کے لیے ہے۔ چونکہ چاند انیس کا بھی ہوتا ہے اور تیس  
 کا بھی اس لیے رویت کا اہتمام ہے تاکہ صحیح اوقات میں عبادات واقع ہوں۔ پس چاند  
 کی تلاش برائے عبادت خود عبادت ہے اور موجب اجر و ثواب پھر کیوں نہ مسلمان  
 اس کی دید اور رویت کے لیے سرگرم ہوں۔

سوال :- چاند دیکھ کر کوئی ذکر و دعا آنحضرت  
 صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہو تو وہ بھی تحریر  
**رویت ہلال کے وقت ذکر اور دعا**

فرمائیں۔

جواب :- ترمذی میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چاند دیکھ کر یہ دعا پڑھی۔  
 اللَّهُمَّ اِهْلَةَ اَهْلِنَا بِالْاَمْنِ وَالْاِيْمَانِ وَالسَّلَامَةِ وَالْاِسْلَامِ رَبِّي وَرَبُّكَ اللَّهُ  
 اے اللہ اس چاند کو ہم پر امن و ایمان سلامتی اور اسلام کے ساتھ چمکا اے چاند میرا  
 اور تیرا رب اللہ ہے۔

سوال :- کیا رمضان کے لیے بھی کوئی مخصوص دعا ہے؟  
 جواب :- جی ہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ دعا ثابت ہے۔ اللَّهُمَّ سَلِّمْ لِي  
 مِنْ رَمَضَانَ وَسَلِّمْ لِي وَرَمَضَانَ لِي وَسَلِّمْهُ مِنِّي دُرَاهِبًا (۱۸۷) اے اللہ رمضان کی مار  
 اور نقصان یعنی قصداً ترک روزہ و تراویح وغیرہ کی محرومی سے مجھ کو سلامت رکھ اور مجھ  
 سالم رمضان عطا فرما بیماری اور دکھ سے کوئی روزہ نافع نہ ہو اور میرے گناہوں  
 سے رمضان کو سلامت رکھ۔

سوال :- کیا رجب اور شعبان کے بارہ میں بھی کوئی خاص دعا ہے؟  
 جواب :- جی ہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دعا پڑھی ہے۔ اللَّهُمَّ بَارِكْ  
 لِي فِي رَجَبٍ وَشَعْبَانَ وَبَلِّغْنَا رَمَضَانَ۔ اے اللہ رجب اور شعبان میں ہمارے  
 لیے برکت رکھ اور ہم کو رمضان تک پہنچا۔ اس سے ثابت ہوا کہ اوقات فاصلہ تک پہنچنے

اور زندہ رہنے کی دعا مستحب ہے (مواہب زرقانی ص ۱۱)

سوال :- چاند دیکھ کر اس کی طرف اشارہ کیا ہے؟

جواب :- مکروہ ہے۔ (عالمگیری)

سوال :- چاند کس وقت دیکھے۔

جواب :- آفتاب غروب ہونے پر (بحر الرائق۔ عالمگیری)

سوال :- اگر دن میں کسی نے چاند دیکھ لیا تو یہ کس رات کا شمار ہوگا؟

جواب :- یہ آنے والی رات کا چاند شمار ہوگا گذشتہ رات کا نہیں، لہذا کل پہلی تاریخ ہوگی آج نہیں۔

سوال :- ایک شخص نے دن میں عید کا چاند دیکھ کر روزہ توڑ دیا اس کے لیے کیا حکم ہے؟

جواب :- اس شخص نے سخت غلطی کی اس کو کفارہ ادا کرنا ہوگا یہ آنے والی رات کا چاند ہے اس پر لازم تھا کہ رات تک روزہ پورا کرتا۔ (فتح القدیر)

سوال :- قمری مہینہ کے ثبوت کا اسلامی طریقہ بیان فرمائیں؟

جواب :- قمری مہینہ انتیس کو رویت سے ثابت ہوتا ہے رویت نہ ہو تو تیس کے حساب سے مہینہ مقرر کر لیا جاتا ہے۔ کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہی دو طریقے منقول ہیں کہ رویت ہو جائے تو انتیس کا ورنہ تیس کا مہینہ مانا جائے گا بخاری شریف میں ہے فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صَوْمُوا الدُّرُؤِيَّةَ وَافْطِرُوا الدُّرُؤِيَّةَ فَإِنَّ أُمَّتِي عَلَيْكُمْ فَأَكْمِلُوا عِدَّةَ شَعْبَانَ ثَلَاثِينَ۔ یعنی چاند دیکھ کر روزہ رکھو اور چاند دیکھ کر ہی افطار کرو یعنی عید مناد اگر ابرو بادل کی وجہ سے تم پر چاند مستور (پوشیدہ) رہے تو شعبان کے تیس دن مکمل کرو یہ صاف ارشاد ہے کہ اول چاند دیکھو رویت ہو جائے تو عبادت کے لیے اس سے تاریخ مقرر کرو ورنہ تیس کا چاند مانو اس کی ضرورت نہیں کہ رویت نہ ہو تو حساب نجوم اور منازل قمر سے انتیس کا چاند ثابت کیا جائے اسی آیت کے سلسلہ میں بخاری اور مسلم کی حدیث میں ہے وَشَحْنُ أُمَّةٍ أُمَّيَّةٍ لَأَنْكُتِبُ وَلَا حَسْبُ

کہ ہم اُمی گروہ ہیں حساب کتاب کا دخل نہیں رکھتے کھلا اصول رکھتے ہیں کہ چاند ہو جائے تو رویت سے اور نہ ہو تو تیس کے حساب سے عبادت کے اوقات مقرر کرو۔ اشخہ اللہمعات میں ہے کہ قول مجھ پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور اصحاب اور تابعین اور سلف اور خلف میں سے کسی نے بھی عمل نہیں کیا ہے آنحضرت نے منازلِ قمر کے حساب کی باریکیوں پر احکام کو موقوف نہیں رکھا جس کا معاملہ خاص ماہرین کی توجہ کا مرہونِ منت ہو کر رہ جائے بلکہ عام و خاص جس میں سب شریک رہیں ایسی محسوس چیز پر مدار احکامِ اسلام رکھا گیا ہے کہ انتیس کو چاند دیکھنے کے سلسلہ میں فتح القدر میں لکھا ہے (هُوَ وَاجِبٌ عَلَى الْكُفَايَةِ) یعنی بستی میں کسی نے بھی نہیں دیکھا تو سب گنہگار ہوں گے۔ ماہرینِ موسمیات کی اطلاع کی صحت اور عدم صحت پر بحث نہیں بلکہ اطلاع کی صحت کی تقدیر پر بھی چاند دیکھنا ضروری ہے۔

چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مدارِ عمل رویت پر رکھا ہے یا تیس پر لیکن حسابِ نجوم پر نہیں رکھا۔

**چاند دیکھنا عبادت ہے**

پس ان اطلاعوں کے ساتھ ساتھ چاند کے دیکھنے کا اہتمام بھی ہرگز ترک نہ کیا جائے ہر شخص کو پیش پیش رہنا چاہیے کہ چاند سے پہلے اس کو نظر آئے تاکہ عبادت واجبہ کا ثواب ملے مسلمان پر چاند دیکھنا بھی واجب ہے۔ بلکہ طحاوی میں تو فرض لکھا ہے (يَجِبُ) الظَّاهِرُ مِنْهُ الْإِهْتِرَاضُ لِأَنَّهُ يُتَوَصَّلُ بِهِ إِلَى الْقَدْرِ تو چاند دیکھنے میں ثواب فرض کا ملے گا اور چاند دیکھ کر ذکر اور دعا کا ثواب علیحدہ ہے۔ بہر حال ہر مہینہ میں انتیس کے چاند کا ثبوت رویت پر ہے خواہ اہل شہر پر اپنی رویت سے چاند ثابت ہوا ہو یا غیر کی رویت سے جس کے پانچ طریقے ہیں جن کو طریقی موجبہ کہتے ہیں ان سے چاند ثابت ہوگا ورنہ نہیں۔

**طریق موجبہ** سوال :- حیدرآباد کے حساب سے کل شب قدر ہے اور کراچی میں رویت ہوگئی تھی لہذا اس کے حساب سے وہاں

آج شب قدر ہے اور شب قدر میں ایک ہزار مہینہ کی عبادت کا ثواب ملتا ہے تو یہ ایک ہزار ماہ کا ثواب ہم کو بھی آج حیدرآباد شب قدر مان کر عبادت کرنے میں



ملے گا یا نہیں۔

جواب :- ہرگز نہیں ملے گا آپ کو تو یہاں کے تیس کے حساب سے کل شب قدر میں عبادت کرنے کا ثواب ملے گا ہاں طُرُقِ مُوجِبہ سے اگر کراچی کی رویت کی خبر حیدرآباد پہنچی ہے تو حیدرآباد میں بھی آج ہی شب قدر ہے اور اس کے تمام احکام آج ہی ثابت ہوں گے ورنہ نہیں۔

سوال :- طُرُقِ مُوجِبہ کسے کہتے ہیں؟

جواب :- وہ پانچ طریقے ہیں اول شہادت دوسرے شہادت علی الشہادت تیسرے شہادت علی قضاہ القاضی چوتھے کتاب القاضی پانچویں خبر مستفیض یہ وہ شرعی ذریعے ہیں کہ اگر ان ذریعوں سے ایک مقام کی خبر رویت دوسرے شہر میں پہنچے گی تو وہاں بھی شرعاً رویت کے احکام ثابت ہو جائیں گے ورنہ نہیں صاحب فتح القدیر نے اسی کو ایک مثال دے کر سمجھایا کہ یہاں آج تیس ہے مگر دوسرے شہر سے کسی نے آکر خبر دی کہ ہمارے یہاں ایک دن پہلے لوگوں نے چاند دیکھا ہے یعنی انیس کا چاند دیکھا ہے اگر یہاں چاند نظر نہ آئے تو اب خبر پر تراویح چھوڑنا اور کل عید منانا جائز نہیں کیونکہ دوسرے مقام کے نامعلوم لوگوں کے چاند دیکھنے کی یہ حکایت ہے نہ خود اپنے دیکھنے کی شہادت ہے نہ شہادت علی الشہادت ہے پس طُرُقِ مُوجِبہ سے یہ خبر رویت یہاں نہیں پہنچی اس لیے قابل عمل نہیں شہادت علی الشہادت کے اصول آگے بیان ہوں گے اس میں معلوم افراد کے چاند دیکھنے کی خبر اور شہادت ہوتی ہے اور یہ قضاہ قاضی کی بھی شہادت نہیں اس کا بیان بھی آگے آتا ہے یہ صرف خبر ہے شہادت نہیں جو ہمارے مذہب حنفی میں کافی نہیں ہر جگہ رویت کا ہونا یا شہادت یا دیگر طریق موجب کی ضرورت ہے۔ چاند کے ثبوت میں عقل کو دخل نہیں جو شرع شریف سے منقول طریقے چلے آ رہے ہیں ان ہی طریقوں سے چاند ثابت ہوگا۔

سوال :- شہادت کسے کہتے ہیں؟

جواب :- اپنے چاند دیکھنے کی اس سچی خبر دینے کو کہتے ہیں جو امر حق کو ظاہر اور ثابت

کرنے کے لیے لفظ اَشْهَدُ یا اس کے ہم معنی یعنی میں گواہی دیتا ہوں " ان جیسے الفاظ کے ساتھ مجلسِ قضا میں حاضر ہو کر خبر دے لفظ اَشْهَدُ کے ساتھ گواہی دینا ضروری ہے۔ یہ رکنِ شہادت ہے تنویر الابصار میں ہے (وَرَكْنًا لَفْظًا اَشْهَدُ) اسی طرح جگہ کی بھی شرط ہے شامی میں ہے (وَهُوَ مَجْلِسُ الْقَضَاءِ) وہ مجلسِ قضا میں حاضر ہو کر گواہی دیتا ہے پس اگر دور ہی سے بذریعہ ٹیلیفون گواہ نے شہادت دی تو نامقبول ہوگی کیونکہ شرطِ شہادت پوری نہ ہوتی اسی طرح کتنے بھی تاکیدی الفاظ کے مثلاً میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں نے چاند دیکھا یا خدا کو حاضر ناظر سمجھ کر کہتا ہوں کہ میں نے چاند دیکھا یہ شہادت نہیں جب تک کہ یہ نہ کہے کہ میں شہادت دیتا ہوں کہ میں نے آج اپنی آنکھوں سے چاند دیکھا شہادت نہ ہوگی تمام مہینوں کے چاند میں یہ ہی حکم ہے سوائے رمضان کے کہ اس میں خبر رویت دیتے وقت لفظ اَشْهَدُ کہنا ضروری نہیں۔

سوال :- کیا رمضان کے چاند میں بھی لفظ اَشْهَدُ یا اس کے معنی کے ساتھ گواہی دینا اور گواہ کا مجلسِ حاکم میں حاضر ہونا ضروری ہے۔

جواب :- رمضان میں گواہ کا لفظ اَشْهَدُ کہنا ضروری نہیں کیونکہ یہ قبیلہ اخبار سے ہے نہ کہ بابِ شہادت سے ایک عادل متقی کا یہ کہنا کہ میں نے آج اپنی آنکھوں سے چاند دیکھا کافی ہے البتہ گواہ کا مجلسِ رویت میں حاضر ہونا اس میں بھی ضروری شرط ہے (حیات الصائمین عن الکفایہ والسراج الوہاج الدرانیہ والتبیین)

سوال :- گاؤں میں جہاں مجلسِ حاکم یا عالم نہ ہو وہاں کیا حکم ہے؟

جواب :- گواہ کو مسجد میں حاضر ہو کر مسلمانوں کے روبرو گواہی دینا ہوگا خواہ رمضان ہو یا غیر رمضان۔

سوال :- کتنے گواہوں کی شہادت سے چاند ثابت ہوتا ہے؟

جواب :- اگر مطلع صاف نہیں یعنی آسمان پر بادل یا عبا رہے تو رمضان میں ایک گواہ اگرچہ وہ نیک عورت یا غلام ہی ہو۔ اس کے علاوہ دوسرے مہینوں میں ایک مرد و عورتیں یا دو مرد گواہ ہونے ضروری ہیں جن کی گواہی سے چاند ثابت ہوگا اور اگر مطلع

صاف ہے تو رمضان ہو یا غیر رمضان ایک جماعت کثیرہ کی شہادت سے چاند ثابت ہوگا۔ جس کی تعداد کورتے امام پر چھوڑا گیا دو تین گواہ بھی کافی نہیں ہوں گے ایک جہم غفیر اور خلق کثیر جبکہ چاند دیکھنے میں مصروف ہے مطلع بھی صاف ہے کوئی مانع نہیں اتحا و مطلع سلامت بصر، توجہ بطلب قر کی صورت میں دو تین کا دیکھنا ان مسافر و گواہ کے برسر غلط ہونے پر واضح دلیل ہے اسی لیے فتح اور بحر میں ہے کہ جو ہم نے کہا ہے کہ مسافر برویت کی شہادت مقبول نہیں اس سے مسافر شخص واحد نہیں بلکہ دو تین یا اس سے زائد جمع کثیر سے کم تر جماعت قلیل کی بھی شہادت مقبول نہیں۔

سوال :- کیا دو گواہ کی گواہی آسمان صاف ہونے پر مقبول ہونے کے بارے میں کوئی روایت ہے۔

جواب :- جی ہاں ہے بحر الرایق نے اسی کو ترجیح دی ہے لیکن یہ خلاف ظاہر الروایت ہے مبسوط سرخسی میں ہے کہ مطلع صاف ہونے پر دو کی گواہی نامقبول ہے جمع کثیر کی گواہی لازم ہے وَهُوَ الْأَصَحُّ یہی ظاہر الروایت ہے ظاہر الروایت پر عمل کرنا چاہیے (حیات الصائین)

سوال :- مزید افادیت کا باعث ہوگا براہ کرم اگر یہ بھی بتلا دیں کہ ظاہر الروایت کے کہتے ہیں؟

جواب :- امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کی یہ چھ کتا ہیں ہیں جامع صغیر، جامع کبیر، صغیر، کبیر، مبسوط زیادات یہ بڑی مستند کتا ہیں ہیں ان کتب میں جو مسئلہ موجود ہوتا ہے اس کو ظاہر الروایت کہتے ہیں۔

سوال :- گواہی دینے والے کیسے ہوں؟

جواب :- فقہاء کا متفقہ فیصلہ ہے کہ گواہ فاسق نہ ہوں درمختار میں ہے (لَا فَاسِقٌ إِتْفَاقًا) اگرچہ متعدد ہی ہوں طحاوی میں ہے (وَلَوْ تَعَدَّدَ كَفَا سِقِينِ فَأَكْثَرُ) کہ ان کی گواہی نامقبول ہے اگر حاکم نے ان کی شہادت پر رویت کا فیصلہ دے دیا تو رویت ثابت ہو جاتے گی مگر گنہگار ہوگا گواہ اندھا گونگا نہ ہو مسلمان عاقل بالغ

آزاد عادل ہو۔

سوال :- عادل کسے کہتے ہیں ؟

جواب :- ایسے نیک آدمی کو کہتے ہیں جس سے اکثر حسنت اور نیکیاں ظہور میں آتی ہوں کبیرہ گناہوں سے بچتا ہو اور صغیرہ گناہوں پر اصرار نہ کرتا ہو صاحبِ مروت اور انسانیت ہو یعنی ایسے کام نہ کرتا ہو جو مروت کے خلاف ہوں یعنی بازاروں میں چلتے پھرتے کھانے پینے والا اور سب کے سامنے شارعِ عام پر پیشاب کرنے والا بھی نہ ہو۔ یہ قلتِ حیا کا سبب ہے (شامی)

سوال :- اچھا اگر فاسق نے فسق سے توبہ کر کے پھر شہادت دی تو کیا حکم ہے فوراً توبہ قبول کر لی جاتے یا نہیں ؟

جواب :- جب تک کہ اتنی مدت نہ گزر جائے کہ جس میں اثر توبہ ظاہر ہو شہادت قبول نہ کی جائے گی بعض نے چھ ماہ کی مدت مقرر کی ہے بعض نے سال بھر کی حد لگائی ہے مگر صحیح یہ ہے کہ راتے امام پر چھوڑا جائے۔ (فتاویٰ قاضی خاں - فتح القدر)

سوال :- محدود فی القذف کسے کہتے ہیں اس کی شہادت مقبول ہے یا نہیں ؟

جواب :- جس کو زنا کی تہمت لگانے پر حد لگائی گئی ہو۔ بعد توبہ اس کی شہادت صرف ہلالِ رمضان میں مقبول ہے (عالمگیری ص ۲۹)

سوال :- کیا گواہ کا بالغ ہونا بھی ضروری ہے ؟

جواب :- جی ہاں ضروری ہے۔ قریب بلوغ یعنی فراہق کی گواہی بھی معتبر نہیں (عالمگیری)

سوال :- اگر گواہ نے رمضان کا چاند دیکھا مگر کسی عذر شرعی کی بنا پر اس کی گواہی

رہ کر دی گئی تو کیا گواہ روزہ رکھے ؟

جواب :- جی ہاں روزہ رکھے (تنویر الابصار)

سوال :- اگر شاہد نے تنہا عید کا چاند دیکھا اور کسی شرعی وجہ سے اس کی شہادت

رہ ہو گئی مگر واقع میں اس نے چاند خود دیکھا ہے تو یہ افطار کرنے یا روزہ رکھے ؟

جواب :- روزہ رکھے (تنویر الابصار عالمگیری)

سوال :- جس کی شہادت رو ہو گئی اُس نے روزہ رکھا پھر توڑ دیا تو کیا کفارہ لازم آتے گا یا صرف قضا؟

جواب :- قضا لازم آتے گی کفارہ نہیں کیونکہ رو سے شبہ ہو گیا کہ خیال ہے یا ہلال اور شبہ میں کفارہ نہیں (تنویر الالبصار در مختار ص ۱۲۳ عالمگیری ص ۲۱)

سوال :- اگر قبلِ ردا افطار کیا تو کیا حکم ہے؟

جواب :- اس پر بھی کفارہ نہیں احتمال ہے کہ خیال ہو ہلال نہ ہو۔

(دور مختار ص ۱۲۳ شامی ص ۱۲۳)

سوال :- اگر بعد قبول افطار کیا تو کیا حکم ہے؟

جواب :- اب کفارہ لازم ہے اگرچہ یہ شاید فاسق ہی ہو۔ (دور مختار ص ۱۲۳)

سوال :- شاہد نے روزہ رکھا ہلالِ رمضان دیکھ کر اور اُس کے تیس دن پورے ہو گئے تو کیا حکم ہے جبکہ یہاں آج چاند نہیں ہوا؟

جواب :- افطار نہ کرے سب کے ساتھ افطار کرے بسبب فرمانِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے *هَذَا يَوْمٌ تَصُومُونَ وَفِطْرُكُمْ يَوْمٌ تَفْطِرُونَ* (ترمذی شامی ص ۱۲۳)

سوال :- تیس دن رمضان کے پورے ہو چکے اور آج یہاں چاند نظر نہیں آیا حالانکہ آسمان بالکل صاف ہے تو کیا حکم ہے؟

جواب :- اگر دو گواہوں کی شہادت پر لوگوں نے رمضان کے روزے شروع کیے تھے تو افطار کریں اور کل عید منائیں اور اگر ایک ہی پر روزے شروع کیے تھے تو افطار نہ کریں اور اگر آج ابر بادل ہے تو بہر صورت کل عید ہے۔ (فتاویٰ قاضی خاں ص ۱۸)

سوال :- یہاں آج انیس تاریخ ہے چاند نہیں ہوا۔ ابر بادل بھی نہیں مطلع صاف ہے مگر کچھ لوگوں نے باہر سے آکر کہا کہ فلاں شہر میں تم سے ایک دن پہلے لوگوں نے چاند دیکھ کر روزہ رکھا اس حساب سے آج تیس ہے تو اس پر افطار کر کے کل عید منائی جائے یا نہیں اور آج تراویح ترک کی جائے یا نہیں؟

جواب :- نہ کل عید منانا جائز ہے اور نہ آج تراویح کو چھوڑنا جائز ان لوگوں کے

کئے پر عمل نہیں کیا جائے گا کیونکہ نہ اپنی رویت کی شہادت ہے نہ شہادت علی الشہادت  
بلکہ غیر کی رویت کی حکایت اور مجرد خبر ہے۔ (عالمگیری ص ۱۱۲، فتاویٰ قاضی خاں ص ۱۸۱)  
سوال :- امام نے اگر تہنا عید کا چاند دیکھا تو امام کو عید کی نماز کے لیے عید گاہ جانا  
ضروری ہے ؟

جواب :- نہیں نہ امام خود جائے نہ اور جائیں آج عید کا دن نہیں۔ (عالمگیری)  
سوال :- کیا مستور کی شہادت مقبول ہے ؟

جواب :- رمضان کے چاند میں اس کی شہادت مقبول ہے دوسرے چاندوں میں نہیں۔  
سوال :- مستور کسے کہتے ہیں ؟

جواب :- نہ ظاہر میں کھلا فاسق ہو نہ ثابت العدالت ہو۔

سوال :- عدالت کس طرح ثابت ہوتی ہے ؟

جواب :- تزکیہ سے حاصل ہوتی ہے یا قاضی اور عالم کو خود گواہ کے تقویٰ کے کمال  
معلوم ہو۔

سوال :- تزکیہ کسے کہتے ہیں ؟

جواب :- دوسرے گواہ کے حال کی تحقیق کرنے کو کہتے ہیں۔ تزکیہ دو قسم کا ہوتا ہے۔  
ایک علانیہ دوسرا پوشیدہ۔ علانیہ یہ ہے کہ کسی باخبر عادل شخص سے گواہ کے روبرو  
اُس کے احوال کی پوچھ گچھ کرے وہ کہے کہ میں نے اس کی تعدیل کی پھر یہ تہنا مقبول  
نہیں جب تک کہ پوشیدہ بھی تزکیہ نہ ہو۔ پوشیدہ تزکیہ اسے کہتے ہیں کہ قاضی اپنا  
قاصد یا دستی خط جس میں گواہ کا نام نسب حلیہ محلہ بازار تک درج ہو۔ مخفی طور پر اُس  
کے محلہ کی مسجد میں جو شخص سب سے زیادہ زاہد صالح ہو اُن کے پاس روانہ کر کے گواہوں  
کا حال معلوم کرے جب وہ لکھ بھیجے کہ اُسکی شہادت جائز ہے یہ نیک اور عادل  
شخص ہے تو حاکم یا عالم پر اب اس کی شہادت قبول کرنا واجب ہوگا۔ اس طریق سے  
اس شخص کی نیکی اور عدالت ثابت ہوگی۔ حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں  
کہ عادل متقی ہونا گواہ کا ضروری ہے۔ مگر ظاہری حال اگر اُس کا اسلام کے خلاف نہیں

ہے تو ہم اس کو عادل ہی کہیں گے تزکیہ کی ضرورت نہیں ہاں اگر فریق مخالف اس کے تقویٰ میں طعن کرے تو اب تحقیق حال کے لیے اس کا تزکیہ ضروری ہے۔ صاحبین کہتے ہیں کہ خواہ کوئی طعن کرے یا نہ کرے لوگوں کی بے باکیاں گناہوں میں بڑھ گئیں ہیں فسق و فجور کا زمانہ ہے لہذا تزکیہ کے ذریعہ تحقیق حال ضروری ہے۔ مگر امام محمدؒ فرماتے ہیں کہ تزکیہ علانیہ فتنہ دہلا ہے کچھ اچھے کی دشمنی پھیلے گی لہذا محض تزکیہ پر اکتفا کیا جائے (ہدایہ فتح القدیر ص ۱۸۱) سوال :- مزید اطمینان کے لیے بجائے تزکیہ گواہ سے اگر گواہی حلف کے ساتھ لی جائے تو کیا؟

جواب :- درمختار میں ہے کہ اگر سلطان اپنے حاکموں کو تخلیف شہود و قسم دلانے کا حکم دے تو علماء پر واجب ہے کہ اس کو نصیحت کریں۔ مگر بحر الرائق میں ہے کہ بیشک ظہور عدالت کے وقت یعنی کسی کا عادل و متقی ہونا ظاہر ہے تو اس پر قسم نہیں اور اگر محض ہے تو اس پر قسم ہے۔ پس اگر تزکیہ کہیں متعذر ہو وہاں مستور شاہد سے قسم لے لی جائے تو مضائقہ نہیں اور امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اگر ظاہر حال اسلام کے خلاف نہیں ہے تو وہ اس کو عادل ہی کہیں گے۔ تزکیہ کی بھی حاجت نہیں۔ مگر بعض کہتے ہیں چونکہ امام کا زمانہ تقویٰ اور خیر کا زمانہ تھا اس لیے اس کی حاجت نہیں تھی بہر حال اس زمانہ میں بھی غلبہ فسق کی وجہ سے تزکیہ مشکل ہے الاشباہ والنظائر میں ہے اگر امام کی رائے ہو تو تخلیف شاہد جائز ہے۔

سوال :- کیا تفسیر بھی شرط ہے کہ گواہ سے پوچھے کہ کہاں سے دیکھا شہر کے اندر یا باہر چاند کتنی بلندی پر تھا کس جانب تھا وغیرہ سوالات کرنا بھی ضروری ہے؟

جواب :- عالمگیری میں ہے یہ ضروری نہیں۔ البتہ ابو بکر اسکاف کا قول ہے کہ تفسیر کے بعد شہادت قبول کی جائے مگر صحیح یہ ہے کہیں حاجت پڑے مثلاً بیان میں شبہ ہو تو استفسار کرے ورنہ ضرورت نہیں۔

سوال :- اگر اٹھائیس رمضان کو چاند نظر آگیا تو کیا حکم ہے؟

جواب :- اگر لیل شعبان کی رویت پرتیس دن شمار کر کے روزے شروع کیے تھے تو

ایک روزہ قضا کرے اور اگر لال شعبان نظر نہیں آیا تھا بلکہ رجب کے تیس دن پورے کر کے شعبان کا مہینہ شروع کیا تھا تو دو روزے قضا کرے۔ (عالمگیری)

**شہادت علی الشہادت** | سوال :- کیا شہادت علی الشہادت سے بھی چاند ثابت ہو جاتا ہے؟

جواب :- جی ہاں ثابت ہو جاتا ہے۔

سوال :- شہادت علی الشہادت کسے کہتے ہیں؟

جواب :- اگر گواہ مجلس رویت میں حاضر نہ ہو سکے تو وہ کسی دوسرے شخص کو اپنی شہادت کا گواہ بنا کر اپنی طرف سے مجلس میں حاضر کرے اور وہ حاضر ہو کر اس کی طرف سے گواہی دے اسی کو شہادت علی الشہادت کہتے ہیں۔ بہر حال مجلس میں اصل گواہ کا یا نائب کا حاضر ہونا ضروری ہے۔ یہ رویت غیر کی شہادت پر شہادت ہے۔

سوال :- شہادت علی الشہادت کس طریق پر ادا کی جاتی ہے؟

جواب :- اصل شاہد جس کو بھی اپنا نائب بنائے اس کو مخاطب کر کے کہے کہ سنو میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے آج اپنی آنکھوں سے عید کا چاند دیکھا تم میری اس شہادت پر گواہ ہو جاؤ۔ یہ نائب خاموش رہے یا سن کر قبول کر لے بہر حال نائب بن گیا مگر انکار نہ کرے ورنہ اصل کا تاہم مقام نہیں ہوگا۔ (شامی - تنویر الابصار ص ۵۴ ج ۴)

سوال :- یہ نائب مجلس میں حاضر ہو کر اصل گواہ کی طرف سے کس طرح شہادت دے گا اس کا بھی طریقہ بیان فرمائیں؟

جواب :- یہ نائب مجلس میں حاضر ہو کر اصل گواہ کی طرف سے الفاظ ذیل میں شہادت دے کہ جس کے تین طریقے ہیں۔

(۱) فلاں بن فلاں بن فلاں کی اپنی آنکھوں سے آج عید کا چاند دیکھنے کی شہادت پر میں گواہی دیتا ہوں اتنا بھی کافی ہے اور اگر چاہے تو یوں بھی کہہ سکتا ہے کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ فلاں بن فلاں بن فلاں نے مجھ کو اپنی آنکھوں سے آج عید کا چاند دیکھنے کی شہادت کا گواہ بنایا اور مجھ سے کہا کہ میری اس شہادت پر تم گواہ



ہو جاؤ۔ اور اس سے بھی زیادہ لمبی عبارت میں یوں بھی گواہی دے سکتا ہے کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ فلاں بن فلاں نے میرے سامنے یوں کہا کہ میں شہادت دیتا ہوں کہ آج میں نے اپنی آنکھوں سے عید کا چاند دیکھا اور اس نے مجھ کو اپنی شہادت پر گواہ بنایا اور مجھ کو حکم دیا کہ میں اس کی شہادت پر گواہی دوں اب میں اس کی شہادت پر گواہی دیتا ہوں۔ (تنزیہ۔ درمختار۔ شامی ص ۵۴۵)

سوال :- کیا اصل گواہ اور اس کے باپ دادا کا نام لینا بھی ضروری ہے؟  
جواب :- جی ہاں ضروری ہے۔ (شامی ص ۵۴۵)

سوال :- ایک مولوی صاحب ایک جگہ سے اپنے ارادتمندوں کے ہجوم کے درمیان بڑے تڑک و احتشام سے مجلس رویت میں حاضر ہوئے اور اس طرح شہادت دی کہ میں کہتا ہوں کہ میرے سامنے پچاس آدمیوں نے عید کا چاند دیکھنے کی گواہی دی قاضی صاحب جو شہادتیں لے رہے تھے انہوں نے ان مولوی صاحب کی اس شہادت کو قبول نہیں کیا۔ اس پر مولوی صاحب بگڑ گئے ان کے مصاحبین کو بھی سخت ناگوار گزارا سب نے برسہم ہو کر کہا کہ آپ کیا سمجھتے ہیں؟ مولوی صاحب بھی اپنے حلقہ میں بڑی عزت اور مرتبہ کے مالک ہیں۔ آپ ان کی شہادت نامقبول کر کے ان کی توہین کر رہے ہیں۔

اب آپ فرمائیں کہ یہ شہادت درحقیقت اصول شہادت پر شہادت تھی یا نہیں اور مولوی صاحب کا بگڑنا بے محل تھا یا بر محل۔

جواب :- مولوی صاحب کا بگڑنا بے محل تھا۔ قاضی صاحب کا ان کی شہادت کو رد کر دینا بالکل صحیح اور آئین شریعت کے مطابق تھا قانون اسلامی سب کے لیے یکساں ہے عالم ہو یا غیر عالم۔ مولوی صاحب کی شہادت شرعی قانون کی رو سے شہادت نہیں ہوتی اس لیے کہ اول تو ان کے بیان میں اَشْهَدُ کا لفظ یا اس کا ترجمہ ہونا ضروری تھا۔ مولوی صاحب کے بیان میں یہ لفظ کہیں بھی نہیں کہیں گواہی دیتا ہوں بغیر اس کے شہادت شہادت شرعی نہیں ہوتی۔ پھر اپنے چاند دیکھنے کی بھی شہادت

نہیں بلکہ دوسروں کی شہادت کی گواہی دینے کے لیے آئے ہیں تو دوسروں سے شہادت سن کر فقط ان کی شہادت کو نقل کر دینا کافی نہیں ہوتا۔ اس لیے کہ آپ پڑھ چکے ہیں کہ دو باتوں کی ضرورت ہوتی ہے۔ اصل گواہوں کو مولوی صاحب کے سامنے شہادت دے کر پھر مولوی صاحب سے یہ بھی کہنا ضروری تھا کہ ہم آپ کو اپنی شہادت پر گواہ بناتے ہیں۔ ہماری طرف سے آپ گواہ بن کر گواہی دیں۔ پھر مولوی صاحب کو مجلس میں قانون شرع کے مطابق ان لوگوں کی طرف سے بھی شہادت نام بنام ان الفاظ میں دینی چاہیے تھی کہ میں شہادت دیتا ہوں کہ فلاں بن فلاں نے اپنی آنکھوں سے عید کا چاند دیکھنے کی شہادت پر مجھ کو شاہد بنایا اور مجھ سے کہا کہ میں تم کو اپنی اس شہادت کا گواہ بناتا ہوں۔ یہ مضمون بھی مولوی صاحب نے ادا نہ کیا تو مولوی صاحب کا یہ بیان نہ شہادت کی تعریف میں آیا نہ شہادت علی الشہادت کے ذیل میں داخل ہوا چاند دیکھنے والوں کی چاند دیکھنے کی یہ صرف حکایت تھی شہادت نہیں پھر ایک محلہ کے گواہوں کی گواہی کے لیے شہر کے شہر میں مولوی صاحب کا آنا بھی مناسب نہ تھا۔ اتنی قلیل مسافت پر اصل گواہوں کا مجلس میں خود حاضر ہونا ضروری تھا۔ اگر کوئی یہ کہے کہ مولوی صاحب تو خود قاضی کی حیثیت سے دوسرے محلہ میں شہادت لے رہے تھے وہاں سے اٹھ کر یہاں اپنے حکم کی شہادت گزارنے یا قضا اور حکم کی خبر دینے آئے تھے تو اس کا بھی یہ طریقہ نہیں کیونکہ فقہا کا مسئلہ مستلزم ہے کہ اگر غیر محل ولایت میں بذات خود قاضی بھی اپنی قضا کی شہادت دے تو وہ بھی نامقبول ہے سوال :- گواہ اپنی گواہی کے لیے دوسرا گواہ بنا کر جو مجلس قضا میں بھیجے گا تو کیا اس میں مسافت کی بھی قید ہے؟

جواب :- ظاہر الروایت میں تین رات دن کی مسافت کی قید ہے اس سے کم مسافت میں شہادت علی الشہادت جائز نہیں مگر امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اگر مجلس اتنی دور ہو کہ اسی دن واپس اپنے گھر نہ پہنچ سکے تو اپنا قایم مقام گواہ بنا کر بھیج سکتا ہے۔ امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ مسجد کے ایک کونے سے دوسرے

کو نہ تک کے لیے بھی نائب بنایا جاسکتا ہے مگر امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کا قول تضاد شہادت کے بارے میں زیادہ مستند ہے۔ (شامی ص ۵۲۴ عالمگیری ص ۲۵۶، ۵۹۷)

سوال :- اگر شاہد قریب ہے مگر بیمار ہے تو کیا بیمار بھی اپنا نائب بنا کر بیچ سکتا ہے؟  
جواب :- ہاں مگر وہ بیماری مراد ہے جس کے سبب بیمار کو مجلس رویت میں حاضر ہونے کی طاقت نہ ہو ایسے بیمار کو قریب میں نائب بنانے کی اجازت ہے۔  
(عالمگیری ص ۵۹۷)

سوال :- کیا پردہ نشین عورت بھی شہر کے شہر ہی میں اپنا نائب بنا کر بیچ سکتی ہے؟  
جواب :- جی ہاں بیچ سکتی ہے۔ (تنویر الابصار)

سوال :- کیا بادشاہ یا امیر اپنی وجاہت کے سبب مجلس میں آنا پسند نہ کریں تو یہ بھی اپنا نائب بنا کر بیچ سکتے ہیں یا نہیں؟

جواب :- نہیں یہ خود مجلس میں حاضر ہو کر گواہی دیں۔ (در مختار ص ۵۲۵)  
سوال :- کیا شہادت علی الشہادت میں بھی متعدد کی قید ہے کہ کتنے گواہ اصل گواہ کی گواہی پر ہونے چاہئیں۔

جواب :- جی ہاں اس میں بھی نصاب کی قید ہے۔ ہر اصل گواہی پر دو مرد یا دو عورت ایک مرد کا گواہ بنا ضروری ہے۔ (تنویر الابصار۔ در مختار ص ۵۲۵)

سوال :- اگر اصل گواہ عادل اور متقی نہیں ہے تو اس کی طرف سے نائب بننا کیا ہے؟

جواب :- اگر وہ اصل گواہ متقی اور عادل نہیں ہے تو اس کی گواہی کے لیے کسی کو بھی نائب بننا لائق نہیں۔ (در مختار ص ۵۲۵)

سوال :- گواہ فرج یعنی نائب جب مجلس میں حاضر ہو تو کیا ان کی بھی تعدیل ہوگی اور اصل کی بھی؟

جواب :- جی ہاں سب کی تعدیل ہوگی۔

سوال :- اس کا طریقہ کیا ہے؟

جواب :- اگر یہ نائب تقویٰ اور عدالت میں معروف و مشہور ہے تو یہ اپنے اصل گواہ کی تعدیل کر دیں ان کا اتنا کہ دینا کافی ہے کہ ہمارے اصل گواہ متقی عادل ہیں۔ اسی طرح گواہ ایک دوسرے کی تعدیل کر سکتے ہیں بشرطیکہ اہل تزکیہ ہوں ورنہ پھر اصل اور فرع سب گواہوں کی تعدیل ضروری ہے جس ذریعہ سے بھی ہو۔ (تنویر البصار و مختار)

سوال :- کیا یہ نائب گواہ بھی اپنا کوئی نائب بنا سکتے ہیں؟

جواب :- جی ہاں اسی طرح فرع در فرع نائب بن سکتے ہیں۔ مگر یہ شرط ہے کہ جس کا یہ نائب ہے وہ اصل عاجز ہو مجلس میں حاضر ہونے سے۔ (در مختار، شامی ص ۵۹۸)

سوال :- کیا متکلف اپنا نائب بنا کر بیچ سکتا ہے؟

جواب :- نہیں بیچ سکتا۔ (عالمگیری ص ۵۹۸)

سوال :- کیا رمضان میں ایک عورت کی طرف سے ایک عورت اور ایک غلام کی طرف سے ایک غلام نائب بن سکتا ہے؟

جواب :- جی ہاں بن سکتا ہے۔ (تنویر۔ در مختار۔ عالمگیری)

## شہادت بقضاء القاضی

سوال :- کیا شہادت بقضاء القاضی سے بھی رویت ثابت ہو جاتی ہے؟

جواب :- جی ہاں رویت ثابت ہو جاتی ہے۔

سوال :- شہادت بقضاء القاضی کسے کہتے ہیں؟

جواب :- کسی شہر میں قاضی نے شہادت لے کر رویت کا فیصلہ کر دیا ہے تو اس فیصلہ کی دوسرے شہر میں جا کر لفظ اشہد کے ساتھ خبر دینے کو شہادت بقضاء القاضی کہتے ہیں۔

سوال :- یہ گواہی کس طرح دی جاتے یعنی شہادت بقضاء القاضی یہاں کے عالم

یا حاکم کے روبرو حاضر ہو کر کس طرح ادا کرے؟  
 جواب:- گواہ یوں کہیں کہ ہم گواہی دیتے ہیں کہ ہمارے روبرو فلاں قاضی کے  
 سامنے دو گواہوں نے فلاں تاریخ کی رویت ہلال کی گواہی دی اور بناتے شہادت  
 قاضی نے اُس تاریخ کی رویت ہلال پر فیصلہ دیا تو اُس شہادت پر یہاں بھی قاضی رویت  
 کا حکم دے دیگا۔ (درمختار ص ۱۳۸، فتح القدر ص ۱۵)

سوال:- کیا اس میں یہ بھی ضروری ہے کہ تمام شرائط دعویٰ بھی پاتے جائیں؟  
 جواب:- جی ہاں ضروری ہے مگر شامی میں ہے کہ اشتراط دعویٰ کی قید شاید  
 قول امام کی بنا پر ہو ورنہ اوپر گزرا کہ دعویٰ شرط نہیں۔ (درمختار شامی ص ۱۲۴)

سوال:- دعویٰ کی بنا پر اثبات رویت کی کیا صورت ہوتی ہے؟  
 جواب:- ایک غائب شخص کی طرف سے ایک شخص دعویٰ کرتا ہے کہ اس شخص  
 حاضر پر فلاں کا اتنا قرض ہے مجھے اُس شخص نے اپنا وکیل بالقبض بنایا ہے اور  
 اُس نے مجھ سے کہا ہے کہ جب ماہ رمضان آجائے تو میری طرف سے اس دین  
 کے قبض کرنے کے لیے تم وکیل ہو مدعی علیہ قرض کا بھی اقرار کرتا ہے اور وکالت  
 کا بھی مقرر اقراری ہے۔ مگر اس کا انکار کرتا ہے کہ ماہ رمضان شروع ہو گیا اس  
 پر گواہ رویت ہلال کے گزرے قاضی نے شہادت پر فیصلہ دے دیا اگر گواہوں نے  
 اس فیصلہ کی شہادت یہاں آ کر دی تو یہاں کا قاضی بھی اس شہادت کی بنا پر رویت کا  
 حکم دیدے گا کیونکہ قضائے قاضی معقول حجت ہے (درمختار ص ۱۲۸)

سوال:- قاضی کا حکم کہاں تک جاری ہوتا ہے آیا دوسرے شہر دارے بھی اسکے حکم پر عمل کر سکتے ہیں یا نہیں؟  
 جواب:- اس کا حکم اس کے شہر والوں پر اور اس کے متعلق قرابت دیہات پر جاری  
 ہوگا دوسرا شہر اس کے حکم کے تابع نہیں ہاں اس حکم کے دو گواہ اس دوسرے شہر  
 میں گواہی دیں تو اس گواہی پر یہاں یہی عمل ہوگا اسی کو شہادت بقض القاضی کہتے  
 ہیں۔ (حیات الصائمین عن الفتاویٰ النسفیہ وجواہر الفتاویٰ والنباشیہ والمضمرات)  
 سوال:- کیا کتاب القاضی سے بھی رویت ثابت ہو جائے گی؟

جواب :- جی ہاں ثابت ہو جائے گی۔

سوال :- کتاب القاضی کسے کہتے ہیں؟

جواب :- اس سے مراد قاضی کا وہ خط ہے جو ایک شہر کا قاضی دوسرے شہر کے قاضی کے نام ڈوگواہوں کے ہمراہ روانہ کرتا ہے یہ ڈوگواہ اپنی شہادتوں سے ثابت کریں گے کہ یہ خط قاضی ہی کا ہے۔

سوال :- کیا خط کے ساتھ ڈوگواہ ہونا ضروری ہے؟

جواب :- ڈوگواہ ہونا ضروری ہے خواہ دونوں مرد ہوں یا ایک مرد اور ڈو  
خورتیں ہوں (قدوری)

سوال :- پھر اس خط میں کیا ہوتا ہے؟

جواب :- یا تو شاہدوں کی شہادت رویت اس میں نقل ہوگی یا خود قاضی کا حکم اس میں منقول ہوگا جو بر بنائے شہادت دیا ہے پہلی صورت میں اگر مکتوب الیہ قاضی کی راستے اور اجتہاد کے موافق ہو تو عمل کرے ورنہ نہیں۔ مگر دوسری صورت میں عمل لازم ہے۔ (ہدایہ - فتح القدر ص ۲۴۶)

سوال :- اگر اس خط کے ذریعہ نقل شہادت ہے تو یہ خط تو شہادت علی الشہادت کے مثل ہو گیا۔

جواب :- جی ہاں یہ خط مثل شہادت علی الشہادت کے ہوا جس طرح شاید فرع شاید اصل کی شہادت کو اس کی عبارت میں نقل کرتا ہے اسی طرح شاید اصل کے الفاظ شہادت کو یہ خط بھی نقل کرتا ہے۔ (فتح القدر ص ۲۴۶)

سوال :- پھر اس خط کی حاجت کیا ہے یہ دو گواہ جو خط کے ہیں یہ اصل گواہ کے گواہ بن کر بطور شہادت علی الشہادت کیوں نہ گواہی دیں۔

جواب :- شہادت علی الشہادت میں قاضی ثانی تبدیل اصول کا محتاج ہے مگر خط میں نہیں کیونکہ تبدیل کا کام قاضی اول کے ذمہ ہے۔ (فتح القدر ص ۲۴۶)

سوال :- کیا تار اور دیگر علماء و صلحاء کے خطوط یا جنتری جیسی کتاب سے چاند

ثابت نہیں ہو سکتا۔

جواب :- ہرگز نہیں۔ تحریروں میں صرف اسی قاضی کا خط مقبول ہوگا جو سلطان کی طرف سے فصل خصوصیات کے لیے مقرر کیا گیا ہے حتیٰ کہ خط پہنچنے سے پہلے اگر قاضی معزول ہو جائے تو یہ خط بھی نامقبول ہے۔ کیونکہ قاضی اب قاضی نہ رہا وہ بھی ہم جیسا ایک فرد ہو گیا اور غیر قاضی کا خط معتبر نہیں۔ (دورِ مختار ہدایہ ص ۴۸۴)

سوال :- اس کی کیا وجہ ہے؟

جواب :- اول تو خط محلِ تزویر ہے یعنی خطوط بنائے جا سکتے ہیں اسی شائبہ کی وجہ سے حدود اور قصاص میں خط اصلاً قابلِ عمل نہیں اس کے علاوہ گواہ کو خود حاضر ہونا چاہیے نہ کہ بذریعہ تار اور خط الفاظِ شہادت نقل کر کے مجلسِ رویت میں پہنچانے یہ کافی نہیں۔ اسی بنا پر قیاس تو یہی تھا کہ قاضی کے خط پر بھی عمل نہیں ہونا چاہیے تھا۔ مگر فتح القدر میں ہے کہ خلاف قیاس اجماع تابعین کی وجہ سے اس کو مانا گیا۔ لہذا یہ حکم قاضی ہی کے خط کے ساتھ مخصوص اور محدود رہے گا پھر یہ خط بھی بہت سی قیدوں کے ساتھ مقبول کیا جائے گا بدوں اس کے قاضی کا خط بھی مقبول نہ ہوگا۔

سوال :- وہ قیدیں کیا کیا ہیں کہ جس کے ساتھ قاضی کا خط بھی قابلِ عمل ہوگا؟

جواب :- اس خط کو دو گواہوں کے ساتھ روانہ کیا جائے گا۔ جو یہ گواہی دیکر ثابت کریں گے کہ یہ خط قاضی ہی کا ہے دونوں گواہوں کو اس خط کا مضمون پڑھ کر قاضی سناتے گا یا کم از کم ان کو آگاہ کر دے گا کہ اس خط میں یہ مضمون ہے پھر یہ قاضی ان کو گواہ بنائے گا کہ تم گواہ ہو جاؤ کہ یہ خط میرا ہی ہے پھر سامنے مہر لگا کر دارالقضاہ میں ان کے سپرد کرے گا اس کے خط کے اندر پیشانی پر اور باہر بھی لفافہ پر قاضی کا تب اپنا نام اپنا پتہ باپ دادا کا نام کنیت نسب پیشہ جس کے ساتھ وہ مشہور ہے وہ بھی درج کرے گا۔ اسی طرح مکتوب الیہ قاضی کا نام بھی درج کرے گا اور تاریخ لکھنا بھی لازمی ہے۔ جب یہ گواہ خط لے کر دوسرے شہر میں قاضی کے پاس پہنچیں گے تو مجلس میں حاضر ہو کر ہر ایک اس طرح شہادت

دے گا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ بالیقین یہ خط اور مہر فلاں شہر کے فلاں قاضی کی ہے  
 اُس نے خط میرے سامنے لکھا یا مجھ کو دے کر گواہ کر لیا کہ یہ خط اسی کا ہے پھر  
 میرے سامنے مہر لگا کر مجلسِ قضا رہی میں مجھے یہ خط سپرد کیا اور کہا کہ گواہ ہو جاؤ  
 کہ یہ خط میرا ہے۔ (شامی - فتح القدر ص ۴۹)

سوال :- دونوں قاضیوں کے درمیان کس قدر مسافت ہونی چاہیے کہ جہاں سے یہ خط و  
 کتابت کرنا جائز ہے؟

جواب :- کم از کم تین رات دن کی مسافت ہو۔ مگر امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے  
 نزدیک اتنی مسافت پر بھی جائز ہے کہ باب القاضی سے لوٹ کر اسی دن اپنے  
 گھر نہ پہنچ سکے۔ (عالمگیری ص ۵۶)

سوال :- اگر قاضی خط نہ لکھ سکے بلکہ مضمون کو اپنی زبان سے خود حاضر ہو کر ظاہر کرے  
 یا قاضی بھیج کر آگاہ کر دے تو کیا یہ بھی معتبر ہوگا یا نہیں؟

جواب :- یہ معتبر نہیں خط ہی معتبر ہوگا خلاف قیاس فقط اجماع کی بنا پر قاضی  
 کا خود حاضر ہو کر بیان کرنا نہ شہادت ہے اور نہ شہادت علی الشہادت۔  
 (فتح القدر ص ۴۸)

سوال :- کیا استفاضہ سے بھی رویت ثابت ہو جاتی ہے؟

جواب :- جی ہاں ثابت ہو جاتی ہے۔

سوال :- استفاضہ کسے کہتے ہیں؟

جواب :- خبر پھیل جانے کو کہتے ہیں اس طور پر کہ جس شہر میں چاند ہوا ہے وہاں  
 سے متعدد جماعتوں کا دوسرے شہر میں پہنچ کر یہ خبر دینا، کہ وہاں فلاں دن چاند  
 ہوا ہے وہاں رویت کی بنا پر لوگوں نے عام طور پر روزہ رکھا یہ بمنزلہ خبر متواتر  
 کے ہے۔ اس خبر پر بیان بھی عمل لازم ہوگا اب خواہ وہاں کھلے طور پر عام رویت  
 ہوتی ہو یا قاضی کے حکم سے بر بنا شہادت رویت ثابت ہوتی ہو اگر قاضی کے حکم  
 کی خبر پر روزہ رکھا گیا تو یہ استفاضہ بمعنی نقل حکم ہوا جو پہلی صورت سے بھی زیادہ



قوی ہے۔ بہر حال روایت کی بنا پر خبر کا مشہور ہونا ضروری ہے۔ (شامی ص ۱۲۹)  
سوال :- آپ نے خبر کے استفاضہ میں یہ شرط لگائی ہے کہ متعدد جماعتیں وارد ہو کر  
خبر دیں تو اگر پانچ چار آدمیوں نے یہاں پہنچ کر کہا کہ فلاں شہر چاند ہو گیا ہے تو کیا  
یہ خبر معتبر نہ ہوگی؟

جواب :- نہیں اگرچہ وہاں کا چاند ہونا لفظ اَشْهَدُ کے ساتھ بیان کریں کیونکہ روایت  
غیر کی یہ حکایت ہے نہ شہادت علی الشہادت ہے نہ استفاضہ۔

(دورِ نمنا رخصتہ، عالمگیری ص ۲۱۱)

سوال :- یہاں کسی مقام پر روزہ رکھنے کی خبر متعدد جماعتوں نے پہنچ کر دی مگر  
ٹیلیفون کی اطلاع پر روزہ رکھنا بیان کیا گیا اس خبر پر یہاں روزہ رکھ سکتے ہیں؟  
جواب :- نہیں کیونکہ اوپر تفصیل معلوم ہو چکی ہے کہ بنا بر روایت روزہ رکھے جانے  
کی خبر آنا شرط ہے جیسا کہ شامی میں ہے لوگ یوں کہیں اِنَّهُمْ صَامُوا عَنْ  
رُؤْيَاہِ۔ یعنی بے شک لوگوں نے چاند دیکھ کر روزہ رکھا ہے۔ (رد المحتار)

سوال :- اچھا وہاں روایت ہوئی مگر یہاں اس کی خبر ریڈیو سے پھیلی تو یہ بھی خبر  
مستفیض ہو کر معتبر ہوگی یا نہیں؟

جواب :- نہیں۔ کیونکہ مجرد خبر پھیل جانے کو مستفیض نہیں کہتے خواہ کسی ذریعہ ہو  
بلکہ متعدد جماعتوں کا یہاں پہنچ کر خبر دینا شرط ہے۔

مَعْنَى اِلِسْتِفَاضَةِ اَنْ تَأْتِي مِنْ بِلَدِ الْبَلَدَةِ جَمَاعَاتٌ مُتَعَدَّةٌ (شامی ص ۱۲۹)  
سوال :- کیا خبر استفاضہ میں جماعت کے ہر فرد کا لفظ اَشْهَدُ کے ساتھ خبر دینا  
بھی ضروری ہے؟

جواب :- نہیں کیونکہ یہ بمنزلہ خبر متواتر کے ہے اس میں اَشْهَدُ کنا شرط نہیں اسی  
لیے اس کو خبر کہتے ہیں نہ کہ شہادت۔ (حیات الصائمین)

سوال :- بعض لوگ تجربہ اور حساب سے روایت ثابت کرتے  
ہیں اور کہتے ہیں کہ جس دن رجب کی چوتھی ہوگی اسی دن رمضان

متفرقات

کی پہلی ہوگی یا جس دن عید ہوگی عاشورہ اسی دن واقع ہوگا یا رمضان کی پہلی جس دن ہوگی اسی دن یوم المحر ہوگا۔

بعض لوگ اس طرح چاند ثابت کرتے ہیں کہ یہ اونچا ہے لہذا کل کلسے۔ بعض جنتریوں اور ماہر موسمیات کی بتلائی ہوئی تاریخوں پر چاند ہونا مان لیتے ہیں۔ آپ اس کے متعلق کیا فرماتے ہیں۔

جواب :- ان طریقوں سے شرعی ثبوت نہ ہوگا جس کی ضرورت عبادات، اوراد، وظائف اور اعمال کے لیے ہے کیونکہ مسلمانوں کی عبادات کے وجود اور اس کے اجر و ثواب اُنہی آیام اور تاریخوں پر موقوف ہیں جو شرعی طور پر ثابت ہوں مثلاً عرفہ یعنی نویں ماہ ذی الحجہ غیر شرعی طور پر بان کر اس میں وقوف عرفات کیا تو حج نہ ہوگا۔ اسی طرح تمام عبادات کا حال ہے کہ نہ عبادت ہوگی نہ اس کے اجر و ثواب ملیں گے۔

سوال :- شک کا دن کسے کہتے ہیں؟

**شک کا دن**

جواب :- شعبان کا وہ آخری دن ہے کہ جس کے بارے میں ابر کی

وجہ سے احتمال ہے کہ یہ آخری شعبان ہے یا اول رمضان اور ابھی تک چاند کا ثبوت شرعی طور پر نہیں ہوا اور اگر اس دن مطلع صاف تھا چاند نظر نہیں آیا تو پھر یہ شک کا دن نہیں اسی طرح ایک شہادت رد ہوگئی یا دو فاسقوں کی شہادت رد ہوگئی تو بھی آج شک کا دن ہے۔ (دعالمگیری فتح القدیر)

سوال :- پھر شک کے دن کے لیے کیا حکم ہے رمضان کا روزہ رکھیں یا نہیں؟

جواب :- زوال تک انتظار کریں اگر شہادت قابل قبول آجائے تو روزہ پورا کر لیں اور اگر شہادت نہ آئے تو عوام تو انتظار کر کے کھاپی لیں اور خواص بہ نیت نفل روزہ رکھیں۔ مگر بہ نیت رمضان کوئی روزہ نہ رکھے یہ مکروہ تحریمی ہے۔ (دور مختار عالمگیری ص ۱۲)

سوال :- خواص اور عوام کے درمیان فرق کیا ہے؟

جواب :- جو شک کے دن روزہ رکھنے کی نیت کا طریقہ جانتا ہے وہ خواص ہیں داخل ہے ورنہ عوام میں ہے۔

سوال :- وہ طریق نیت کیا ہے ؟

جواب :- ضبط نفس پر اس درجہ قدرت حاصل ہو کہ بوقت نیت ایسی سنجیدہ نیت سے نفل روزہ شروع کرے کہ یہ خطرہ بھی نہ آتے کہ اگر کل رمضان ہو تو یہ رمضان کا روزہ ہے۔ (شامی)

سوال :- اگر شک کے دن کسی نے رمضان ہی کی نیت سے روزہ رکھ لیا تو کیا حکم ہے ؟

جواب :- مکروہ تحریمی ہے۔ (دُرِّ مَخْتَارِ بَحْرِ الرَّائِقِ ص ۱۲)

سوال :- اگر شک کے دن نذریا کفارہ وغیرہ کسی اور واجب کی نیت سے روزہ رکھا تو کیا حکم ہے ؟

جواب :- مکروہ بہ کراہت تنزیہی ہے۔ (فتح القدير - بحر الرائق)

سوال :- اگر کسی شخص نے کسی اور واجب کی نیت سے شک کے دن روزہ رکھ لیا تو کیا حکم ہے۔ رمضان کا ہو گا یا اس واجب کا ؟

جواب :- اگر رمضان ثابت ہو گیا تو رمضان کا ہو جائے گا ورنہ جس واجب کی نیت کی ہے وہ ہو جائے گا۔ (ہدایہ)

سوال :- اگر اصل نیت میں تردد اور شک ہے یعنی یوں کہتا ہے کہ اگر کل رمضان ہے تو میرا روزہ ہے ورنہ نہیں تو کیا حکم ہے ؟

جواب :- یہ سرے سے روزہ ہی نہیں ہو ا کیونکہ نیت نام ہے ارادہ میں عزم اور سختگی کا وہ مفقود ہے۔ (تنویر دُرِّ مَخْتَارِ)

سوال :- اچھا اصل روزہ کی نیت میں تو شک نہیں مگر وصف میں تردد اور شک ہے یعنی یوں کہتا ہے کہ روزہ تو بہر حال کل رکھوں گا مگر کل رمضان ہے تو یہ رمضان کا ہو گا ورنہ میرے ذمہ فلاں واجب یعنی کفارہ یا قضا وغیرہ کا ہے وہ ہو گا تو کیا حکم ہے ؟

جواب :- رمضان ثابت ہو گیا تو یہ روزہ رمضان کا ہو گا۔ کیونکہ تردد کے وقت

وصف کے متعارض سے وصف لغو ہو گیا اصل نیت رہ گئی وہ رمضان کے روزہ کے لیے کافی ہے۔ اگر رمضان ثابت نہ ہو تو البتہ واجب آخر ادا نہ ہوگا کیونکہ وصف لغو ہونے کے بعد اصل نیت روزہ کی رہ گئی وہ واجب آخر کے لیے کافی نہیں واجب آخر تو واجب آخر ہی کی خاص نیت سے ادا ہوگا ہاں یہ نفل ضرور ہو جائے گا کیونکہ اصل نیت اس کے لیے کافی ہے۔ مگر توڑ دیا تو اس کی قضا نہ ہوگی۔ کیونکہ یہ قصد نفل کی نیت سے روزہ نہیں رکھا تھا جس کے توڑنے سے قضا لازم آتی ہے۔ (در مختار شامی)

سوال :- اگر ایک شخص عادی ہے کہ جمعرات جمعہ پیر کے دن روزہ رکھا کرتا ہے شک کا دن اتفاق سے ان ہی دنوں میں سے کوئی دن واقع ہوا تو یہ روزہ رکھے یا نہیں؟

جواب :- ایسے شخص کے لیے روزہ رکھنا افضل ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لَا تَقْدَمُوا رَمَضَانَ بِصَوْمِ يَوْمٍ وَلَا يَوْمَيْنِ إِلَّا أَنْ يُوَافِقَ صَوْمًا كَانَ يَصُومُهُ أَحَدُكُمْ۔ (ہدایہ تنویر۔ در مختار)

سوال :- اگر عادت کا دن نہیں تو شک کے دن روزہ رکھنا کیسا ہے؟

جواب :- ہمارے مذہب میں نفل روزہ رکھنا تو اس دن مکروہ نہیں مگر اختلاف اس کی افضلیت میں ہے کہ رکھنا افضل ہے یا چھوڑنا اس میں تین قول ہیں۔ ایک قول یہ ہے کہ افطار افضل ہے ظاہر اطلاق نہی تقدم کی وجہ سے۔ سراج الوہاب میں ہے کہ یہی مذہب ہے حضرت عمر و عثمان و ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا بلکہ حضرت علی کریم اللہ وجہہ کے بارہ میں یہ روایت ہے کہ شک کے دن ان کے پاس پانی کا گوزہ بھرا ہوا رکھا رہتا تھا جب آپ سے کوئی روزہ کے بارہ میں سوال کرتا تو آپ اس کے سامنے قدرے پانی نوش فرما لیتے اور اس عمل سے روزہ نہ رکھنا ثابت فرماتے۔

دوسرا قول یہ ہے کہ روزہ افضل ہے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا روزہ رکھتی تھیں اور بر بنائے احتیاط فرماتی تھیں کہ میں شعبان کا ایک دن روزہ رکھوں یہ زیادہ مجھے پسند ہے اس سے کہ میں افطار کروں ایک دن رمضان سے تیسرا قول یہ ہے کہ احتیاطاً خواص کے لیے محضی طور پر روزہ رکھنا افضل ہے اور عوام کے لیے یہ ہے

کہ نصف النہار شرعی تک شہادت وغیرہ کا انتظار کریں اگر ثابت ہو جائے کہ رمضان ہے تو روزہ رکھیں ورنہ ان کو افطار افضل ہے تاکہ فساد عقائد کی فتح البابی عوام میں نہ ہو کچھ دن بعد وہ اس کو رمضان ہی میں شمار کرنے لگیں گے اور اہل کتاب کی طرح معاذ اللہ فرض پر زیادتی کا عقیدہ قائم ہو جائے گا۔ یہی قول مختار ہے (ہدایہ فتح القدر حیات الصائمین) سوال :- عین شک کے دن روزہ رکھنے کے متعلق تو جو مسائل بیان ہوئے ان سب کا حاصل معلوم ہو گیا اب یہ اور فرمائیں کہ شک سے ایک دو دن پہلے روزہ رکھنے کا کیا حکم ہے؟

جواب :- اگر عادت ہے تو مکروہ نہیں ورنہ شک کے دن سے ایک یا دو روز پیشتر روزہ رکھنا مکروہ ہے۔ ہاں تین یا تین سے زیادہ رکھنا مکروہ نہیں بطریق اطلاق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لَا تَقْدَمُوا رَمَضَانَ بِصَوْمِ يَوْمٍ وَلَا يَوْمَيْنِ إِلَّا رَجُلٌ كَانَ يَصُومُ صَوْمًا فَيَصُومُهُ کہ رمضان سے ایک دن یا دو دن پہلے روزہ مت رکھو یہ خوف ہے کہ لوگ اس کو رمضان سے سمجھنے لگیں گے البتہ خود شک کے دن کا نفل روزہ مکروہ نہیں کہ اس کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے استثنا فرما دیا ہے لَا يُصَامُ الْيَوْمُ الَّذِي يُشَكُّ فِيهِ أَنَّهُ مِنْ رَمَضَانَ إِلَّا تَطَوُّعًا۔ (بحر الرائق - فتح القدر - حیات الصائمین)

سوال :- شک کے دن رمضان کی نیت سے روزہ رکھنا کیوں منع ہے؟

جواب :- اس لیے کہ روایت سے پہلے رمضان نہیں تو شک کا دن شعبان میں ہے تو ایک دن پہلے رمضان کا روزہ رکھنا اللہ کے حکم سے آگے بڑھنا ہے یہ تَقْدِمُ بَيْنَ يَدَيِ اللَّهِ وَرَسُولِهِ ہے جو قرآن سے منع لَا تَقْدَمُوا بَيْنَ يَدَيِ اللَّهِ وَرَسُولِهِ اس طرح رمضان سے ایک دو دن پہلے کو احتیاطاً رمضان میں شمار کیا جا سکتا ہے اس لیے کہ ممکن ہے کہ رجب شعبان دونوں انتیس کے ہوتے ہوں پس روایت سے قبل یہ بھی تقدیم رمضان ہے اس لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو بھی منع فرمایا لَا تَقْدَمُوا مِنْ أَحَدِكُمْ رَمَضَانَ بِصَوْمِ يَوْمٍ أَوْ يَوْمَيْنِ اس

میں مشابہت اہل کتاب بھی ہے کہ وہ فرض روزوں پر زیادہ کر دیا کرتے تھے۔  
سوال :- اگر شک کے دن بحالت انتظار بھولے سے کھاپی لیا بعد میں شہادت آگئی  
رمضان ثابت ہو گیا تو یہ شخص بھی روزہ رکھ سکتا ہے یا نہیں؟  
جواب :- جی ہاں رکھ سکتا ہے۔ بھول نسیان کا حکم قبل نیت بھی ایسا ہی ہے جیسا کہ  
بعد نیت ہے۔ (دور مختار)

سوال :- اگر شک واقع ہوا یوم عرفہ اور یوم النحر میں تو کیا حکم ہے؟  
جواب :- افضل روزہ ہے۔ (شامی - حیات الصائمین عن الخلاصہ)  
سوال :- رویت ہلال کے متعلق تفصیلی احکامات معلوم ہوتے  
روزہ کی تعریف | اب براہ کرم روزہ کی تعریف بیان فرمائیں روزہ کسے کہتے ہیں؟  
جواب :- جو روزہ کا اہل ہو اس کا صبح سے غروب آفتاب تک بہ نیت تقرب  
الی اللہ کھانا پینا اور جماع ترک کر دینا روزہ کہلاتا ہے۔ (عالمگیری - شامی)  
سوال :- روزہ کا اہل کون شخص ہے؟

جواب :- مسلمان مرد اور وہ عورت جو حیض اور نفاس سے پاک ہو۔ (دور مختار)  
سوال :- روزہ کے لیے کیا بالغ ہونا بھی شرط ہے؟  
جواب :- نہیں۔ اس لیے کہ بچہ کا روزہ بھی ہو جاتا ہے۔

سوال :- کیا روزہ کے لیے جنون اور بیہوشی سے افاقہ بھی شرط ہے؟  
جواب :- رات میں ہوش کے ساتھ اگر نیت کر لی ہے اور دن بھر بے ہوشی میں  
گذرا تو روزہ ہو جائے گا افاقہ ضروری نہیں۔ ہاں اگر نیت قبل غروب کی پھر ہوش  
نہ رہا تو روزہ نہیں ہوا۔ غرضکہ وقت نیت اگر ہوش کے ساتھ نیت کر لی ہے تو پھر  
بیہوشی میں روزہ گذرا تو کوئی حرج نہیں روزہ ہو گیا۔

سوال :- روزہ کے شرائط کتنی قسم پر ہیں؟  
جواب :- تین قسم پر (۱) شرائط صحت (۲) شرائط وجوب  
روزہ کے شرائط |

سوال :- روزہ کی صحت کے شرائط کیا ہیں؟

جواب :- اسلام نیت اور حیض و نفاس سے عورت کا پاک ہونا۔ یہ روزہ کے شرائط صحت ہیں اگر مسلمان نہیں تو روزہ صحیح نہیں اور اگر نیت نہیں تو روزہ نہیں اگرچہ ہفتوں بھوک ہڑتال کرے اگر عورت حیض یا نفاس میں ہے تو بھی اس حال میں روزہ نہیں ہوگا۔ (شامی)

سوال :- عورت کا روزہ تھا مگر مغرب سے کچھ ہی پہلے عصر کے بعد عورت کو حیض آگیا تو کیا یہ روزہ عورت کا نہیں رہا؟

جواب :- جی ہاں روزہ نہیں رہا۔ حیض اور روزہ جمع نہیں ہو سکتے اس کی قضا کرے۔

سوال :- شرائط و وجوب کیا ہیں یعنی روزہ جن شرائط پر فرض ہوتا ہے وہ کیا ہیں؟

جواب :- اسلام، عقل اور بلوغ۔ (دعائے لکھنوی، فتح القدر)

سوال :- شروط و وجوب ادا کیا ہیں یعنی فرض ہونے کے بعد فوراً ادا کرنا کن شرطوں پر موقوف ہے؟

جواب :- فوراً واجب ادا ہونے کے لیے دو شرطیں ہیں ایک صحت دوسری اقامت پس بیمار اور مسافر کو رخصت ہے کہ وہ بعد میں رکھ سکتا ہے۔ (دعائے لکھنوی)

## نیت کا بیان

سوال :- کیا نیت ہر روزہ کے لیے ضروری ہے؟

جواب :- جی ہاں ہر روزہ کے لیے ضروری ہے۔ (فتح القدر)

سوال :- نیت کسے کہتے ہیں؟

جواب :- کسی کام کے پختہ ارادہ کو کہتے ہیں۔ (شامی)

سوال :- زبان سے نیت کرنا کیسا ہے؟

جواب :- اصل میں تو نیت نام ہی عمل قلب کا ہے۔ زبان سے کہنے کا کوئی اعتبار

نہیں مگر زبان سے الفاظ کہنا غافل قلب کو متنبہ کرنے کا ذریعہ ہے اس لیے سلف

صالحین نے اس کو پسند فرمایا تاکہ قلب سے غفلت دور ہو جائے اگر زبان سے نیت

کرے تو بہتر یہ ہے صیغہ ماضی کے ساتھ ہو مثلاً رات کو کہے کہ میں نے کل کے روزہ کی

نیت کی اور اگر صیغہ حال کے ساتھ یوں کہے کہ میں نیت کرتا ہوں روزہ کی تو یہ بھی صحیح ہے  
(تنبیہ و درمختارہ شامی)

سوال :- روزہ کی نیت کا وقت کب شروع ہوتا ہے؟

جواب :- غروب آفتاب کے بعد سے وقت نیت ہی نیت ہے۔ رات میں جب چاہے نیت کر لے ہاں اگر نیت غروب آفتاب سے پہلے کی تو روزہ صحیح نہیں ہوگا۔  
(عالمگیری ص ۲)

سوال :- اگر رات کو نیت نہ کر سکا تو اب دن میں بھی نیت کر سکتا ہے یا نہیں؟

جواب :- جن روزوں کے لیے دن مستعین ہیں مثلاً رمضان ہے یا نذر معین ہے اس میں صبحوۃ کبریٰ یعنی نصف النہار شرعی تک دن میں نیت کر سکتا ہے اور نفل میں بھی کر سکتا ہے۔ ان کے علاوہ کسی اور روزہ واجب مثلاً کفارہ و قضا وغیرہ میں نیت دن میں نہیں کر سکتا اور جن روزوں میں دن کی نیت کی اجازت بھی ہے ان میں بھی افضل یہی ہے کہ دن نکلنے سے قبل رات میں ہی نیت کر لی جائے۔ (تنبیہ و عالمگیری)

سوال :- اگر دن میں نیت کر لے تو اس کا کیا طریقہ ہے؟

جواب :- اس کا طریقہ علماء نے بتلایا ہے کہ نیت کرے تو اب سے روزہ شروع کرنے کی نہ کرے بلکہ نیت میں یہ ہو کہ اول دن سے روزہ شروع ہے۔ (عالمگیری)

سوال :- صبحوۃ کبریٰ کسے کہتے ہیں؟

جواب :- دن ایک عربی ہوتا ہے اور ایک شرعی عربی دن کی ابتداء طلوع آفتاب سے ہوتی ہے اور انتہا غروب آفتاب پر۔ شرعی دن کی ابتداء طلوع فجر ثانی سے ہوتی ہے اور انتہا غروب آفتاب پر۔ عربی دن کے نصف کو استوار کہتے ہیں اور شرعی دن کے نصف کو صبحوۃ کبریٰ یعنی نصف النہار شرعی کہتے ہیں۔ طلوع فجر اور طلوع آفتاب کے درمیان کا حصہ رات کے ساتویں حصہ کی برابر ہے عربی میں ساتویں حصہ کو صبح کہتے ہیں اگر دن کے بھی سات حصہ کر کے اس میں شامل کر لیے جائیں تو کل آٹھ صبح ہوتے ہیں اس کے نصف یعنی چار صبح پر نصف النہار شرعی یعنی صبحوۃ کبریٰ ہوگا اور ابتداء طلوع شمس سے تین صبح



پر ہوگا وہ بحساب ساعات پانچویں ساعت اور ایک ساعت کا ساتواں حصہ ہوگا۔ جن روزوں میں دن کی نیت کی اجازت ہے اُن پر لازم ہے کہ صبحوہ کبریٰ یعنی نصف النہار شرعی سے پہلے پہلے نیت کر لیں خاص اس وقت یا اس کے بعد پھر نیت کا وقت نہیں۔  
(تنویر حیات الصائمین)

سوال :- بلحاظ ساعت کوئی ایسا آسان طریقہ بتلا دیجئے جس سے ہم معلوم کر لیں کہ اب صبحوہ کبریٰ شروع ہو گیا۔ تو اس ساعت سے پہلے پہلے ہم نیت کر سکیں؟  
جواب :- علمائے ہیت نے عرفی دن کو بارہ ساعت پر تقسیم کیا ہے اس سے کم یا زیادہ نہیں کی زیادتی نفس ساعت میں ہو سکتی ہے مگر اس تعداد میں نہیں۔ ساعت معلوم کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ انسان سیدھا کھڑا ہو اور اپنے سایہ کو اپنے قدم سے ناپ لے اگر سایہ اصلی کو چھوڑ کر سایہ تیسرا قدم ہے تو تیسرا قدم پہلی ساعت کا آخر ہے اور بارہ قدم پر دوسری ساعت کا آخر ہے چھ قدم پر تیسری ساعت کا آخر ہے اور تین قدم پر چوتھی ساعت کا آخر ہے اور ایک قدم پر سوائے سایہ اصلی کے پانچویں ساعت کا آخر ہے سب میں سایہ اصلی کو نظر انداز کیا جائیگا اور سایہ اصلی وہ چھٹی ساعت کا آخر ہے اب ساتویں ساعت پانچویں ساعت کے مثل ہے اور آٹھویں ساعت مثل چوتھی ساعت کے ہے۔ اور نویں ساعت مثل تیسری ساعت کے اور دسویں ساعت مثل دوسری ساعت کے ہے اور گیارہویں ساعت مثل پہلی ساعت کے ہے اور پھر بارہویں ساعت ہے جس کا آخری وقت غروب ہے پس جب تک کہ سایہ مقدار ایک قدم یا اس سے زیادہ ہے سوائے سایہ اصلی کے تو ابھی صبحوہ کبریٰ شروع نہیں ہوا ہے نیت کر سکتا ہے اور جب ایک قدم سے سایہ ذرا بھی کم ہوا تو وقت نیت نہ رہا اب نیت جائز نہیں۔ (حیاء الصائمین)

سوال :- اگر رمضان اور نذر معین اور نفل میں خاص اُن کے نام نہ لیے جائیں بلکہ مطلقاً بلا کسی قید کے یوں کہا جائے کہ میرا روزہ ہے تو اس مطلق نیت سے کیا روزہ ہو جائے گا؟  
جواب :- جی ہاں یہ تینوں روزے مطلق روزہ کی نیت سے بھی ادا ہو جائیں گے۔ (ہدایہ)  
سوال :- رمضان کا روزہ واجب آخر یعنی کسی دوسرے واجب یا نفل کی نیت سے

بھی ادا ہو جائے گا یا نہیں؟

جواب :- جی ہاں ہو جائے گا کیونکہ یہ دن تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے بہر حال رمضان کے فرض روزہ کیلئے ہی متعین ہو چکا ہے۔ پس تمہارا مقرر کردہ وصف لغو ہو جائے گا۔ اصل نیت باقی رہ جائے گی۔ وہ رمضان کے لیے کافی ہے۔ (ہدایہ)

سوال :- کیا مسافر یا مریض اگر رمضان میں کسی واجب آخر مثلاً قضا رکفارہ وغیرہ کی نیت سے روزہ رکھے تو رمضان کا روزہ ہو گا یا واجب کا؟

جواب :- چونکہ مرض اور سفر کی وجہ سے اس کے لیے رمضان کا روزہ معاف ہو چکا ہے لہذا اس کے لیے بھی مثل شعبان کے ہو گیا۔ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک جس روزہ کی بھی نیت کرے گا وہی روزہ ہو جائے گا۔ مگر صاحبین فرماتے ہیں کہ جب اس مریض یا مسافر نے معافی سے فائدہ نہیں اٹھایا اور روزہ ہی رکھنا چاہتا ہے تو پھر چاہے جس نیت سے بھی رکھے وہ رمضان ہی کا ہو گا۔ (فتاویٰ قاضی خاں)

سوال :- اگر مسافر یا بیمار رمضان میں نفل روزہ رکھے تو نفل ہو گا یا رمضان کا؟

جواب :- اس میں دو قول ہیں بعض کہتے ہیں نفل ہو گا کیونکہ بوجہ رخصت رمضان مثل شعبان ہو گیا ہے بعض کہتے ہیں رمضان کا ہو گا کیونکہ نفل ثواب کے لیے رکھا جاتا ہے اور فرض میں ثواب زیادہ ہے لہذا نفل کی نیت سے بھی فرض رمضان ہی ادا ہو گا۔ (ہدایہ، عنایہ، فتاویٰ قاضی خاں)

سوال :- اگر نذر معین کے دن واجب آخر کی نیت سے روزہ رکھا تو کون سا روزہ ہو گا واجب ہو گا یا نذر کا؟

(تنویر، درمختار، شامی)

جواب :- واجب آخر کا ہو گا۔

سوال :- رمضان کا دن بھی متعین تھا اور نذر کا بھی پھر کیا وجہ ہے کہ رمضان میں تو واجب آخر کی نیت کی تو واجب آخر نہ ہو اور رمضان کا روزہ ہوا اور نذر معین کے دن اگر کسی اور روزہ واجب کی نیت کی تو وہ ہو گیا وجہ فرق کیا ہے؟

جواب :- اگرچہ یہ دن بھی متعین تھا خاص نذر کے لیے لیکن یہ تعین بندہ کی طرف سے

متی جو کمزور ہے۔ اور رمضان منجانب شارع متعین ہے یہ تعین قوی ہے۔ دونوں میں فرق ہے پس نذر کے متعین دن میں نذر کا روزہ نہ ہوگا واجب کی نیت کی ہے تو وہ واجب ادا ہو جاتے گا۔ نذر کی بعد میں قضا کرے گا۔ (تنویر، در مختار، شامی)  
سوال :- اگر قضا تے رمضان اور نفل دونوں کی نیت سے روزہ رکھا تو کون سا روزہ ہوگا؟

جواب :- امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک قضا ہوگا یہ حق اللہ ہے جو قوی تر ہے؟ (فتاویٰ بزازیہ)

سوال :- اگر ایک رمضان کے دو روزے قضا ہوئے تو نیت کس طرح کرے، کیا نیت میں تعین کرنے اول اور دوسرے روزہ کی؟

جواب :- جی ہاں بہتر یہ ہے کہ یوں کہے کہ میں نیت کرتا ہوں اول دن کے روزہ کی جو مجھ پر قضا ہے اسی رمضان سے پھر دوسرے دن کی اور اگر صرف قضا کی نیت اول دوسرا نہ کہا تو یہ بھی جائز ہے۔ (فتح القدیر)

سوال :- اگر دو رمضان کے دو روزے اس کے ذمہ قضا ہیں تو کیا نیت میں تعین کرنا ضروری ہے کہ فلاں رمضان کے روزے کی قضا کر رہا ہوں؟

جواب :- جی ہاں مختار قول یہی ہے کہ تعین ہونی چاہیے مثلاً یوں کہے کہ پہلے رمضان کا روزہ رکھتا ہوں۔ اگر تعین نہیں کی صرف قضا کی نیت کی تو بھی جائز ہے۔

(فتاویٰ قاضی خاں، فتح القدیر)

سوال :- اگر قیدی کو رمضان کی خبر نہیں۔ اس لیے رمضان کا روزہ اٹکل سے رکھا تو کیا یہ روزہ ہو جاتے گا؟

جواب :- اگر رمضان گزر چکا ہے اور پھر اس نے بہ نیت رمضان روزہ رکھا تو روزہ رمضان کا ہو جاتے گا ورنہ رمضان سے پہلے رمضان کا روزہ نہیں ہوگا۔

سوال :- اگر اکسٹھ روزے قضا اور کفارہ کے رکھے مگر متعین نہیں کیا کہ ان میں کونسا ہر روزہ قضا کا ہے اور کونسا کفارہ کا تو کیا یہ سب بغیر تعین ادا ہو جائیں گے؟

جواب :- ادا ہو جائیں گے۔ پہلا قضا کا۔ باقی کفارہ کے ہوں گے۔ (فتاویٰ قاضی خاں)  
سوال :- اگر قضا رمضان اور نذر دونوں کی نیت کی تو کونسا روزہ ہوگا؟

جواب :- قضا رمضان ہوگا۔ (دعالمگیری)

سوال :- اگر رات میں کفارہ اور نذر معین یا نفل اور نذر معین کی ایک ساتھ نیت کی تو کیا حکم ہے؟

جواب :- بالاجماع نذر معین کا روزہ ہوگا۔ (دعالمگیری)

سوال :- اگر کفارہ ظہار اور قضا رمضان کی نیت سے روزہ رکھا تو کون سا روزہ ہوگا؟

جواب :- قضا رمضان کا کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کا حق ہے اور بمقابلہ کفارہ ظہار کے

قوی ہے۔ (فتاویٰ قاضی خاں)

سوال :- اگر کفارہ ظہار اور قتل یا قضا رمضان اور قتل کی نیت کی تو کون سا روزہ ادا ہوگا؟

جواب :- بالاتفاق کفارہ قتل کا روزہ ہوگا۔ (دعالمگیری)

سوال :- اگر نیت قضا رمضان اور نفل کی کی تو کیا حکم ہے؟

جواب :- قضا رمضان کا روزہ ہوگا کیونکہ یہ قوی ہے۔ (فتاویٰ قاضی خاں)

سوال :- ایک شخص نے رات کو روزہ کی نیت کی پھر رات ہی کو نیت سے رجوع

بھی کر لی اس کے بعد دن بھر کچھ کھایا پیا بھی نہیں تو کیا روزہ ہوا یا نہیں؟

جواب :- نہیں ہوا۔

سوال :- اگر دن میں نیت سے رجوع کیا اور اس کے بعد کھایا پیا بھی نہیں کیا یہ روزہ

ہو جاتا ہے گا؟

جواب :- دن میں فقط رجوع سے روزہ نہیں جاتا جب تک روزہ کے منافی کوئی کام

بھی نہ کرے مثلاً کچھ کھاتے یا پیتے۔ (دعالمگیری)

سوال :- بوقت سحر لوگ اسی ارادہ سے کھانے پینے کے لیے اٹھتے ہیں کہ کل فلاں

روزہ رکھیں گے مزید نیت نہیں کرتے تو کیا یہ کافی ہے؟

جواب :- جی ہاں یہ کافی ہے۔ (عالمگیری)

## سحری کا بیان

سوال :- سحری کرنا کیسا ہے؟

جواب :- مستحب ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تَسَحَّرُوا فَإِنَّ فِي السُّحُورِ بَرَكَاتٌ۔ سحری کرو سحری میں برکت ہے یعنی اس میں اجر و ثواب کی زیادتی ہے سنت کا قیام ہے روزہ کے لیے طاقت اور قوت اور بہت سے وقتی منافع حاصل ہوتے ہیں مثلاً دعا کرنا، تہجد پڑھنا استغفار کرنا عرض کہ سحری کا وقت عجیب رحمت و برکت نیکیوں میں کثرت اور تجلیات کے نزول کا وقت ہے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ہمارے اور اہل کتاب کے درمیان فرق سحری کا ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عرابض رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سحری کے کھانے پر یہ کہہ کر مدعو کیا (هَلُمَّ إِلَى الْغَدَاءِ الْمُبَارَكِ) اس غذا مبارک کی طرف آؤ۔ (مراتی الفلاح - طحاوی مواہب ص ۱۱۳)

سوال :- سحری کا وقت کون سا ہے؟

جواب :- رات کا پھپلا چھٹا حصہ سحری کا وقت ہے۔ (شامی - مرقاۃ ط ۵)

سوال :- کیا اس سے پہلے سحری کر سکتا ہے؟

جواب :- یہ بھی ایک قول ہے کہ رات کا پہلا حصہ گزرنے کے بعد جب پھپلا نصف حصہ رات کا آئے تو وہ بھی سحری کا وقت ہے۔ (مرقاۃ)

سوال :- ان دونوں میں افضل وقت کونسا ہوگا؟

جواب :- پھپلا چھٹا حصہ افضل ہے سحری جس قدر تاخیر کر کے کھائے گا اسی قدر زیادہ ثواب ہے کیونکہ تاخیر مستحب ہے۔ (دُرِّ مَحْتَار)

سوال :- اگر سحری بالکل نہ کھائے تو کیسا ہے؟

جواب :- نبوی قول و فعل کے خلاف ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

مارے اور اہل کتاب کے درمیان روزہ میں فرق سحری کا ہے۔ اس کے علاوہ حضور  
اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے۔ لہذا کچھ نہ کچھ کھا کر سحری کرے۔

سوال :- کیا سحری میں خوب شکم سیر ہو کر کھانا بھی ضروری ہے؟

جواب :- نہیں۔ بلکہ زیادہ کھانا تو روزہ کے مقصد کے خلاف ہے۔ البتہ کچھ اشیاء  
سنت کی نیت سے کھالے تاکہ کچھ بھوک رہے تو غرابار کی بھوک کا اندازہ ہو سکے  
مساکین پر رحم آئے۔ بھوک کی کچھ تکلیف محسوس ہو تو بقدر مشقت و تکلیف اجر و ثواب  
بھی زیادہ حاصل ہو اور مجاہدہ و ریاضت سے نفس مرتاض ہو کر آسمانی برکات اور انوار  
تجلیات کا مستحق ہو۔ (مراقی الفلاح - طحاوی)

سوال :- اگر کسی کا کھانے کو دل نہیں چاہے تو کیا پانی پینے سے بھی سحری کا ثواب  
مل جائے گا؟

جواب :- جی ہاں مل جائے گا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اَلسُّحُورُ مَرَكَةٌ  
فَلَا تَدَسُّوْا اَنْ يُّجْمَعَ اَحَدُكُمْ جُمَاعَةً مَّاءٍ فَاِنَّ اللّٰهَ وَمَلَائِكَتَهُ يَصَلُّوْنَ عَلٰى  
الْمُسْحِرِيْنَ (یعنی سحری میں برکت ہے پس اس کو نہ چھوڑو اگرچہ اتنا ہی ہو کہ کوئی تم میں  
سے ایک گھونٹ پانی ہی پی لے۔ بیشک اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے  
ہیں سحری کرنے والوں پر۔ پس سحری کی برکت ایک گھونٹ پانی سے بھی حاصل ہو جائے  
گی۔ (مراقی الفلاح - طحاوی)

سوال :- آپ نے لکھا ہے کہ سحری میں تاخیر مستحب ہے مگر یہ نہیں معلوم ہوا کہ تاخیر کب  
تک مستحب ہے؟

جواب :- جب تک وقت میں شک نہ ہو۔ اگر یہ شک ہو گیا کہ وقت رہا یا نہ رہا تو مستحب  
نہیں بلکہ مکروہ ہے۔ مستحب وقت شک سے پہلے پہلے ہے۔ (طحاوی)

سوال :- اگر وقت میں شک تھا اور سحری کھالی تو کیا اس روزہ کی قضا لازم آئے گی؟

جواب :- اگر بعد میں یہ ظاہر ہو گیا کہ اُس وقت صبح ہو گئی تھی تو صرف قضا لازم ہوگی۔  
ورنہ نہیں۔ ہاں اس قدر تاخیر کر کے سحری کرنے سے گنہگار ہوگا۔ (مراقی الفلاح - طحاوی)

سوال :- اوپر آپ نے فرمایا ہے کہ سحری میں زیادہ نہ کھاتے یعنی لب یا خوری کو کام میں نہ لاتے۔ یہ سن کر تو بدن پر لرزہ طاری ہو گیا اگر اس میں چھٹی ہوتی تو اچھا تھا بے فکری سے جتنا چاہتے کھاتے پیتے کیونکہ تمام دن بے کھانے پیتے گزارنا ہے۔ کیا اس کھانے کا بھی حساب لیا جائے گا؟

جواب :- آپ فکر مند نہ ہوں۔ اوپر جو لکھا گیا تھا وہ اعلیٰ بات تھی مقصد روزہ حاصل کرنے کے لیے لکھا گیا تھا۔ اگر آپ میں ہمت نہیں ہے تو فکر نہ کیجئے اس کھانے پر کوئی حساب نہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ انشاء اللہ تین شخصوں پر کھانے میں حساب نہیں۔ بشرطیکہ حلال کھایا ہو روزہ دار پر اور سحری کھانے والے اور سرحد پر گھوڑا باندھنے والے پر۔ (مشکوٰۃ)

سوال :- اگر صوم رمضان کی نیت کر لی تھی بعد نیت پھر سحری کھانی باوجودیکہ یقین تھا کہ سحری کا وقت نہیں رہا یا گمان غالب تھا کہ فجر ہو گئی اور بعد میں ظاہر بھی ہو گیا کہ فجر ہو گئی تھی تو کیا حکم ہے؟

جواب :- ان دونوں صورتوں میں کفارہ لازم آئے گا۔ (حیات الصائمین)

سوال :- ایک شخص کی خبر یہ کہ ابھی فجر نہیں ہوئی کھالیا بعد میں ظاہر ہوا کہ فجر ہو گئی تھی تو کیا حکم ہے؟

جواب :- قضاہ لازم ہے کفارہ نہیں کیونکہ بر بنائے اصل رات ہے۔ (حیات الصائمین)

## إِطَارِي

سوال :- افطاری میں اتنا انتظار کرنا کہ خوب ستارے نکل آئیں یہ چاہیے یا نہیں؟

جواب :- نہیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت میرے طریقہ پر رہے گی جب تک افطار میں ستاروں کا انتظار نہ کرے گی۔ بخاری، مسلم و ترمذی میں یہ حدیث ہے کہ ہمیشہ لوگ خیر کے ساتھ رہیں گے جب تک کہ افطار میں جلدی کریں گے۔ اس جلدی سے یہ مراد ہے کہ ستاروں کے چمکنے سے پہلے پہلے افطار کر لیا جائے

ایسا افطار کرنے والا اللہ تعالیٰ کا محبوب بندہ ہوگا۔ ترمذی وغیرہ کتب احادیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا میرے بندوں میں سے مجھے وہ بندہ زیادہ پیارا ہے جو افطار میں جلدی کرتا ہے ایک اور حدیث میں آیا ہے کہ رسولوں کے اخلاق سے ہے افطار میں جلدی کرنا اور سحری میں تاخیر کرنا اور نماز میں دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ کے اوپر رکھنا۔ (مشکوٰۃ - سرائی الفلاح - طحاوی)

سوال :- بعض لوگ اتنی جلدی کرتے ہیں کہ وقت افطار ہونے میں ابھی شک ہی رہتا ہے مگر لوگ جلدی کر کے افطار کر لیتے ہیں۔ ایسے شک میں افطار کرنے کا کیا حکم ہے؟

جواب :- اس صورت میں قضا تو روزہ کی ضروری ہے مگر کفارہ میں اختلاف ہے ابو جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قول مختار کی بنا پر اس روزہ کی افطار میں کفارہ بھی لازم آئے گا اور اگر بعد میں یہ ثابت ہو گیا کہ ابھی دن تھا تو بالاتفاق قضا اور کفارہ دونوں لازم ہیں۔ لہذا جلدی نہ کرو وقت کی خوب تحقیق کر کے افطار کیا کرو۔ (ہدایہ - فتح القدر)

سوال :- بعض لوگ اذان سن کر بے تاب ہو جاتے ہیں کہ فلاں مسجد میں اذان ہو رہی ہے پس افطار کر لوگوں کے اس کہنے پر عمل کرے یا نہیں؟

جواب :- اگر صحیح وقت میں اذان دینے کا اہتمام کسی مسجد میں ہے تو اس کی آواز پر افطار کر لینا چاہیے۔ ورنہ بعض مسجدوں میں بھی خود جلد جازی سے کام لیا جاتا ہے ایسے مؤذنوں کی آواز پر افطار نہ کرے جب تک کہ غروب آفتاب پر اپنا گمان غالب نہ ہو جائے ہرگز افطار نہ کرے اس میں کسی کی رُورعایت کی ضرورت نہیں۔ (شامی)

سوال :- توپ اور گولوں کی آواز پر بھی افطار کیا جاسکتا ہے یا نہیں؟

جواب :- اگر کسی ماہر وقت کے زیر نظر گولے اور توپ چھوڑنے کا اہتمام ہے تو افطار جائز ہے۔ کیونکہ اس سے گمان غالب ہو جاتا ہے

سوال :- قبل از وقت افطار کرنے والوں کے لیے بھی وعید و عذاب بیان فرمائیں لوگ بہت جلدی کرتے ہیں شور مچا دیتے ہیں پوری طرح اطمینان نہیں ہونے پاتا کہ

افطار کر لیتے ہیں؟



جواب :- آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں سو رہا تھا کہ دو شخص آئے اور میرے بازو پکڑ کر ایک پہاڑ کے پاس لے گئے اور مجھ سے کہا کہ چڑھتے۔ میں نے کہا مجھ کو طاقت نہیں۔ انہوں نے کہا کہ ہم آسان کر دیں گے میں چڑھانے میں پہنچا تو سخت آوازیں سماعت میں آئیں۔ میں نے کہا یہ کیسی آوازیں ہیں کہا ہنسیوں کی آوازیں ہیں۔ پھر مجھے آگے لیجا یا گیا ایک قوم کو دیکھا وہ لوگ اُلٹے لٹکائے گئے ہیں۔ اُن کی باجھیں چیری جا رہی ہیں کہ جن سے خون بہتا ہے۔ میں نے کہا یہ کون لوگ ہیں۔ کہا یہ وہ لوگ ہیں کہ وقت سے پہلے روزہ افطار کرتے تھے۔ پس اتنی جلدی نہ کرو کہ کہیں وقت سے پہلے افطار کرنا لازم آجائے۔

سوال :- کس چیز پر روزہ افطار کرنا سنت ہے؟  
جواب :- کھجور یا پانی پر افطار مسنون ہے

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کوئی روزہ افطار کرے تو کھجور سے افطار کرے کہ وہ برکت یعنی زیادہ ثواب ہے اور اگر نہ ملے تو پانی سے کہ وہ پاک کرنے والا ہے۔ مرقات میں ہے کہ حدیث کے موافق ترتیب کے لحاظ میں کمال سنت کا لحاظ ہے تو اگر کھجور کے ہوتے ہوئے پانی سے شروع کیا یا پانی پر اکتفا کیا تو سنت کی مخالفت ہوگی۔

دوسری حدیث میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے پہلے ترکھجوروں سے روزہ افطار کرتے تھے ترنہ ہوتی تو چند خشک کھجوروں سے اور اگر یہ بھی نہ ہوتی تو چند چلو پانی سے افطار فرماتے (مشکوٰۃ)

سوال :- کتنی کھجوروں پر افطار کرے۔ پھر نماز مغرب سے پہلے افطار کرے یا بعد میں؟  
جواب :- اصل سنت تو ایک کھجور سے بھی ادا ہو جانے کی مگر حدیث میں جمع کا صیغہ ہے کَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُفْطِرُ قَبْلَ أَنْ يُصَلِّيَ عَلَى رُطَبَاتٍ فَإِنْ لَمْ تَكُنْ رُطَبَاتٌ فَتَمِيرَاتٌ فَإِنْ لَمْ تَكُنْ تَمِيرَاتٌ فَحَسَا حَسَوَاتٍ

مِنْ مَاءٍ - تو کمالِ سنت کم از کمین سے ادا ہوگی۔ کیونکہ جمع کا ادنیٰ درجہ تین ہے بلکہ بعض روایات سے تین کھجور ثابت بھی ہیں۔ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ آگ سے سس ہوئی چیز پر افطار نہ کرے یہ بھی حدیث سے معلوم ہو گیا کہ نمازِ مغرب سے پہلے افطار کرنا سنت ہے۔ (مرقات - زرقانی - اشعۃ اللغات - مواہب)

سوال :- کیا کھجور ہوتے ہوئے آبِ زم زم سے افطار کرنا سنت ہے؟  
جواب :- نہیں۔ فتح مکہ جس سال ہوا آپ نے مکہ معظمہ میں بہت روزے رکھے مگر کھجور پر آبِ زم زم کو مقدم کرنا آپ سے منقول نہیں۔ (مرقات)  
سوال :- کھجور پر افطار کرنے میں کیا حکمت ہے؟

جواب :- یہ شیریں ہیں اور شیرینی سے بدن کی زائل شدہ قوت لوٹ آتی ہے، نیز حلاوتِ ایمان حاصل ہونے اور تلخیِ مصیبت کے زوال پر ایک عمدہ اور نیک فال ہے۔ بعض اطباء نے کہا کھجور کھانے سے آنکھ کو نقصان ہوتا ہے وہ محمول ہے زیادہ کھانے پر۔ (مرقات)

سوال :- روزہ کی نیت اگر افطار کے وقت کرے تو کیسا ہے؟  
جواب :- دوسرے دن کے لیے روزہ کی نیت کا افضل وقت آج افطار کا وقت ہے۔ (حیات الصائمین)

سوال :- اگر نیت بروقت افطار ہو تو کن لفظوں میں ہو؟  
جواب :- افطار کے وقت یوں پڑھے۔ اَللّٰهُمَّ لَكَ صُمْتُ وَبِكَ اَمَنْتُ وَعَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ وَعَلَى رِزْقِكَ اَفْطَرْتُ وَصَوْمَ الْعَدَمِ مِنْ شَهْرِ رَمَضَانَ نَوَيْتُ فَاغْفِرْ لِي مَا قَدَّمْتُ وَمَا اَخَّرْتُ۔ (عالمگیری)

اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نمازِ مغرب پڑھنے سے پہلے افطار فرماتے تھے چند تازہ کھجوروں سے۔ اگر تازہ کھجوریں نہ ہوتیں تو خشک کھجوروں سے افطار فرماتے۔ اگر خشک کھجوریں نہ ہوتیں تو چند گھونٹ پانی نوش فرمایتے (مشکوٰۃ) لے لے اللہ! میں نے تیرے لیے روزہ رکھا اور تجھ پر ایمان لایا اور تجھ پر بھروسہ کیا باقی اگلے صفحہ پر

سوال :- حدیث میں آیا ہے کہ روزہ دار کے لیے دو فرحتیں ہیں ایک افطار کے وقت اور ایک لقار رب کے وقت (فَرَحَةٌ عِنْدَ فِطْرِهِ وَفَرَحَةٌ عِنْدَ لِقَاءِ رَبِّهِ) اس فرحت اور خوشی کا بیان قدرے تفصیل کے ساتھ فرمایا ہے کہ کیوں خوشی ہوتی ہے؟

جواب :- خوشی ظاہر ہے کہ ممانعت کے بعد کھانے پینے کی اجازت ہوئی ہے جو خود کس قدر فرحت انگیز ہے۔ لہذا اجازت کی خوشی پھر بھوک میں کھانے پر بے مثل لذت حاصل ہونے کی خوشی روزہ پورا ہونے پر خوشی۔ حصول توفیق کی خوشی نور عبادت سے باطن مستبیر ہونے کی خوشی افطار کے وقت مغفرت کی خوشی۔ دعا قبول ہونے کی خوشی پس یہ تمام اسباب فرحت اور خوشی کے ہیں جو افطار کے وقت موجود ہیں۔ دوسری خوشی لقار رب کے وقت جو آخرت میں حاصل ہوگی اس فرحت کو بھی افطار کے وقت کی خوشی پر قیاس کر لو کہ جب نعمت کے دنیا میں ملنے کی یہ خوشی ہے تو اخروی نعمتوں کے ملنے کے وقت کیا خوشی ہوگی پھر خود منعم کے ملنے کے وقت کس قدر خوشی اور فرحت ہوگی۔ لہذا افطار کے وقت اس لیے بھی خوشی اور فرحت ہوتی ہے کہ اس وقت رب تبارک و تعالیٰ کے ملنے کی خوشی کا کچھ اندازہ کر کے خیال دید میں محور ہو جانے کا وقت ہے تفسیر روح البیان میں ہے کہ عید تین ہیں ایک عید افطار یہ طبعی عید ہے دوسری عید موت یعنی ایمان کامل پر مرنے کا دن عید اور خوشی کا دن ہے، تیسری عید تخلی وہ آخرت میں ہوگی جو سب سے بڑی عید ہے اللہ تعالیٰ اصفت جمال کے ساتھ تخلی فرمائے گا یہ عید لقار ہے پھر کیوں نہ خوشی ہو۔

سوال :- افطار کے وقت کیا دعا پڑھے؟

جواب :- مختلف دعائیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس وقت پڑھنا ثابت ہیں۔ وہ سب درج ذیل ہیں۔

(بقیہ صفحہ) اور تیرے رزق پر ہی روزہ افطار کیا۔ اور ماہ رمضان کے کل کے روزہ کی میں نے نیت کی۔ پس میرے پہلے گناہ اور بعد میں ہونے والے سب بخش دے۔

(۱) ذَهَابِ الظَّمَا وَابْتِلَاءِ العُرُوقِ وَثَبَتِ الأَجْرُ انشاءً اللهُ تَعَالَى -

پیس لیا جاتی رہی اور رگیں تر ہو گئیں اور اجر ثابت ہو گیا انشاء اللہ تعالیٰ (مشکوٰۃ شریف)

(۲) اَللّٰهُمَّ لَكَ صُمْتُ وَعَلَى رِزْقِكَ أَفْطَرْتُ -

اللہ تیرے ہی واسطے روزہ رکھا اور تیرے ہی رزق پر افطار کیا۔ (مشکوٰۃ)

اس میں روزہ و افطار دونوں نعمتوں کا شکر ہے۔

(۳) اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَعَانِنِیْ فَصُمْتُ وَرَزَقَنِیْ فَاَفْطَرْتُ -

حمد ہے اُس ذات کے لیے جس نے میری مدد کی تو میں نے روزہ رکھا اور

اور مجھ کو رزق دیا تو میں نے افطار کیا۔

(۴) اَللّٰهُمَّ لَكَ صُمْنَا وَعَلَى رِزْقِكَ أَفْطَرْنَا فَتَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ

السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ -

مواہب میں بجائے ضمیر جمع کے مفرد صیغہ ہے یعنی دُصُمْتُ أَفْطَرْتُ

فَتَقَبَّلْ مِنِّیْ) تو اگر اکیلا ہو تو ضمیر مفرد کے ساتھ پڑھ لے اور جماعت کے ساتھ

افطار کرے تو ضمائر جمع کے ساتھ پڑھے۔

(۵) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے یہ دُعا افطار کے وقت

پڑھی۔ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ بِرَحْمَتِكَ الَّتِیْ وَسِعَتْ کُلَّ شَیْءٍ اَنْ تَغْفِرَ لِیْ

(اذکار نووی)

سوال :- اگر افطار کرنے کے بعد کنا رۃ سورج نظر آگیا اور ثابت ہو گیا کہ دن تھا

مگر بر وقت افطار یقین تھا کہ سورج نہیں ڈوبا یا گمان تھا یا شک تھا یا بعد افطار تو

کچھ ظاہر نہیں ہوا کہ دن تھا یا نہیں مگر یقین تھا کہ دن ہے یا گمان غالب تھا کہ دن

۱۔ یا الہی ہم نے تیرے ہی واسطے روزہ رکھا اور تیرے ہی رزق پر افطار کیا پس ہماری طرف

سے قبول فرما۔ بے شک تو سب کچھ سننے والا اور جاننے والا ہے۔

۲۔ الہی بیشک میں تجھ سے اپنی بخشش کا سوال کرتا ہوں اس رحمت کے سبب جو ہر چیز سے وسیع ہے۔

ہے یا شک اور تردید تھا دن ہونے نہ ہونے میں اور باوجود اس کے پھر افطار کر لیا تو کیا حکم ہے؟

جواب :- قضا ان سب صورتوں میں لازم ہے مگر کفارہ بعض میں بلا خلاف لازم ہے بعض میں باختلاف پہلی دوسری صورت میں بالاتفاق کفارہ بھی ہے۔ تیسری شکل میں اختلاف ہے مگر ابن الہمام فرماتے ہیں کہ میں نے نہیں جانا کہ وجوب کفارہ میں کسی نے خلاف کیا ہو۔ چوتھی صورت میں بھی بالاتفاق کفارہ ہے۔ پانچویں شکل میں اختلاف روایت ہے مگر صاحب بدائع نے عدم وجوب کفارہ کی تصحیح کی ہے چھٹی صورت میں زلیعی اور ابن الہمام نے وجوب کفارہ میں اختلاف نقل کیا ہے۔ مگر صاحب سراج نے عدم وجوب کفارہ پر اجماع نقل کیا ہے۔ (حیات الصائمین)

سوال :- ایک شخص کی خبر یہ کہ وقت افطار ہو گیا افطار کر لینا چاہیے یا نہیں؟  
جواب :- اگر وہ نیک اور عادل ہے اور قلب اس کی سچائی پر مائل ہے تو کوئی حرج نہیں افطار کر سکتا ہے۔ (شامی)

سوال :- اگر دو شخصوں نے غروب کی شہادت دی اور دونوں نے عدم غروب کی۔ اس نے افطار کر لیا بعد میں ظاہر ہوا کہ سورج ابھی غروب نہیں ہوا تھا تو کیا حکم ہے؟  
جواب :- اس میں کفارہ نہیں صرف قضا ہے کیونکہ اعتماد کیا شہادت اثبات پر۔ (شامی)

سوال :- کیا افطار کے وقت دعا قبول ہوتی ہے؟

جواب :- بیشک دعا قبول ہوتی ہے۔ (ابن ماجہ)

سوال :- دوسروں کا روزہ افطار کرانے کا کیا ثواب ہے؟

جواب :- حدیث میں ہے۔ (مَنْ فَطَرَ صَائِمًا أَوْ جَهَرَ غَاظًا يَأْتِيهِ مِثْلُ

أَجْرِهِ) (مشکوٰۃ) یعنی جو کسی روزہ دار کا روزہ افطار کرے یا غازی کو سامان سے

اس کا اجر بھی اسی کے مانند ہے۔ ایک اور روایت میں ہے اس کے لیے گناہوں

کی مغفرت اور دوزخ سے آزادی ہے۔

سوال :- روزہ اور اذانِ مغرب کے جواب میں مشغول ہو یا افطار کرے؟  
 جواب :- اگرچہ مسنون ہے کہ ترکِ اکل و شرب کر کے اذان کا جواب دے مگر خاص  
 افطار کے لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (إِذَا سَمِعَ النِّدَاءَ أَحَدُكُمْ  
 وَالرِّئَاءَ فِي يَدِهِ فَلَا يَضَعُهُ حَتَّى يَقْضِيَ حَاجَتَهُ مِنْهُ) جب تم میں سے  
 کوئی اذان سُنے اور اس کے ہاتھ میں برتن ہو تو اس کو نہ رکھے یہاں تک کہ اس سے  
 اپنی حاجت پوری کرے یعنی اذان کی وجہ سے کھانا پینا نہ چھوڑے اس میں تعجیل  
 افطار کی انتہائی تاکید ہے۔ یہ بھی پہلو نکلتا ہے کہ صبح کی اذان کے بارہ میں ہو کہ کھانا  
 نہ چھوڑے جب تک کہ طلوعِ فجر میں شک واقع نہ ہو۔ (اشعۃ اللمعات)

## مُفْسِدِ صَوْمِ

یعنی

## روزہ توڑنے والی چیزوں کا بیان

سوال :- مُفْسِدِ صَوْمِ کسے کہتے ہیں؟  
 جواب :- جس سے روزہ میں فساد آجائے یعنی روزہ جاتا رہے اور باطل ہو جائے۔  
 سوال :- کیا فساد اور بطلان دونوں کا ایک ہی  
 فساد اور بطلان کا فرق مطلب ہے؟

جواب :- جی ہاں عبادات میں ایک ہی مطلب ہے۔ فساد کہو یا باطل دونوں  
 کا یہی مطلب ہے کہ روزہ ٹوٹ گیا ہاں معاملات میں فرق ہے اگر معاملہ کا اثر  
 مرتب نہ ہو تو وہ باطل ہے۔ اور اگر معاملہ کا اثر تو ظاہر ہوتا ہے مگر شرعاً مطلوب  
 التفاسخ ہے یعنی شریعت چاہتی ہے کہ اس معاملہ کو فسخ کر دیا جائے تو اس کو فساد  
 کہتے ہیں۔ اور اگر ایسا نہیں تو صحیح ہے مثلاً مردار کی بیع باطل ہے پس اس کا اثر ہی

مرتب نہ ہوگا جو ملک ہے یعنی اس کا کوئی مالک ہی نہیں ہوگا اور اگر کسی شرطِ فاسد کے ساتھ غلام کو فروخت کیا اور مشتری یعنی خریدار کے سپرد بھی کر دیا تو خریدار مالک ہو جائے گا بیچ کا اثر مرتب ہو گیا مگر واجب التفاسخ ہے یعنی شریعت چاہتی ہے کہ اس معاملہ کو فسخ کر دیا جائے۔  
(در مختار و شامی)

**روزہ نشکن صورتوں کا ضابطہ** | سوال :- روزہ کب اور کن صورتوں میں ٹوٹتا ہے کچھ اس کے لیے اصول بیان فرمائیں؟

جواب :- کھانے پینے اور منہ بھر کر قصداً قے کرنے اور جماع کرنے سے اگرچہ معنایاً ہو روزہ ٹوٹ جاتا ہے اور ہر چیز کا باہر سے معدہ آنت اور دماغ کے اندر پہنچنے سے بھی روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔ دماغ اور پیٹ میں کوئی شے خواہ عادی راہوں مثلاً کان ناک یا خانہ اور عورت کی شرم گاہ کی جگہ سے داخل ہو یا کوئی غیر عادی راہ کھل گئی ہو مثلاً پیٹ کا یا دماغ کا زخم ہو اس راہ سے داخل ہو پس اگر یہ شے مصلح بدن ہے تو خواہ مثل حقنہ وغیرہ کے خود روزہ دار نے اپنے فعل سے اندر داخل کیا ہو یا کسی اور نے بہ صورت روزہ فاسد ہو جائے گا اور اگر اندر پہنچنے والی چیز غیر مصلح بدن ہے تو خود روزہ دار کے فعل سے وہ چیز اندر پہنچی ہے تو روزہ جاتا رہے گا ورنہ نہیں۔ مثل تیر اور چہرے وغیرہ سے کہ اگر کسی نے ایسا مارا کہ پیٹ میں غائب ہو گیا تو روزہ نہیں گیا اور خود ایسا کیا تو روزہ ٹوٹ جائے گا البتہ منہ کی راہ ایک ایسی ہے کہ اس راہ سے جو چیز بھی اندر پیٹ میں اتر جائے گی اس کے لیے کوئی قید نہیں خواہ خود فعل صائم سے اترے یا کسی اور کے فعل سے وہ شے مصلح بدن ہو یا نہ ہو بہر حال مفسد روزہ ہے مگر وہ صورت کہ جس سے بچنا ناممکن ہو مثلاً مکھی وغیرہ داخل ہو گئی تو روزہ فاسد نہیں ہوگا جو چیز اندر جائے اس کے لیے یہ بھی شرط ہے کہ تمام اندر غائب ہو جائے اور قرار بھی بکڑے یعنی کچھ دیر اندر ٹھیرے بھی تب وہ چیز مفسدِ صوم ہوگی۔

سوال :- اگر گوشت کا ٹکڑا اچھا گے میں باندھ کر کسی نے نگلا تھا کہ اسی وقت فوراً اس کو نکال لیا روزہ ٹوٹا یا نہیں؟

جواب :- اسی وقت نکال لینے سے روزہ نہیں ٹوٹا۔ کچھ دیر چھوڑ دیکھا کہ وہ قرار بکڑے

تو روزہ ٹوٹ جائے گا۔ (عالمگیری)

سوال :- اگر تیر کسی غیر نے مارا اور پیٹ میں غائب ہو گیا تو کیا حکم ہے؟

جواب :- روزہ نہیں گیا کیونکہ غیر کا فعل ہے۔ نیز مصلح بدن نہیں ہے۔ اس سے روزہ نہیں جاتا۔ (فتاویٰ قاضی خاں)

سوال :- اگر کسی نے لکڑی یا کپڑا بگلا یا کسی نے پاخانہ کے مقام پر یا عورت نے اپنی شرم گاہ میں کپڑا داخل کر لیا تو کیا حکم ہے؟

جواب :- اگر پورا غائب ہو گیا تو روزہ ٹوٹ جائے گا اور اگر کچھ حصہ باہر ہاتھ میں بھی رہ گیا تو روزہ نہیں گیا اس لیے کہ روزہ فاسد ہونے کے لیے تمام داخل ہونا شرط ہے اگر کچھ حصہ باہر رہ گیا تو یہ داخل نہ ہونے کے حکم میں ہے۔

(سراقی الفلاح بحر الرائق ص ۳۱)

سوال :- اگر کسی نے خود اپنے کان میں پانی داخل کیا تو کیا حکم ہے؟

جواب :- روزہ ٹوٹ جائے گا اگرچہ یہ مُضِرِّ دماغ ہے مگر روزہ دار نے چونکہ اپنے فعل سے داخل کیا ہے لہذا روزہ فاسد ہو جائے گا۔ (فتاویٰ قاضی خاں)

سوال :- اچھا اگر کان میں پانی خود چلا گیا مثلاً نہر میں غوطہ لگایا تھا کان میں پہنچ گیا داخل نہیں کیا تو کیا حکم ہے؟

جواب :- روزہ نہیں گیا۔ (فتاویٰ قاضی خاں)

سوال :- اگر دو ایٹیل کان میں ڈالا تو کیا حکم ہے؟

جواب :- بلا خلاف روزہ ٹوٹ گیا کیونکہ یہ مصلح نافع ہے اس کو خواہ حکیم یا ڈاکٹر ڈالے ڈالے یا خود بہہ کر کان میں پہنچ جائے بہر صورت روزہ جاتا رہے گا۔ (فتاویٰ عالمگیری)

سوال :- اگر کنکر یا کاغذ کھایا یا منہ کھلا ہوا تھا کہ بارش کے قطرے خود حلق میں اتر گئے تو کیا حکم ہے؟

جواب :- روزہ ٹوٹ جائے گا کیونکہ منہ کی راہ سے جو چیز بھی اندر جائے گی خواہ مصلح بدن ہو یا نہ خواہ روزہ دار کے فعل کو دخل ہو یا نہ بہر صورت روزہ فاسد



ہو جائے گا۔ سوائے اس کے جس سے بچنا ناممکن ہو مثل مکھی وغیرہ کے کہ اچانک حلق میں داخل ہو جائے تو اس سے روزہ نہیں ٹوٹے گا۔ (قدری۔ حیات الصائمین۔ فتاویٰ قاضی خاں)

سوال :- اگر کسی راہ سے تو بدن یا دماغ میں کوئی چیز نہیں پہنچی مگر مسامات کے ذریعہ مثلاً تیل کا اثر یا پانی کی ٹھنڈک اندر پہنچی تو کیا حکم ہے؟

جواب :- اس سے روزہ فاسد نہیں ہوگا یہ منافی روزہ کے نہیں۔

(ہدایہ۔ فتاویٰ عالمگیری)

سوال :- اچھا اگر سر سے یا دوا آنکھ میں ڈالی۔ یا مرد نے اپنے ذکر کے سوراخ میں تیل ڈالا تو کیا حکم ہے؟

جواب :- اس سے بھی روزہ فاسد نہیں ہوگا اگرچہ حلق میں مزادوا کا محسوس ہو کیونکہ یہ اثر مسامات کے ذریعہ پہنچا نیز مشانہ سے جو چیز اندر جاتی ہے وہ بھی مسامات سے مترشح ہو کر جاتی ہے۔ لہذا یہاں بھی روزہ فاسد نہیں ہوا۔ (فتاویٰ عالمگیری۔ فتاویٰ قاضی خاں)

سوال :- انجکشن کے متعلق کیا حکم ہے؟

جواب :- اس سے براہ راست سعدہ یا دماغ میں کوئی چیز نہیں پہنچتی لہذا مفسد صوم نہیں یہ تو فتویٰ ہے اور تقویٰ یہ ہے کہ پرہیز کرو تا کہ روزہ کا مقصد فوت نہ ہو۔

سوال :- مفسد صوم اشیاء کتنے قسم پر ہیں؟

جواب :- دو قسم پر ہیں ایک وہ ہیں جن سے قضا اور کفارہ دونوں لازم آتے ہیں دوسری وہ چیزیں ہیں کہ جن سے صرف قضا لازم آتی ہے۔ (فتاویٰ عالمگیری)

ان روزہ شکن چیزوں کا بیان کہ جن سے قضا اور کفارہ

دونوں لازم آتے ہیں اور احکام کفارہ

سوال :- قضا اور کفارہ کب لازم آتا ہے؟

جواب :- روزہ کو قصداً بلا عذر توڑ دینے سے فضاہ اور کفارہ لازم آتا ہے۔

سوال :- کیا ہر روزہ کے توڑنے پر کفارہ ہے؟

جواب :- نہیں یہ صرف رمضان کے روزہ توڑنے پر کفارہ ہے کسی اور روزہ کے توڑنے پر کفارہ نہیں۔

سوال :- یہ کیوں؟

جواب :- اس لیے کہ ماہ رمضان المبارک بہت زیادہ عظیم و جلیل حرمت والا مہینہ ہے لہذا رمضان میں روزہ رکھ کر بلا عذر توڑنے والا رمضان کی بھجرتی کرنے کے سنگین جرم کا مرتکب ہوا اس لیے اس پر کفارہ لازم ہے۔ (مراقی الفلاح نور الایضاح) ذرا وہ لوگ غور کریں جو رمضان میں علانیہ کھاتے پیتے پھرتے ہیں کس قدر ہتک حرمت رمضان کا گناہ کما رہے ہیں مرناسے خدا سے ڈرو۔ اگر رمضان کا ایک روزہ بھی تلف ہو جائے اور عمر بھر روزہ رکھ کر اس کی تلافی کرنا چاہے تو بھی اس کی تلافی نہیں ہو سکتی۔ خدا کا شکر ہے کہ گناہ کے ازالہ کے لیے اسی عالم میں توبہ اور کفارہ کو کافی کر دیا۔ (طحطاوی)

سوال :- کفارہ کیا ہے؟

روزہ کا کفارہ

جواب :- باندی یا غلام آزاد کرنے پر قدرت ہے تو اول یہ

لازم ہے۔ ورنہ دو ماہ کے پے درپے اس طرح روزے رکھے کہ بیچ میں ایک دن بھی ناغہ نہ ہو۔ مثلاً بقرہ کا دن آگیا یا بیمار ہو گیا اس وجہ سے سلسلہ ٹوٹ گیا تو پھر از سر نو سلسلہ شروع کرنا ہوگا اگر بیماری یا بڑھاپے کی وجہ سے یہ بھی ممکن نہیں اس سے بھی عاجز ہے تو ساٹھ مسکینوں کو پیٹ بھر کر دو وقت کھانا کھلانا لازم ہوگا اس شرط کے ساتھ کہ دوسرے وقت بھی وہ ہی کھانے والے ہوں جنہوں نے پہلے کھایا تھا اگر صبح کو ساٹھ مسکین اور سہے اور شام کو اور تو کافی نہ ہوگا۔ (نور الایضاح۔ مراقی الفلاح)

سوال :- اگر صبح و شام نہ کھلا سکے بلکہ دو دن صبح ہی صبح یا شام ہی شام کو کھلا دے تو اس طرح بھی دو وقت شمار کر لیے جائیں گے یا نہیں؟

جواب :- جی ہاں شمار کر لے جائیں گے یہ جائز ہے۔ (نور الایضاح)  
سوال :- ایک ہی شخص کو ہر روز دو وقت ساٹھ دن تک کھلا دیا جائے تو یہ بھی کافی ہو جائے گا یا نہیں؟

جواب :- کافی ہو جائے گا۔ (مراتی الفلاح)

سوال :- اچھا اگر کم خرچ ہونے کے لیے بچوں کو تسمیٰ خانہ سے بلایا ایسے لوگوں کو برائے نام کھلا دیا جو پہلے سے کھانا کھا چکے تھے یہ کافی ہوگا یا نہیں؟

جواب :- نہیں ہوگا کیونکہ بچوں کا اور شکم سیر کا کھانا کافی نہیں۔ (مراتی الفلاح)

سوال :- کیا کھانے کے ساتھ سالن بھی ضروری ہے؟

جواب :- اگر گھیوں کی روٹی ہے تو سالن ضروری نہیں جو کہ ہے تو ضروری ہے۔

(مراتی الفلاح)

سوال :- اگر کھلائے نہیں بلکہ ہر شخص کو کھانا دے کر مالک بنانا چاہتا ہے تو کس قدر دے؟

جواب :- گھیوں یا اس کا آٹا یا ستو ہو تو نصف صاع (ایک سیر تیرہ چھٹانک) اور جو کچھ رو منفقے ہوں تو ایک صاع دیں۔ (نور الایضاح)

سوال :- عورت کو کفارہ ادا کرتے ہوئے بیچ میں حیض آگیا جس کی بنا پر وہ روزہ نہیں رکھ سکتی تو کیا سلسلہ منقطع ہونے پر بعد ختم حیض روزوں کا سلسلہ پھر از سر نو شروع کرے یا نہیں؟

جواب :- اس کے لیے معافی ہے حیض سے فارغ ہو کر جہاں سے سلسلہ چھوٹا ہے اس کے آگے سے شروع کرے اور یہ سلسلہ بعد پاکی متصلاً ہی شروع کر دینا ہوگا ورنہ پھر از سر نو روزے رکھنے ہوں گے۔ (طحطاوی)

سوال :- اگر ایک ہی رمضان میں دو روزے توڑے تو علیحدہ علیحدہ کفارہ ادا کرے یا ایک ہی کفارہ کفایت کر جائے گا؟

جواب :- اگر پہلے کا کفارہ ابھی تک ادا نہیں کیا تھا تو ایک ہی کافی ہو جائے گا۔

ورنہ نہیں۔ (دور مختار)

سوال :- اگر اُس نے دو رمضان کے روزے توڑے تو کیا علیحدہ علیحدہ کفارہ ادا کرنا ہوگا؟

جواب :- جی ہاں علیحدہ علیحدہ ہر روز کا کفارہ ادا کرنا ہوگا۔ (شامی)

سوال :- روزہ توڑنے پر کفارہ کیا کسی شرط کے ساتھ لازم ہونے کا ضابطہ؟

جواب :- جی ہاں روزہ توڑنے کا جرم پورا اور کامل ہو بلکہ اور ناقص نہ ہو مثلاً روزہ توڑنے والا بچہ نہ ہو مسافر نہ ہو دن میں روزہ کی نیت کر کے روزہ رکھنے والا نہ ہو کسی کے جبر و اکراہ سے نہ توڑا ہو روزہ توڑنے کے بعد روزہ کے افطار کو مباح کرنے والا کوئی عذر پیش نہ آگیا ہو مثل مرض یا حیض وغیرہ کے غرضکہ جرم کی نوعیت کو کوئی شے ہلکا کرنے والی نہ ہو بلکہ جرم بھاری اور کامل ہو تو کفارہ لازم آئے گا۔ (شامی - نور الایضاح)

سوال :- جب کفارہ لازم ہونے کے لیے یہ ضروری ہے کہ روزہ اُس طریقہ پر توڑے کہ جس سے کامل جرم بن جائے تو اُس کے لیے براہِ کرم کوئی ضابطہ بھی بیان فرمائیں کہ جس سے کمال جرم ہونا معلوم ہو؟

جواب :- اس کے لیے ضابطہ یہ ہے کہ کمال جرم صورتِ افطار اور معنی افطار دونوں کے باہم جمع ہونے سے ثابت ہوتا ہے۔ اگر ایک چیز ہے اور ایک نہیں تو جرم ناقص ہوگا کامل نہیں ان صورتوں میں صرف قضا لازم آئے گی صورتِ افطار منہ کی راہ سے نکلنا ہے یعنی ابتلاع اور معنی افطار انتفاع ہے یعنی پیٹ اور دماغ میں اُس چیز کا پہنچنا ہے جس میں اصلاحِ بدن ہو یعنی دواء اور غذا۔ پس منہ کی راہ سے کھنکھانے کی صورت ہے مگر معنی نہیں کیونکہ کھنکھانے سے نہ دوا اور اگر غذا اور دوا غیر منہ کی راہ سے پیٹ میں پہنچائی جاتے تو معنی افطار حاصل ہے مگر صورت نہیں پس اگر ایک چیز ہے اور ایک چیز نہیں تو صرف قضا لازم

آئے گی۔ اور اگر دونوں موجود ہیں مثلاً منہ سے نکلا اور غذا اور دوا کو نکلا جس میں صلاح بدن ہے تو اب کفارہ لازم ہوگا کیونکہ معنی اور صورت مل کر کامل جرم ہو گیا اسی طرح جماع میں بھی ایک صورت جماع ہے اور ایک معنی جماع صورت جماع اِبْلَاجُ الْفَرْجِ فِي الْفَرْجِ ہے یعنی شرم گاہ کا شرم گاہ میں داخل کرنا۔ اور معنی جماع سے مراد انزال ہے مگر شہوہ کے ساتھ ہو یا لُبَّ الشَّوَّةِ وَالْمَمَاتِہ یعنی قضاء شہوہ ہو کسی شے کے مس کرنے سے مثلاً ران یا شکم میں جماع کیا یا جلق لگایا تو یہ معنی جماع ہوا۔ ہاں اگر کسی کے خیال اور تصور سے انزال ہو گیا تو یہ معنی جماع بھی نہیں کیونکہ کسی چیز کے مس کرنے سے انزال نہیں ہوا۔ اور معنی جماع میں مس شرط ہے۔ پس کفارہ انتہائی جرم پر لازم آتا ہے کمال جرم اسی وقت ہوگا جب صورت اور معنی دونوں پائے جائیں تو اگر ایک چیز ہے اور ایک نہیں تو کفارہ لازم نہیں آئے گا صرف قضاء لازم آئے گی آگے جزییات درج ہوں گے ان میں اس کو ملاحظہ فرماتے جائیں تاکہ اس ضابطہ کی روشنی میں جزییات اچھی طرح ذہن نشین ہو جائیں۔ (فتح القدير، عنایہ، سراقی الفلاح، طحطاوی)

سوال :- کفارہ لازم آنے کے لیے کیا قابل شہوت عورت کے ساتھ جماع میں انزال شرط ہے؟

جواب :- اس صورت میں جماع ہو یا اغلام انزال شرط نہیں مجرود دخول پر کفارہ لازم آجائے گا۔ (تنویر۔ ڈر مختار)

سوال :- کیا قصد ا کھانے پینے سے کفارہ لازم آئے گا؟

جواب :- جی ہاں کفارہ لازم آئے گا۔

سوال :- کیا ہر چیز کے کھانے پینے سے کفارہ لازم آتا ہے؟

جواب :- نہیں صرف دواء اور غذا کے کھانے پینے سے کفارہ لازم ہوگا۔ کسی اور چیز کے کھانے پینے سے کفارہ لازم نہیں ہوگا مثلاً کسی نے کنکر یا لوہے کے چنے چبائے تو کفارہ لازم نہیں ہوگا کیونکہ صورت افطار ہے معنی افطار نہیں۔

(قدری۔ ہدایہ)

سوال :- آپ نے فرمایا ہے کہ غذا کے کھانے سے کفارہ لازم آتا ہے تو غذا کی تعریف بھی کیجیے؟

جواب :- غذا کی تعریف میں اختلاف ہے بعض نے کہا ہے کہ غذا وہ ہے کہ جس کے کھانے کی طرف طبیعت مائل ہو اور خواہش اس سے زائل ہو بعض نے کہا ہے کہ غذا وہ ہے کہ جس میں بدن انسانی کا نفع ہو ثمرہ اختلاف دو مقام پر ظاہر ہو گا ایک یہ کہ کسی نے مُنہ کا نکلنا ہو لقمہ کھالیا تو پہلی تفسیر کی بنا پر اس پر غذا کی تعریف صادق نہیں آتے گی۔ کیونکہ مُنہ سے نکلے ہوئے لقمہ کی طرف طبیعت مائل نہیں ہوتی کراہت ہوتی ہے اگرچہ بدن کا نفع موجود ہے۔ تو اس تفسیر کی بنا پر کفارہ لازم نہیں آئے گا اور دوسری تفسیر کی بنا پر غذا ہے کیونکہ اس کی طرف اگرچہ طبیعت مائل نہ ہو مگر بدن کا نفع تو ہے۔ اس تفسیر کی بنا پر اس کے کھانے سے کفارہ لازم آئے گا دوسرا مقام ثمرہ اختلاف ظاہر ہونے کا وہ ہے کہ جب ایسی چیز کا استعمال ہو کہ اس کی طرف میلان طبع تو ہو مگر اس میں نفع بدن اصلاً نہ ہو۔ جیسے حقہ سگریٹ وغیرہ پس پہلی تفسیر کی بنا پر حقہ پینے سے کفارہ لازم آئے گا اور تفسیر ثانی کی بنا پر کفارہ نہیں کیونکہ اس میں نفع نہیں بلکہ نفع کیا بعض دفعہ اس کا پینا مضر اور نقصان دہ ہوتا ہے۔ لیکن غذا کے معنی بیان کرنے میں صحیح تفسیر اول ہی ہے لہذا حقہ پینے میں (جن کو عادت ہے) ان پر کفارہ لازم آئے گا کیونکہ ان کو اس کی طرف رغبت ہے اور جس کی طرف طبیعت مائل ہو وہ غذا کے حکم میں ہے اسی طرح صحیح تر قول کی بنا پر مُنہ سے نکلے ہوئے لقمہ کھانے میں کفارہ نہیں کیونکہ اس کی طرف رغبت اور میلان نہیں۔

(سراج الفلاح)

سوال :- اگر محبوب یا کسی بزرگ کے مُنہ کا لقمہ ہے یا لعاب وہن ہے تو کیا اس کے کھانے میں کفارہ لازم آئے گا؟

جواب :- جی ہاں اس صورت میں کفارہ لازم آئے گا۔ کیونکہ اس میں لذت ہے اور اس کی طرف میلان اور رغبت ہے۔

سوال :- اگر بٹرا ہو گوشت کھایا جس میں کیڑے بھی ہوں یا کچا گوشت کھایا تو کفارہ

لازم آتے گا یا نہیں؟

جواب :- کفارہ سڑے ہوئے گوشت کے کھانے میں لازم نہیں آتے گا کیونکہ اس کی طرف رغبت نہیں بلکہ کراہت ہے مگر یہ کراہت کچے گوشت میں نہیں لہذا کفارہ لازم آتے گا۔ اسی طرح چربی کھانے میں بھی کفارہ ہے۔ (نور الایضاح)

سوال :- کیا مٹی کھانے میں کفارہ لازم آتے گا یا نہیں؟

جواب :- جس کو رغبت نہیں اس پر کفارہ نہیں۔ جو مٹی کھانے کا عادی ہے اس پر کفارہ ہے۔ ہاں گل ارمنی وغیرہ کھانے کا تو خواہ عادی ہو یا نہ ہو کفارہ لازم آئے گا کیونکہ یہ دوا ہے دوا اور غذا کھانے سے کفارہ لازم آتا ہے۔

(مراقی الفلاح، نور الایضاح۔ فتاویٰ قاضی خاں)

سوال :- اگر نمک کھایا تو کفارہ لازم آتے گا یا نہیں؟

جواب :- اگر تھوڑا کھایا تو کفارہ ہے اور اگر زیادہ کھایا تو کفارہ نہیں۔ (نور الایضاح، مراقی الفلاح)

سوال :- اگر غضب کر کے یعنی کسی سے چیز کو چھین کر کھا گیا تو کیا حکم ہے؟

جواب :- کفارہ لازم ہوگا۔

سوال :- اگر تھوک میں خون ملا ہوا تھا اور غالب تھا یا خالص خون ہی تھا جو چہ گیا تو کیا حکم ہے؟

جواب :- کفارہ لازم نہ ہوگا قضا ہے۔ (عالمگیری)

سوال :- اگر تھوک میں خون ملا ہوا تھا اور تھوک غالب تھا تو کیا حکم ہے؟

جواب :- نہ کفارہ ہے نہ قضا ہے (عالمگیری)

سوال :- کچے جو۔ یا مسور۔ باجرہ۔ مونگ۔ کچے چاول کھانے پر کفارہ لازم آتے گا یا نہیں؟

جواب :- نہیں۔ مگر بھنے ہوئے ہوں جس کی طرف رغبت ہو مثلاً جو بھنے ہوئے ہوں یا مڑے ہوں تو کفارہ لازم ہوگا اسی طرح بالوں میں سے ہرے والے نکال کر

کھانے تو بھی کفارہ ہوگا۔ (مراقی الفلاح)

سوال :- خر بوزہ یا تربوز کا چھلکا اگر کھایا تو کیا حکم ہے؟

جواب :- اگر ایسی حالت میں ہے کہ لوگ اس سے نفرت کرتے ہوں یا خشک ہو کر

خراب ہو گیا ہو تو کفارہ نہیں ورنہ کفارہ لازم ہو گا۔ (عالمگیری)  
 سوال :- آپ نے فرمایا ہے کہ بحالتِ اکراه و جبر کھانے پر کفارہ نہیں مگر ایک شخص کو پھانسی دی جا جانے کا حکم ہوا اس نے پانی مانگا کسی نے اس کو پانی پلا دیا بعد میں چھوڑ دیا تو اس پانی پینے پر کفارہ لازم آئے گا یا نہیں؟  
 جواب :- جی ہاں کفارہ لازم آئے گا کیونکہ اس کو کس نے مجبور کیا تھا پانی پینے پر؟ بلا اکراه خود پیا۔ (عالمگیری)

سوال :- اگر بادام اخروٹ و پستہ مسلم نکل گیا تو کیا حکم ہے؟  
 جواب :- اگر خشک بادام اخروٹ پستہ ہے تو کفارہ نہیں تر بادام ہے۔ تو کفارہ ہے کیونکہ یہ کھایا جاتا ہے بخلاف تر پستہ اور تر اخروٹ کے کہ اس میں کفارہ نہیں کیونکہ یہ نہیں کھایا جاتا۔ (عالمگیری)

سوال :- اگر خشک بادام پستہ چبا کر کھایا تو کیا حکم ہے؟  
 جواب :- اگر اندر سے پولا اور خالی نکلا صرف چھلکا ہی تھا جو چبا کر کھایا تو کفارہ نہیں صرف قضا ہے اور اگر اس کے اندر مغز تھا پھر چبا کر کھایا گیا تو کفارہ ہے کیونکہ جو چیز کھانے کی ہے وہ مع شے زائد کھائی گئی۔ (فتاویٰ قاضی خاں)

سوال :- اگر چھلکے سمیت انڈا یا انار نکل گیا تو کیا حکم ہے؟  
 جواب :- کفارہ نہیں کیونکہ اس طرح نہیں کھایا جاتا۔ (فتاویٰ قاضی خاں)  
 سوال :- کھیرا۔ لکڑی۔ باقلا۔ خر بوزہ۔ تر بوزہ۔ کا پانی پیا۔ کافور۔ عسفران۔ مشک۔ مرکہ کھایا تو کیا حکم ہے؟  
 جواب :- کفارہ لازم ہے۔ (عالمگیری)

سوال :- اگر روزہ توڑنے کے بعد ایسا بیمار ہو گیا کہ اس کو شرعاً روزہ نہ رکھنے کی رخصت ہے یا عورت کو حیض یا نفاس آگیا تو اس روزہ توڑنے پر کیا کفارہ ہے یا نہیں؟

جواب :- نہیں کیونکہ کفارہ کے لیے یہ بھی شرط ہے کہ روزہ توڑنے کے بعد



بغیر اپنے قصد اور اختیار کے منجانب اللہ کوئی ایسا عذر پیش نہ آئے کہ جس سے افطار مباح ہو جائے اور یہاں ایسا پیش آگیا لہذا کفارہ نہیں۔ (شامی)

سوال :- روزہ توڑنے کے بعد اگر سفر کیا یا اپنے اختیار سے کوئی زخم لگایا یا چھت یا پہاڑ سے گرا کر اپنے کو ایسا زخمی کیا کہ اب روزہ کے قابل نہیں رہا تو کیا حکم ہے۔

جواب :- کفارہ لازم آئے گا کیونکہ یہ منجانب اللہ عذر نہیں بلکہ خود اس کے اختیار سے پیدا کردہ ہے لہذا کفارہ لازم ہوگا۔ (مراقی الفلاح)

سوال :- اگر روزہ توڑنے کے بعد بادشاہ نے اس کو سفر پر مجبور کیا تو کیا حکم ہے؟

جواب :- کفارہ لازم ہوگا کیونکہ یہ عذر صاحب حق یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف سے پیدا نہیں ہوا۔ (مراقی طحاوی)

سوال :- اول اگر کسی مرد کو جبر و اکراہ کے ساتھ جماع میں مشغول کیا پھر اثناء صحبت میں وہ بخوشی جماع میں مشغول رہا تو کیا حکم ہے؟

جواب :- کفارہ لازم نہیں کیونکہ روزہ تو بجا لیتا اکراہ اول ہی ٹوٹ چکا تھا۔ (مراقی الفلاح)

سوال :- جبر و اکراہ کسے کہتے ہیں؟

جواب :- کسی عضو کو قطع کرنے یا ضرب شدید یا قتل کی صحیح دھمکی دی جانے کو کہتے ہیں بشرطیکہ روزہ دار بھی یہ سمجھتا ہے کہ اگر اس کے موافق نہ کیا تو یہ نقصان پہنچا دیگا۔

سوال :- کیا کفارہ کے لیے شکم سیر ہو کر کھانا یا جماع کرنے میں انزال کا ہونا بھی شرط کفارہ ہے یا نہیں؟

جواب :- نہیں۔ صرف کھانے سے اور جماع کرنے میں اگرچہ انزال نہ ہو حشفہ چھپتے ہی کفارہ لازم آئے گا کیونکہ احکام جماع، غسل، فسادِ صوم، حد، کفارہ صوم وغیرہ یہ سب المقارناتین کے ساتھ متعلق ہیں شکم پری یا انزال۔ یہ زائد شے ہے اس کو عربی میں شبع کہتے ہیں کفارہ میں یہ ضروری نہیں۔ (درمختار۔ شامی۔ مراقی الفلاح)

سوال :- کھانے کی وہ کیا مقدار ہے کہ جس کے پیٹ میں پہنچنے سے کفارہ لازم آتا ہے۔

جواب :- باہر سے تل یا تل کی برابر کوئی چیز منہ میں رکھ کر بغیر چبانے لگ گیا تو کفارہ لازم

ہوگا مگر اسی مقدار کی دانستوں میں الجھی ہوئی شے کو نکال کر پھر نکلا تو روزہ فاسد ہو جاتے  
گا مگر اصح روایت کی بنا پر کفارہ نہیں بوجہ کراہت طبع۔ (عالمگیری)

سوال :- بغیر جہانے نکل جانے کی قید کیوں لگائی؟

جواب :- اس لیے کہ اتنی قلیل مقدار کی چیز کو اگر چھایا جاتے گا تو منہ میں فنا ہو کر رہ جاتے  
گی وہ حلق میں نہیں پہنچے گی اس لیے اس سے روزہ فاسد نہیں ہوگا۔ ہاں اگر مزاج حلق  
میں محسوس ہو تو روزہ فاسد ہو جاتے گا اور یہی اصل ہے ہر قلیل شے کے چبانے  
کے بارہ میں۔ (فتاویٰ عالمگیری)

سوال :- اگر باہر سے نہیں بلکہ دانستوں کے اندر سے کوئی چیز تل کی برابر نکلے اور اندر  
ہی اندر اس کو نکل گیا تو کیا حکم ہے؟

جواب :- اس سے روزہ فاسد نہیں ہوگا کیونکہ حکم قلیل میں ہے۔ منہ کے اندر کثیر  
شے سے روزہ فاسد ہوتا ہے اس کی مقدار چنے کے برابر یا اس سے زائد ہے پھر  
اس میں بھی قضا ہے کفارہ نہیں۔ (عالمگیری)

سوال :- کسی نے بوسہ لیا یا ساتھ لٹایا یا چھوا اور انزال نہ ہو اور روزہ نہیں کیا مگر یہ شخص  
اپنی جہالت سے یہ سمجھ بیٹھا کہ روزہ جاتا رہا پھر قصداً کھاپی لیا تو کیا حکم ہے؟  
جواب :- کفارہ لازم ہوگا مگر روزہ کے فاسد ہونے کا مفتی نے فتویٰ دے دیا  
تھا تو نہیں۔ (نور الایضاح)

سوال :- کسی کی غیبت کی پھر یہ سمجھ کر کہ روزہ جاتا رہا قصداً کھاپی لیا تو کیا حکم ہے؟  
جواب :- قضا اور کفارہ دونوں لازم۔ (عالمگیری)

سوال :- بھول کر کھایا یا پیاجامع کیا اور معلوم بھی تھا کہ ان صورتوں میں روزہ نہیں جاتا پھر  
قصداً کھاپی لیا تو کیا حکم ہے؟

جواب :- اگرچہ معلوم تھا پھر بھی کفارہ نہیں کیونکہ افطار کے لیے گمان کا جائز محل ہے  
کہ یہ حقیقت میں مفطر یعنی روزہ شکن چیزیں ہیں پس شبہ کی وجہ سے کفارہ نہیں۔  
(شامی)

سوال :- اگر قے ہوتی یا نہایا اور گمان ہوا کہ روزہ ٹوٹ گیا پھر قصداً کھاپی لیا تو کیا حکم ہے؟

جواب :- قضا اور کفارہ دونوں لازم ہیں ہاں اگر کسی مفتی کے فتویٰ پر افطار کیا تو کفارہ نہیں کیونکہ عامی پر تقلید مفتی لازم ہے۔ (فتاویٰ بزازیہ)

سوال :- اگر احتلام ہوا اور معلوم ہے کہ اس سے روزہ نہیں جاتا مگر باجوہ اس جاننے کے پھر قصداً کھاپی لیا تو کیا حکم ہے؟

جواب :- کفارہ لازم ہے اگر حکم جانتا ہے ورنہ نہیں۔ (عالمگیری)

سوال :- حجامت یعنی پھینے لگوانے یا سرمہ لگایا یا تیل لگایا پھر ان باتوں میں سے کچھ کر کے روزہ ٹوٹ گیا قصداً کھاپی لیا تو کیا حکم ہے؟

جواب :- قضا و کفارہ لازم ہے اگرچہ اس نے حدیث سن لی ہو مگر وہ کیا جانے کہ حدیث منسوخ ہے یا مؤول۔ عوام کا یہ کام نہیں کہ حدیث سے دلیل لائیں ہاں اس غریب جاہل کو کسی مفتی نے فتویٰ دے دیا اور افطار کر لیا تو کفارہ نہیں کیونکہ عوام کا کام تو علماء سے دریافت کر کے فتویٰ پر عمل کرنا ہے۔ (فتاویٰ بزازیہ)

سوال :- پتوں کے کھانے سے کفارہ لازم آتا ہے یا نہیں؟

جواب :- اگر وہ پتے کھاتے جاتے ہیں تو قضا اور کفارہ لازم ہے ورنہ نہیں یہی تمام نباتات کا حکم ہے۔ (عالمگیری)

سوال :- اگر مسواک کرنے پر گمان ہوا کہ روزہ فاسد ہو گیا پھر قصداً کھاپی لیا تو کیا حکم ہے؟

جواب :- کفارہ لازم ہے۔ (عالمگیری)

سوال :- اگر دانہ گندم کو دانت سے کتر کر کھایا تو کیا کفارہ ہے؟

جواب :- جی ہاں کفارہ ہے کیونکہ اس طرح کھانے چکھنے پر عادت جاری ہے ہاں چبا کر کھانے کا تو منہ میں فنا ہو جائے گا اس صورت میں اگر حلق میں مزہ محسوس نہ ہوا تو نہ فساد ہے اور نہ کفارہ ورنہ قضا اور کفارہ دونوں لازم۔

(نور الایضاح۔ مراقی الفلاح طحاوی)

سوال :- جن صورتوں میں کفارہ نہیں کیا ان میں شرط ہے کہ ایک ہی بار ایسا فعل مرتد ہوا ہو؟

جواب :- جی ہاں یہ شرط ہے اگر بار بار اس گناہ کا اعادہ کیا تو کفارہ لازم ہوگا۔  
(در مختار)

بیان ان روزہ شکن چیزوں کا جن میں صرف قضا لازم آتی ہے

سوال :- صرف قضا لازم آئے اس کا  
بھی کوئی ضابطہ بیان فرمائیں؟

جواب :- اوپر کفارہ میں اس کا بیان آچکا ہے جس کا حاصل یہ ہے روزہ کے متافی امور میں سے صورتاً یا معنیً فقط کسی ایک امر کا موجود ہونا موجب قضا ہے۔ اس لیے کہ ایک کے وجود سے جرم میں نقصان رہتا ہے۔ کمال جرم نہیں بنتا لہذا اس سے کفارہ نہیں فقط قضا واجب ہوگی۔ اسی طرح اگر صورت اور معنی افطار دونوں باہم جمع ہی ہو جائیں مگر کسی عذر کے ساتھ افطار ہوایا افطار کے بعد سباح کرنے والا کوئی خدا کی جانب سے شرعی عذر بیماری وغیرہ پیش آجائے یا کوئی شبہ اور خطا کی بنا پر روزہ افطار کیا یا جبر و اکراہ سے توڑا یا وہ روزہ افطار کیا جس کی نیت زوال سے قبل دن میں ہوتی تو ان سب صورتوں میں بھی قضا لازم ہوگی۔ کیونکہ جرم ہلکا ہو گیا۔ صورت و معنی افطار کی بحث اوپر کفارہ کے بیان میں گزری تفصیل وہاں ملاحظہ فرمائیں۔ (ہدایہ - طحاوی)

سوال :- روزہ دار عورت سو رہی تھی یا گل ہو گئی اسی حالت میں اس سے وطی کی گئی تو کیا حکم ہے؟

جواب :- اس پر کفارہ نہیں صرف قضا ہے۔ (نور الایضاح - مراقی الفلاح)

سوال :- اگر سوتے ہوئے پانی پیا تو کیا حکم ہے؟

جواب :- روزہ جاتا رہا قضا لازم۔ یہ مثل بھول کر پینے والے کے نہیں کیونکہ سونے والے کا ذبیحہ جاکر نہیں بھولنے والے کا ذبیحہ جائز ہے۔ (عالمگیری)

سوال :- بچہ روزہ رکھ کر توڑ دے تو کیا اس پر بھی کفارہ ہے۔

جواب :- نہیں۔ بلکہ اس پر تو قضا بھی لازم نہیں۔

سوال :- اگر قبل زوال روزہ کی نیت کر کے پھر قصداً روزہ توڑ دیا تو کیا حکم ہے؟

جواب :- صرف قضا لازم ہوگی کیونکہ کفارہ میں یہ شرط ہے کہ وہ رمضان کا وہ

روزہ توڑے کہ جس کی نیت رات سے ہی کی ہو۔ یہاں نیت دن میں ہوئی لہذا

توڑنے پر کفارہ نہیں صرف قضا ہے کیونکہ امام شافعی کے نزدیک اس نیت سے روزہ

ہی نہیں ہوتا تو شبہ ہو گیا عدم صیام کا اور شبہ سے کفارہ ساقط (مراقی الفلاح)

سوال :- اگر مجبوراً کسی نے روزہ توڑا کسی جابر کے جبر و اکراہ سے تو کیا حکم ہے؟

جواب :- صرف قضا ہے کفارہ نہیں۔ (عالمگیری)

سوال :- گلی کر رہا تھا کہ حلق میں بغیر قصد پانی چلا گیا تو کیا حکم ہے؟

جواب :- یہ پانی خطا سے گیا لہذا کفارہ نہیں صرف قضا لازم ہے بشرطیکہ روزہ پانی

کے اترنے کے وقت یاد تھا ورنہ قضا بھی نہیں روزہ باقی رہا۔ (عالمگیری۔ نور الایضاح)

سوال :- اول بھول کر روزہ دار نے کھانا کھالیا پھر قصداً کھالیا تو کفارہ لازم ہوگا یا

نہیں؟

جواب :- نہیں صرف قضا لازم ہوگی کیونکہ قیاساً فاسد ہو گیا لہذا شبہ ہو گیا۔

(فتاویٰ قاضی خاں)

سوال :- نیت کے بعد پھر سحری کھائی یا جماع کیا درآں حالیکہ طلوع فجر میں تنگ

تھا بعد میں ثابت ہوا واقع میں فجر ہو گئی تھی کفارہ ہے یا نہیں؟

جواب :- صرف قضا لازم ہوگی کفارہ نہیں کیونکہ رات اصل ہے تو بقائے

لیل کے شبہ پر کفارہ ساقط ہو گیا۔ (نور الایضاح۔ مراقی الفلاح)

سوال :- اگر رات کے گمان پر روزہ افطار کیا حالانکہ افطار کے بعد سورج کا کنارہ

دکھلائی دیا تو کفارہ ہے یا نہیں؟

جواب :- قضا ہے کفارہ نہیں کیونکہ رات کے ظن پر افطار ہوا۔

(مراقی الفلاح - نور الایضاح - طحاوی)

سوال :- اگر مرد یا کسی جانور کے ساتھ جماع کیا یا حلق لگایا یا ران یا پیٹ میں جماع کیا یا بوسہ لیا یا چھوا اور ان سب صورتوں میں انزال ہو گیا تو کفارہ لازم ہوگا؟

جواب :- نہیں صرف قضا لازم ہوگی۔ (نور الایضاح - مراقی الفلاح - طحاوی)

سوال :- اگر بیہوش یا بوسہ لیا اور مذی خارج ہو گئی تو بھی کفارہ لازم ہوگا یا نہیں؟

جواب :- نہیں بلکہ قضا بھی نہیں اور روزہ قائم ہے (طحاوی) مگر بعض صورتوں میں مکروہ

ہے تفصیل آئندہ صفحات میں آئے گی۔

سوال :- عورت کو دیکھ کر انزال ہو گیا یہ سمجھا کہ روزہ جاتا رہا قصداً کھالیا تو کیا حکم ہے؟

جواب :- قضا لازم ہوگی کفارہ نہیں ہاں مسئلہ معلوم تھا کہ روزہ نہیں گیا پھر قصداً کھالیا تو کفارہ لازم ہے (عالمگیری)

سوال :- اوپر یہ تو معلوم ہو گیا کہ حلق میں

انزال ہو گیا تو روزہ قضا ہے۔ براہ کرم

حلق لگانے والے پر لعنت ہے

ضمناً نفس حلق کے بارے میں بھی کچھ فرمائیں کہ یہ فعل کیا ہے؟

جواب :- مکروہ تحریمی ہے اس فعل کے کرنے والے پر خدا کی لعنت ہے آنحضرت

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (نَاكِحُ الْيَدِ مَلْعُونٌ) (عناہ - در مختار - فتح القدر)

سوال :- اگر کسی نے کنکر پتھر چباتے تو کفارہ ہے یا نہیں؟

جواب :- نہیں۔ قضا ہے کیونکہ صورتہ فطر ہے معنی فطر نہیں۔ (ہدایہ)

سوال :- احتلام ہوا اس نے خیال کیا کہ روزہ ٹوٹ گیا پھر قصداً کھالیا تو کیا حکم ہے؟

جواب :- قضا لازم ہوگی کفارہ نہیں ہاں مسئلہ معلوم تھا کہ احتلام سے روزہ نہیں

جاتا پھر قصداً کھالیا تو کفارہ لازم ہوگا (عالمگیری)

سوال :- زوال سے پہلے مسافر گھر گیا یا مجنون کو افاقہ ہو گیا اور کھانے کے لیے گھر

میں کچھ موجود نہیں پایا روزہ کی نیت کر لی۔ پھر قصداً عورت سے جماع کیا تو کیا حکم ہے؟  
جواب :- قضا لازم ہے کفارہ نہیں۔ کیونکہ کفارہ کے لیے شرط ہے کہ نیت رات میں ہو۔

(عالمگیری)

سوال :- حقنہ کیا یا ناک میں دوا چڑھائی یا کان میں تیل ڈالا یا خود تیل پہونچ گیا تو کیا  
کفارہ لازم ہوگا؟

جواب :- کفارہ نہیں۔ قضا لازم ہوگی۔ (لَوْ جُودٍ مَعْنَى الْفِطْرِ - افطار کے معنی پائے  
جانے کی وجہ سے) - (مراقی - ہدایہ - عالمگیری)

سوال :- اگر کسی نے مکھی کھاتی یا دھاگہ رنگین منہ میں لے کر بٹا مٹھوک ایسا رنگین ہوا کہ  
رنگ ہو گیا اس کو نکل گیا اس وقت روزہ یا دوسرے یا جہاتی میں منہ کھلا پانی اوپر پر پائے  
سے گر کر حلق میں اتر گیا۔ بغیر اس کے عمل کے یا برف کی ٹولی منہ میں سے پھسل کر حلق میں  
اتر گئی یا آنسو بہہ کر بہت سے منہ میں چلے گئے جس سے تمام منہ نمکین ہو گیا پھر ان  
آنسوؤں کو نکل گیا اسی طرح چہرہ کا پسینہ منہ میں داخل ہو گیا یا عورت نے اپنی شرمگاہ  
میں پانی یا دوا کے قطرے ڈالے یا پیٹ یا دماغ کے زخم میں دوا ڈالی جو پیٹ یا دماغ  
تک پہونچ گئی یا گیلی انگلی پانی یا تیل کی پاخانہ کے مقام یا عورت نے اپنے مقام مخصوص  
میں داخل کی جس سے تری اندر پہونچی ان سب صورتوں میں اگر روزہ فاسد ہوا تو  
قضا ہے یا کفارہ بھی لازم آئے گا؟

جواب :- ان سب صورتوں میں کفارہ نہیں۔ روزہ فاسد ہو جائے گا صرف قضا  
لازم ہوگی بشرطیکہ اس وقت روزہ کو بھولے ہوئے نہ ہو بلکہ روزہ یاد بھی ہو۔ (عالمگیری)

سوال :- اگر پاخانہ کا مقام باہر آ گیا یعنی کایج نکل آئی استنجا کا پانی خوب خشک نہیں  
کیا کہ کھڑا ہو گیا پانی اندر چلا گیا تو کیا حکم ہے؟

جواب :- روزہ فاسد ہوگا قضا لازم ہے۔ کفارہ نہیں۔ (عالمگیری)

سوال :- اگر استنجا کرتے وقت پانی مقام حقنہ تک پہونچ گیا تو کیا حکم ہے؟  
جواب :- روزہ فاسد ہو جاتے گا قضا لازم ہے اسی لیے احتیاط لازم ہے کہ

روزہ دار استنجے کے وقت سانس نہ کھینچے۔ (عالمگیری)

سوال :- اگر ڈوری میں باندھ کر گوشت وغیرہ کا ٹکڑا نکل گیا اور ڈوری ہاتھ میں ہے تو کیا حکم ہے؟

جواب :- اگر فوراً نہیں نکالا کچھ دیر بعد نکالا تو روزہ فاسد ہو جائے گا صرف قضا لازم ہے۔ (عالمگیری)

سوال :- اگر لکڑی کا پورا ٹکڑا نکل گیا یا کنکر گٹھلی کا غزبکل گیا تو کیا حکم ہے؟

جواب :- قضا لازم ہے کفارہ نہیں۔ (عالمگیری)

سوال :- عورت کے لیے آج کی تاریخ حیض آنے کے لیے معین تھی اس لیے عورت

نے قصداً روزہ توڑ دیا حیض نہ آیا یا آج باری کا دن تھا یہ سمجھ کر کہ آج بخار آئے گا

قصداً روزہ توڑ دیا مگر بخار نہ آیا۔ یوں ہی یقین تھا کہ آج دشمن سے لڑائی ہوگی۔

قصداً روزہ توڑ دیا مگر لڑائی نہ ہوئی تو اس روزہ توڑنے پر کیا کفارہ لازم آئے گا؟

جواب :- صرف قضا ہے کفارہ لازم نہیں۔ (طحاوی)

سوال :- اگر دھواں پیٹ یا دماغ میں قصداً پہنچایا تو کیا حکم ہے؟

جواب :- روزہ فاسد ہو گیا قضا لازم ہے اور دھواں اگر عنبر اور عود وغیرہ کا ہے

تو بعید نہیں کہ کفارہ بھی لازم آئے نفع کے سبب۔ (مراتی۔ نور الایضاح ص ۳۲)

سوال :- اگر قے ہوتی تو روزہ فاسد ہوگا یا نہیں؟

قے کا حکم | جواب :- نہیں مگر ہاں خود قے کرے تو اس کا روزہ ٹوٹ گیا۔

سوال :- یہ کیوں؟

جواب :- اس لیے کہ حدیث میں ہے کہ (مَنْ ذَرَعَهُ الْقَيْءُ وَهُوَ صَائِمٌ فَلَيْسَ

عَلَيْهِ قَضَاءٌ وَمِنْ اسْتِقَاءِ عَمَدٍ اَفْلِيْقُضُ) یعنی جس کو قے ہوئی اور وہ روزہ دار

ہے تو اس پر قضا نہیں اور جس نے قصداً قے کی اس پر قضا ہے۔

(فتاویٰ قاضی خاں۔ فتح القدر)

سوال :- قے میں کفارہ کیوں نہیں؟



جواب :- اس لیے کہ حدیث میں قضا کا ذکر ہے کفارہ کا نہیں۔ قیاس تو یہ چاہتا تھا کہ قضا بھی لازم نہ آئے کیونکہ روزہ میں فساد اُس چیز سے آتا ہے جو اندر جائے نہ کہ اس چیز سے جو خارج ہو۔ مگر نص آگئی قضا کے حق میں لہذا ہم نے فسادِ صوم قضا کے حق میں مان لیا۔ کفارہ کے حق میں نہیں۔ یہاں اصل قیاس عدم فساد کا قائم ہے۔ لہذا کفارہ نہیں۔ (ہدایہ - فتاویٰ قاضی خاں)

سوال :- اگر قصداً قے تو کی مگر منہ بھر کر نہیں ہوئی کیا حکم ہے؟

جواب :- امام محمدؒ کے نزدیک قضا ہے مگر امام ابو یوسف کے نزدیک قضا نہیں یہی قول مختار اور صحیح ہے۔ (در مختار - فتح القدیر)

سوال :- یہ اختلاف کیوں ہے؟

جواب :- امام محمدؒ کے نزدیک اگر قے قصداً کی تو بہر حال قضا لازم منہ بھر کر ہو یا اُس سے کم کیونکہ حدیث میں کوئی قید نہیں مطلق ہے۔ لیکن امام ابو یوسفؒ کے نزدیک جب تک کہ منہ بھر کر قے نہ آئے روزہ فاسد نہیں ہوگا۔ رہی حدیث بیشک وہ قے کے بارہ میں ضرور ہے مگر قے وہی ہے جو اندر سے باہر خارج ہو اور حکم خارج میں وہ قے ہے جو منہ بھر کر ہو جس کے روکنے پر قدرت نہ ہو۔ لہذا قے ہی وہ ہے جو منہ بھر کر ہو قلیل مقدار میں کچھ پانی یا ڈکار میں کچھ کھانے کے ذرات منہ میں آگئے تو اس کو قے نہیں کہتے نہ اُس سے وضو ٹوٹے گا نہ روزہ جائے گا یہی قول مختار ہے۔ (ہدایہ - شامی - فتح القدیر)

سوال :- اگر قصداً قے کی اور لوٹ کر کچھ اندر چلی گئی تو کیا حکم ہے؟

جواب :- اگر منہ بھر کر ہے تو لوٹنے کا کوئی سوال ہی نہیں قے کرتے ہی بالاجماع روزہ ٹوٹ گیا خواہ اندر جائے یا نہ جائے خواہ لوٹائے یا خود لوٹے روزہ بہر حال جاتا رہا۔ (فتح القدیر)

سوال :- تھوڑی قے ہوئی منہ بھر کر نہیں مگر خود لوٹائی اُس قلیل قے کو جو قصداً کی تھی تو کیا حکم ہے؟

جواب :- امام محمدؒ کے نزدیک روزہ فاسد ہو گیا اور امام ابو یوسفؒ کے نزدیک روزہ فاسد نہیں ہوا یہی اصح قول ہے۔ (دورِ مختار)

سوال :- یہ اختلاف کیوں ہے ؟

جواب :- امام محمدؒ کے نزدیک تو قصداً قے کرنے ہی سے اگرچہ قلیل ہو روزہ ٹوٹ گیا بوجہ نص کے۔ تو اندر جانے کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔ امام ابو یوسفؒ کے نزدیک باہر سے اندر جانے کا سوال جب پیدا ہوتا جبکہ قلیل حکم خارج میں ہوتا مگر امام ابو یوسفؒ کے نزدیک یہ حکم خارج ہی میں نہیں تاکہ خارجی چیز کا اندر جانا مستحق ہوتا لہذا ان کے نزدیک بھی روزہ نہیں ٹوٹا اور ان سے دوسری روایت کی بنا پر روزہ ٹوٹ گیا۔ یہ قول امام محمدؒ کے موافق ہو امام زفر بھی ساتھ ہیں۔ (فتاویٰ قاضی خاں - فتح القدر)

سوال :- جو قے خود بخود آئے اس کا کچھ حصہ اندر چلا جائے تو کیا حکم ہے ؟

جواب :- منہ بھرتے کو اگر قصداً لوٹایا ہے تو بالاجماع روزہ فاسد ہوگا۔ اور قصداً نہیں خود بخود کچھ حصہ ٹوٹ کر چلا گیا تو امام ابو یوسفؒ کے نزدیک روزہ فاسد ہو گیا امام محمدؒ کے نزدیک نہیں۔

سوال :- یہ کیوں ؟

جواب :- اس کے سمجھنے کے لیے پہلے یہ سمجھ لو کہ امام محمدؒ کے نزدیک روزہ کا فاسد ہونا صائم یعنی روزہ دار کے فعل پر موقوف ہے اور امام ابو یوسفؒ کے نزدیک فساد کا تعلق اس چیز کے داخل ہونے پر ہے جو خارج سے جاتے تو منہ بھر کر قے حکم خارج میں بھی ہے اور قصداً لوٹانے میں روزہ دار کا فعل بھی پایا گیا تو بالاجماع روزہ فاسد ہو گیا۔ قضا لازم آئے گی اور منہ بھر کر قے تو ہے مگر قصداً نہیں لوٹائی خود چلی گئی تو عمل صائم نہ ہونے کے سبب امام محمدؒ کے نزدیک روزہ فاسد نہیں ہوا اور امام ابو یوسفؒ کے نزدیک روزہ ٹوٹ گیا کیونکہ منہ بھر کر قے حکم خارج میں ہے گویا خارج سے لوٹنا پایا گیا روزہ فاسد ہو گیا۔ (ہدایہ - فتح القدر)

سوال :- اچھا جو قے خود بخود آئے اور منہ بھر سے کم ہو اس میں سے اگر کچھ حصہ اندر

چلا گیا تو کیا حکم ہے؟  
 جواب :- اگر بغیر قصد خود لوٹ گئی تو بالاتفاق روزہ فاسد نہیں ہوا اور قصداً لوٹایا  
 تو امام محمدؒ کے نزدیک فاسد ہو گیا اور امام ابو یوسفؒ کے نزدیک روزہ فاسد نہیں ہوا  
 اور یہی قول مختار ہے۔ (فتح القدر)

سوال :- اس کی کیا وجہ؟

جواب :- چونکہ یہ تے منہ بھر کر نہیں تو حکم خارج میں نہیں تو اگر خود لوٹی تو امام ابو یوسفؒ  
 کے نزدیک خارج سے اندر جانا نہیں پایا گیا لہذا روزہ فاسد نہیں ہوا۔ اور امام  
 محمدؒ کے نزدیک خود اندر تے اتر جانے میں روزہ وار کا فعل اور قصد نہیں پایا گیا تو  
 ان کے نزدیک بھی روزہ فاسد نہیں ہوا۔ تو بالاتفاق عدم فساد کی صورت ہوئی اگر  
 قصداً لوٹایا تو فعل اور عمل صائم کی وجہ سے امام محمدؒ کے نزدیک تو روزہ فاسد ہوا مگر  
 قلیل مقدار ہے اس لیے امام ابو یوسفؒ کے نزدیک روزہ نہیں ٹوٹا کیونکہ حکم خارج  
 میں نہیں۔ (فتح القدر)

سوال :- جماع بچہ سے یا میت سے یا جانور یا ران میں کیا یا چھوٹا یا بوسہ لیا اور  
 انزال ہو گیا تو کیا حکم ہے؟

جواب :- قضا واجب ہے کفارہ نہیں۔ (تنویر الابصار۔ ہدایہ)

سوال :- اگر دو عورتوں نے آپس میں فعل بد کیا یعنی جماع کیا اور انزال ہو گیا تو کیا  
 حکم ہے؟

جواب :- صرف قضا لازم ہوگی۔ (شامی۔ عالمگیری)

سوال :- کسی نے بھول کر جماع کیا جب یاد آیا تو فوراً علیحدہ نہیں ہوا بلکہ رکا رہا تو  
 کیا حکم ہے؟

جواب :- روزہ فاسد ہو گیا کیونکہ رکا رہنا اب جماع شروع کرنے کے حکم میں ہے  
 مگر ابتدا بھول کر ہوئی اس لیے کفارہ نہیں۔ بعض کہتے ہیں کہ حرکت کرے گا تو کفارہ  
 بھی لازم ہوگا۔ (فتاویٰ قاضی خان)

سوال :- اگر کسی نے انار کا دانہ یا چھالیہ روزہ دار پر پاری وہ حلق میں اتر گئی تو کیا روزہ فاسد ہو جائے گا؟

جواب :- جی ہاں فاسد ہو جائے گا قضا لازم ہے۔ (عالمگیری)

## بیان ان چیزوں کا جن سے روزہ نہیں ٹوٹتا

سوال :- روزہ دار نے بھول کر کھانا کھالیا یا پانی پی لیا یا جماع کیا تو کیا روزہ ٹوٹ گیا؟

جواب :- روزہ نہیں ٹوٹتا وہ اللہ کی طرف سے رزق ہے جو اس کو ملا۔ بھول کر کھانے

پینے سے روزہ نہیں جاتا بھول معاف ہے۔ حدیث شریف میں ہے (فِيَانَمَا

أَطَعَمَهُ اللَّهُ وَسَقَاهُ) کہ اللہ نے اس کو کھلایا پلایا۔ (مشکوٰۃ۔ مرقی الفلاح۔ نور الایضاح)

سوال :- اگر بھول کر کھا رہا ہو تو کیا دیکھنے والے پر اس کو آگاہ کرنا لازمی ہے؟

جواب :- اگر جانتا ہے کہ روزہ دار میں قوت ہے تو آگاہ کرنا لازمی ہے نہ بتلاتے

گا تو مکروہ ہے اور اگر قوت نہیں ہے تو خیر گنجائش ہے۔ (عالمگیری)

سوال :- اگر کسی نے بتلایا مگر اُس نے ایک نہ سنی اور برابر کھاتے چلا گیا تو کیا حکم ہے؟

جواب :- اگر واقع میں اُس نے نہیں سنا تو اُس پر کچھ نہیں اور اگر سنا پھر بھی کھانا

ترک نہیں کیا تو قضا لازم ہوگی اس لیے کہ خبر واحد بھی دینی امور میں حجت ہے ہاں کفارہ

لازم نہیں کیونکہ ابتدا بھول کر کھانے پر ہو گئی تھی۔ (نور الایضاح۔ طحاوی)

سوال :- عورت کے دیکھنے سے یا تصور سے انزال ہو گیا تو کیا حکم ہے؟

جواب :- روزہ نہیں ٹوٹتا۔ لَآئِنَّهُ لَمَنْ يُّوجَدُ مِنْهُ صُورَةُ الْجَمَاعِ وَلَا مَعْنَاهُ

(مرقی الفلاح)

سوال :- کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بحالتِ روزہ سُرمہ لگایا؟

جواب :- جی ہاں لگایا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ إِنَّهُ صَلَّى

اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَكْتَلَّ وَهُوَ صَائِمٌ۔ (طحاوی)

سوال :- پھول یا شک عبیر یا عطر سونگھنے سے کیا روزہ ٹوٹتا ہے؟

جواب :- نہیں۔ ہاں جو ہر وار مثل اگر بتی کے دھوئیں کے اگر سونگھے گا تو روزہ فاسد ہو جاتے گا اور اگر بغیر اس کے قصد اور فعل کے بلا اختیار و صواہل حلق میں داخل ہو گیا

تو روزہ فاسد نہیں ہوگا۔ (نور الایضاح۔ مراقی الفلاح)

سوال :- اگر خشک انگلی قبل و بر میں کی تو کیا حکم ہے؟

جواب :- روزہ نہیں گیا۔ (مراقی الفلاح)

سوال :- اگر غیبت کی تو روزہ گیا یا نہیں؟

جواب :- روزہ تو نہیں گیا مگر ثواب چلا گیا کیونکہ غیبت مردہ بھالی کے گوشت کھانے کے برابر ہے قرآن پاک میں ہے۔ (اَنْ يَأْكُلَ لَحْمَ اَخِيهِ) پ ۲۶ رکوع ۱۲۔

(طحطاوی)

سوال :- اگر کان میں بار بار تنکا داخل کر کے میل نکالا تو کیا روزہ جاتا رہا۔

جواب :- نہیں گیا۔ (يَعْدُو وَ حُؤُلٍ اِلَى الدَّمَاعِ) (نور الایضاح۔ مراقی الفلاح)

سوال :- سر سے ناک کی طرف رطوبت اتری وہ ناک کے ذریعہ کھینچ کر اندر ہی سے اس

رطوبت اور بغم کو نکل گیا تو کیا حکم ہے؟

جواب :- روزہ نہیں ٹوٹا۔ لیکن اہم شئی کے قول پر روزہ ٹوٹ گیا۔ لہذا منہ

کے ذریعہ نکال کر تھوک دے تاکہ بالاتفاق روزہ صحیح ہو جائے۔

(مراقی الفلاح۔ نور الایضاح)

سوال :- اگر کلی کے بعد منہ میں تری رہ گئی اس کو نکل گیا تو کیا حکم ہے؟

جواب :- روزہ نہیں ٹوٹا۔ ایسی چیزوں سے بچنا ناممکن ہے۔ (فتاویٰ بزازیہ)

سوال :- ہونٹ تھوک سے تر ہو گئے اس کو پی گیا یا منہ سے لعاب کا تار بندھ کر نکلا

ابھی تار منقطع نہیں ہوا تھا کہ کھینچ کر واپس نکل گیا تو روزہ ٹوٹا یا نہیں؟

جواب :- نہیں ٹوٹا کیونکہ ابھی خروج پورا نہیں ہوا تھا۔ (عالمگیری)

سوال :- اگر ہڑ کو چوسا تو کیا حکم ہے؟

جواب :- اگر اجزا اس کے اندر نہیں گئے تو روزہ نہیں گیا۔ (عالمگیری)

سوال :- غبار وغیرہ اگرچہ ڈائیوں کا ہومنہ میں چلا گیا تو کیا حکم ہے؟

جواب :- روزہ فاسد نہیں ہوا۔ (عالمگیری)

سوال :- اگر احتلام ہو گیا تو کیا روزہ جاتا رہا یا نہیں؟

جواب :- روزہ نہیں گیا۔ لِأَنَّهُ لَمْ تَوْجَدْ صُورَةَ الْجَمَاعِ وَلَا مَعْنَاهُ۔

(ہدایہ)

سوال :- اگر بدن یا بالوں میں تیل لگایا تو روزہ کیا یا نہیں؟

جواب :- روزہ نہیں گیا لِإِعْدَمِ الْمُنَافِي (ہدایہ)

سوال :- اگر بوسہ لیا یا چھوٹا اور انزال نہ ہوا تو کیا حکم ہے؟

جواب :- روزہ نہیں ٹوٹا۔ لِإِعْدَمِ الْمُنَافِي صُورَةً وَمَعْنَى۔ (ہدایہ)

سوال :- اگر گوشت کا ریشہ یا چھالیہ یا پان یا روٹی کا ٹکڑا دانتوں میں سے نکل کر

اندھ چلا گیا تو کیا حکم ہے؟

جواب :- روزہ فاسد نہیں ہوتا اگر قلیل مقدار میں ہے کیونکہ کچھ نہ کچھ دانتوں میں عادتاً

کھانے کے اجزاء باقی رہ ہی جاتے ہیں۔ اس سے بچنا ناممکن ہے اس لیے معاف

ہے بمقابلہ کثیر کے کہ اس کا دانتوں میں رہنا ناممکن اس لیے وہ معاف نہیں اس کو

نیکلا تو اس سے روزہ فاسد ہو جائے گا۔ کم اور زیادہ کی حد چنے کی مقدار ہے کہ

یہ کثیر ہے اور اس سے کم قلیل۔ (حیات الصالحین)

سوال :- اگر دانتوں سے خون نیکلا روزہ میں نیکل گیا تو کیا حکم ہے؟

جواب :- اگر حلق میں خون کا مزا محسوس نہیں ہوا تو روزہ نہیں ٹوٹا اور اگر مزا محسوس

ہوا تو ٹوٹ گیا۔

سوال :- اگر کھانے کے بعد کچھ اس کا اثر باقی رہ گیا اس کو نیکل گیا تو کیا حکم ہے؟

جواب :- اگر وہ قلیل ہے اس کو نیکل لیا تو روزہ نہیں گیا اور اگر کثیر ہے تو روزہ گیا

صاحب فتح القدر کی تحقیق یہ ہے کہ اگر حلق میں مزا محسوس ہوا تو کثیر ہے تو روزہ

ٹوٹ جائے گا ورنہ نہیں۔

## مکروہاتِ روزہ

سوال :- کیا چکینے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے ؟  
جواب :- اگر مزا چکھ کر تھوک دیا ہے اندر کچھ نہیں گیا تو روزہ نہیں گیا۔ لِعَدَمِ الْفُطْرِ  
حُزْرَةً وَمَعْنَى - (ہدایہ)

سوال :- یہ تو معلوم ہو گیا کہ روزہ نہیں ٹوٹا مگر چکینا روزہ کی حالت میں کیسا ہے ؟  
جواب :- مکروہ ہے۔ (لِمَا فِيهِ مِنْ تَعْدِيلِ يَضِ الصَّوْمِ عَلَى الْفَسَادِ) (ہدایہ)

سوال :- اگر عورت چبا کر اپنے بچہ کو کھانا کھلا دے تو کیسا ہے ؟  
جواب :- اگر اس کے سوا کوئی چارہ کار نہیں ہے جب تو مکروہ نہیں ہے ورنہ مکروہ  
ہے۔ بلا وجہ خطرہ مول لینا ہے۔ (ہدایہ)

سوال :- گوند وغیرہ چیزوں کے چبانے کا کیا حکم ہے ؟  
جواب :- اگر بھر بھری چیز ہے کہ اس سے جدا ہو کر کچھ اجزا ریٹ میں پہنچ جائیں  
تو روزہ گیا اور اگر چکنی چیز ہے تو چبانا مکروہ ہے۔ (ہدایہ)

سوال :- عورت کا شوہر بدخلق ہے اس کی وجہ سے سالن میں نمک وغیرہ چکینا کیسا ہے ؟  
جواب :- مکروہ نہیں ہے ہاں مطلقاً بدخلق نہیں ہے یا خاص کھانے پینے کے معاملہ  
میں بدخلق نہیں ہے تو پھر چکینا مکروہ ہے۔ (مراقی الفلاح - طحطاوی)

سوال :- اپنی عورت کا بوسہ لینا یا مباشرت کی یاران وغیرہ میں جماع کیا تو کیا حکم ہے ؟  
جواب :- اگر انزال کا اندیشہ ہے تو مکروہ ہے ورنہ نہیں ہے۔ ہاں ہونٹوں کا بوسہ  
یعنی لبوں کو چوسنا علی الاطلاق مکروہ ہے۔ اسی طرح بلا خوف مباشرتِ فاحشہ یعنی تنگے  
ہو کر معانقہ کرنا یا ملنا جبکہ شرم گاہیں بھی ملی ہوئی ہوں مکروہ ہے۔

(نور الایضاح - مراقی الفلاح - طحطاوی)

سوال :- جبکہ بوسہ وغیرہ مفطر نہیں ہے تو پھر مکروہ کیوں ہے ؟  
جواب :- بوسہ وغیرہ فی حدِّ ذاتہ مفطر نہیں اس لیے حالت امن میں اس

کی ذات کا اعتبار کیا اور غیر مامون حالت میں انجام کا اعتبار کر کے مکروہ کا حکم دیا گیا۔  
(اشعة اللمعات)

سوال :- سنا ہے ڈاڑھی اور مونچھ وغیرہ میں تیل لگانا مکروہ ہے؟  
جواب :- مکروہ نہیں ہاں اگر ڈاڑھی کو ایک مشت سے زیادہ کرنے کی نیت سے تیل لگاتے گا تو مکروہ ہے سو یہ بدوں روزہ کے بھی مکروہ ہے۔

سوال :- کیا ایک مشت ڈاڑھی رکھنا ضروری ہے؟  
جواب :- جی ہاں ایک مشت ڈاڑھی رکھنا ضروری

ہے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ثابت ہے۔ رَقِيبُ بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا  
مَا فَضَّلَ عَنِ الْقُبُضَةِ کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے پکڑتے جو فاضل  
ہوتی اس کو لیتے۔ حضرت عبداللہ بن عمر سے مروی ہے جس کو ابو داؤد اور نسائی نے  
کتاب الصوم میں درج کیا ہے راوی کہتا ہے کہ دَرَايْتُ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ  
يَقْبِضُ عَلَى لِحْيَتِهِ فَيَقْطَعُ مَا زَادَ عَلَى الْكَفِّ یعنی حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ  
تعالیٰ عنہ سے اپنی ڈاڑھی کو پکڑتے جو کف دست سے زائد ہوتی اس کو قطع کر دیتے  
حالانکہ ان ہی عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حدیث بخاری و مسلم میں روایت  
ہے۔ (أَحْفَوُ الشَّوَارِبَ وَاعْفُو اللَّحَى) لبوں کو پست کراؤ اور ڈاڑھیوں کو بڑھاؤ۔

اس حدیث سے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ بالکل قطع نہ کراؤ بڑھانے چلے جاؤ جہاں تک  
بھی پہنچے حالانکہ اس قدر بڑھانے اور ڈاڑھی کو لمبی اور طول و طویل کرنے کا منشاء  
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی نہیں ورنہ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم طول اور عرض  
میں سے ڈاڑھی نہ ترشواتے۔ ترمذی میں ہے۔ (عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ إِنَّهُ كَانَ يَأْخُذُ مِنَ اللَّحْيَةِ مِنْ طُولِهَا وَعَمْرُضِهَا) آنحضرت صلی اللہ  
علیہ وسلم ڈاڑھی کو اس کے طول اور عرض سے لیا کرتے تھے پھر کٹتا لیتے تھے اس کی  
حد حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے عمل سے ظاہر کر دی حضرت  
ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی زائد از مشت کا قطع کرنا مروی ہے۔ جیسا کہ



فتح القدر میں ہے۔

سوال :- براہِ کرم یہ بھی بیان فرمادیں کہ ڈاڑھی کتروانے اور منڈانے کا کیا حکم ہے؟

ایک مشت سے ڈاڑھی کم کر نیچا حکم

جواب :- اشعة اللمعات میں حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

خواہ کتروائے یا منڈائے

کہ حلق کر دینا بھی حرام است کہ ڈاڑھی منڈانا حرام ہے پس واجب اور ضروری ہوا کہ ایک مشت تک ڈاڑھی بڑھائے یہ ہی مطلب ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ڈاڑھی بڑھانے کے حکم دینے کا کہ ایک مشت تک ڈاڑھی کترواؤ منڈواؤ نہیں جس کو صحابہ نے اپنے فعل سے خوب ظاہر کر دیا فتح القدر میں ہے کہ کسی نے بھی ڈاڑھی منڈانے اور کتروانے کو مباح نہیں رکھا یہ مجوس کا فعل اور طریقہ ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو پسند نہ تھا اس کی مخالفت کو فرمایا مسلم میں ہے۔ جَسْرًا وَ الشَّوَارِبَ وَ اعْفُوا لِلْحَى خَالِفُوا الْمَجُوسَ

سوال :- سُنا ہے زینت کی نیت سے سُرمہ اور تیل لگانا مکروہ ہے؟

جواب :- جی ہاں مکروہ ہے ایسا شخص عورتوں کا سا بناؤ و سنگار کرنے والا مشہور و معروف ہو جاتا ہے مردوں کے یہ لائق اور شایانِ شان نہیں یہ زینت ہے جس سے نفس میں اترانا اور فخر کرنا پیدا ہوتا ہے۔ یہ کمزوروں کا نشان ہے ہاں جو آدابِ دین سے مہذب ہیں وہ اظہارِ نعمت اور شکر کے لیے بالوں کو آراستہ اور ان کی پرکزی کو دور کرتے ہیں تاکہ مظہرِ جمالِ حق ہوں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ **رَأَتْهُ جَمِيلٌ وَ يَجِبُ الْجَمَالَ** ایسی سُرانہ و قار اور بلند ہمتی ہے کہ اس لیے آراستہ ہو کہ تجلیات اس پر وار ہوں یہ فرق زینت و جمال کا اصلاح باطن سے حاصل ہوتا ہے۔ (فتح القدر - عالمگیری)

سوال :- کیا مسواک کرنا اور بچھنے لگانا مکروہ ہے؟

جواب :- مکروہ نہیں۔ (تنویر روزِ مختار)

سوال :- کلی کرنا ناک میں پانی دینا ہنا گھیلا کپڑا کر کے بدن سے لپیٹنا کیا مکروہ ہے؟  
 جواب :- مکروہ نہیں ہے۔ ابو داؤد میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پیاس  
 یا گرمی کے سبب سر پر بجا لیا روزہ پانی ڈالا۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روزہ میں  
 گھیلا کپڑا کر کے بدن سے لپیٹتے تھے۔ پھر یہ چیزیں عبادت پر موعین ہیں۔ حضرت امام  
 ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ مکروہ فرماتے ہیں جبکہ اس سے عبادت میں تنگ ولی کا مظاہرہ ہو  
 (دور مختار۔ شامی)

سوال :- ایسا عمل کہ جس سے آخر میں ایسا ضعف پیدا ہو جائے کہ روزہ پورا کرنے سے  
 عاجز ہو جائے کیا ہے؟

جواب :- ایسا عمل جائز نہیں پس چاہیے کہ آدھے دن نان باقی روٹی پکائے اور نصف  
 پھلے دن میں آرام حاصل کرے۔ (دور مختار)

سوال :- دن میں سفر کیا تو ایسی حالت میں روزہ افطار کر سکتا ہے؟

جواب :- چونکہ شروع میں روزہ ثابت ہو چکا ہے لہذا اس کے اختیار کردہ عمل سے  
 جو سفر ہے روزہ ساقط کرنا اس کو لائق نہیں۔ (فتاویٰ قاضی خاں)

سوال :- اگر دن نکلنے سے پہلے ہی سفر شروع کر دیا پھر دن میں کسی شہر میں پہنچ  
 کر نیت اقامت کر کے روزہ توڑ دیا تو کیا حکم ہے؟

جواب :- یہ افطار کرنا مکروہ ہے کیونکہ آج کے دن سفر اور اقامت دونوں جمع  
 ہو گئے ہیں ترجیح اقامت کو ہے سفر کو ترجیح دینا مکروہ ہے۔ (فتاویٰ قاضی خاں)

سوال :- خرید و فروخت اور تجارت کے لیے گھی اور شہد کو چکھ کر لینا تاکہ اچھے برے  
 کی تمیز ہو جائے کیا ہے؟

جواب :- مکروہ ہے۔ بعض نے کہا ہے کہ کسی وجہ سے خریدنا ضروری ہو یا نقصان  
 کا اندیشہ ہو تو حرج نہیں مگر چکھنے کے یہ معنی نہیں ہیں کہ اس کو نگل بھی جائے بلکہ  
 زبان سے لگا کر مزہ چکھ کر شہد کو دینا مراد ہے۔ (عالمگیری)

سوال :- روزہ دار پانی میں نہانے کے لیے اُترا اور ریح چھوڑی تو کیا حکم ہے؟

جواب :- مکروہ ہے :- (عالمگیری)

سوال :- مضمضہ یعنی کلی۔ استنشاق یعنی ناک میں پانی چڑھانا اور استنجا میں مبالغہ کرنا کیسا ہے؟

جواب :- تینوں میں مبالغہ مکروہ ہے۔ (عالمگیری)

سوال :- شک کے دن روزہ رکھنا رمضان یا کسی اور واجب کی نیت سے کیسا ہے؟

جواب :- مکروہ ہے۔ (عالمگیری)

سوال :- بیوی کو شوہر کی اجازت سے بغیر اجازت شوہر نفل روزہ رکھنا کیا ہے؟

جواب :- عورت کو شوہر کی اجازت کے بغیر نفل روزہ رکھنا مکروہ ہے لیکن شوہر اگر روزہ سے ہے یا بیمار ہے یا احرام کی حالت میں ہے تو مکروہ نہیں۔ (عالمگیری)

سوال :- کیا نفل روزہ میں مزدور کو مستاجر (یعنی اجرت پر رکھنے والے) سے اجازت کی ضرورت ہوگی؟

جواب :- اگر کام میں فرق آئے تو اجازت کی ضرورت ہوگی ورنہ نہیں۔ (عالمگیری)

سوال :- کیا روزہ میں امر باطل بہتان۔ جھوٹ۔ غیبت۔ مکروہات سیئات لغو اور بیہودہ باتوں اور دیگر گناہوں سے بچنا چاہیے۔ یہ امور مکروہ ہیں؟

جواب :- یہ امور مکروہ ہیں بیشک۔ ان سے بچنا چاہیے حدیث شریف میں ہے۔

رَمَنْ لَمْ يَدَعْ قَوْلَ الزُّورِ وَالْعَمَلَ بِهِ فَلَيْسَ لِلَّهِ حَاجَةٌ أَنْ يَدَعَ طَعَامَهُ وَشَرَابَهُ۔ (بخاری) جو شخص دروغ جھوٹ اور اس پر عمل کرنا ترک نہ

کرے خدا کو اس کے کھانے پینے چھوڑنے کی کوئی حاجت نہیں۔ اس میں اشارہ

ہے کہ روزہ اس کا مقبول نہیں روزہ سے بھوکا پیاسا رہنا مقصود نہیں بلکہ شہوت

کو توڑنا اور نفس کی آتارگی کو دور کرنا ہے یہ حاصل نہ ہوا تو روزہ سے کچھ حاصل نہیں

سوائے بھوک اور پیاس کے اسی کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسری حدیث میں

ارشاد فرمایا (كَمْ مِنْ صَائِمٍ لَيْسَ لَهُ مِنْ صِيَامِهِ إِلَّا الظَّمَا وَكَمْ مِنْ قَائِمٍ

لَيْسَ لَهُ مِنْ قِيَامِهِ إِلَّا الشَّهْدُ) یعنی کتنے ہی روزہ دار ایسے ہیں کہ ان کو سوائے پاس کے کچھ حاصل نہیں اور بہت سے رات میں قیام کرنے والے ایسے ہیں کہ ان کے قیام سے ان کے لیے سوائے بیداری کے کچھ نہیں۔ پس روزہ دار کو چاہیے کہ روزہ میں شخصیت کے ساتھ جھوٹ غیبت اور دوسرے گناہوں سے اپنے کو بچائے تاکہ روزہ مقبول ہو۔ (اشعۃ اللمعات)

سوال :- کیا غیبت کے بارے میں بھی کوئی حدیث ہے ؟

جواب :- جی ہاں بہتی اور طہرانی میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا روزہ سپر ہے اس وقت تک کہ اس کو پھاڑا نہ ہو۔ عرض کیا گیا کہ کس سے پھاڑا جاتا ہے ارشاد فرمایا جھوٹ اور غیبت سے۔ امام شعرانی الانوار القدسیہ میں فرماتے ہیں کہ غیبت ایسی بلا اور مصیبت ہے کہ فقرا میں سے بھی بہت کم فقرا کو اس سے خلاصی حاصل ہے۔ ورنہ اکثر اپنے ہم عصروں کی تنقیص میں صراحتاً نہیں تو تعریفیں اور کنایہ کے ساتھ تو ضرور مشغول ہوتے ہیں۔ پس ان کی شان کے لائق ہے کہ اپنے ہم عصروں کے باب میں بھی زبان کو محفوظ رکھیں۔ غیبت اور جھوٹ وغیرہ سے روزہ اور دیگر اعمال نامقبول ہوتے ہیں۔ شرح شریعۃ الاسلام میں ہے کہ روزہ ڈھال ہے اس کا نفع اسی وقت پہنچے گا جب مضبوط ہو جتنا گناہوں سے بچاؤ گے اتنا ہی خلل اور نقصان سے محفوظ رہے کہ روزہ مضبوط ہوگا۔

## سُنن اور مستحباتِ روزہ

سوال :- روزہ میں سنتیں اور مستحبات کیا کیا ہیں ؟

جواب :- روزہ کی نیت رات میں کرنا نفس کی خواہشوں کو زیر اور مغلوب کرنے کی نیت کرنا لغو اور فحش باتوں سے بچنا زبان کو جھوٹ غیبت بُرائی کالی جھگڑے وغیرہ سے محفوظ رکھنا۔ ذکر اور تلاوت قرآن پاک یا سکوت اور مراقبہ میں مصروف رہنا۔ ہر مکروہ اور قابلِ شہوت شے کے دیکھنے سے نظر کو بچانا نظر ایک زہر آلود تیر ہے جو

نظر کو روکے گا۔ اللہ تعالیٰ اس کے قلب میں لذتِ حلاوتِ ایمانی عطا فرمائے گا کانون کو بری باتوں کے سننے سے روکنا کوئی جھگڑا کرے تو جھگڑا نہ کرنا اور اس سے یہ کہہ دینا کہ اِنِّیْ صَائِمٌ یعنی میں روزہ دار ہوں دوسری مرتبہ اِنِّیْ صَائِمٌ کہہ کر اپنے نفس کو بھی خطاب کر کے سمجھائے کہ جھگڑا کر کے روزہ کو خراب نہ کر۔ جن کاموں سے روزہ کے فساد کا اندیشہ ہو اس سے دُور رہنا مثلاً بچھنے و مباشرتِ فاحشہ وغیرہ۔ روزہ میں بار بار کلی اور ہاتے ہاتے کر کے عبادت میں تنگ دلی کا اظہار نہ کرنا۔  
(شرح شریعتہ الاسلام)

## روزہ کے اقسام بلحاظ خواص و عوام

سوال :- روزہ کی کتنی قسمیں ہیں؟

جواب :- مشائخ کرام نے فرمایا ہے کہ روزہ کی تین قسمیں ہیں۔ صومِ عوام۔ صومِ خواص۔ صومِ اخصِّ الخواص۔ (اشعۃ اللمعات)

سوال :- ہر ایک کی تعریف بیان فرمائیں۔

جواب :- (۱) صومِ عوام۔ کھانے پینے جماع سے روکنا ہے۔ اس میں تمام عالم کے لیے عمومی رحمت ہے۔ یہ اونے درجہ کا روزہ ہے۔

(۲) صومِ خواص روزہ کی حالت میں تمام اعضاء اور حواس کو بھی حرام اور مکروہ سے بچانا ہے بلکہ مباح امور میں منہمک ہونے سے بھی بچنا روزہ خواص ہے اگرچہ قنیوی امور میں غور و فکر کرنا مشغول ہونا مباح ہے مگر خواص کا روزہ اس سے بھی ٹوٹ جاتا ہے۔

ہاں جن کے کام اور تجارت وغیرہ مددگارِ آخرت ہوں وہ دنیا میں داخل نہیں پھر بھی ان لذات اور خواہشات سے حتی الامکان دُور رہے جو نفس کے قلع و معرکہ کرنے کے منافی ہوں پس یہ صومِ خواص ہے جو گناہوں سے ٹوٹ جاتا ہے۔ حدیث شریف میں ہے رَخْمَسٌ یُفْطِرُنَ الصَّائِمَ الْکَذِبُ وَالْغِیْبَةُ وَالنِّیْمَةُ وَالْیَمِیْنُ الْکَاذِبَةُ وَالنَّظَرُ بِشَهْوَةٍ یعنی پانچ چیزیں ہیں جن سے روزہ ٹوٹ جاتا

ہے جھوٹ غیبت چغلی جھوٹی قسم نظرِ شہوت یعنی خواص کے روزہ کا کمال جاتا رہتا ہے۔

(۳) صوم انحصار الخواص - وہ التفات اور تعلق و خیال ماسویٰ اللہ سے قلب کو روک کر ہر وقت شہو و حق میں مستغرق رہنا ہے۔ یہ کھانے سے بھی روزہ ہے گناہوں سے بھی روزہ ہے اور التفات ماسویٰ سے بھی روزہ ہے۔ صوم کے معنی اساک اور روکنے کے ہیں کلام سے روکنے کو بھی حضرت مریم نے لفظ صوم کے ساتھ تعبیر کیا۔ (انی نَذَرْتُ لِلرَّحْمٰنِ صَوْمًا) پس عوام کا روزہ مفطرات سے اساک ہے خواص کا روزہ منہیات سے اساک ہے۔۔۔ انحصار الخواص کا روزہ ماسویٰ اللہ کا اساک ہے یہ صوم انحصار الخواص سب سے اعلیٰ درجہ کا روزہ ہے اللہ تعالیٰ ہم سب کو عطا فرمائے آمین۔ یہ روزہ چونکہ غیر کی طرف توجہ اعتماد التفات سے ٹوٹ جاتا ہے تو لازم ہے کہ روزہ کا وقت نماز تلاوت قرآن پاک، مراقبہ، ذکر توجہ الی اللہ میں گزارے ایسے روزہ دار قل اللہ ثم ذرہم کے مصداق ہیں یہ انبیاء اولیاء کا روزہ ہے۔

(اشعة اللمعات - عین العلم - زرقانی ص ۹۶)

بہر حال روزہ میں اپنے ظاہر کو گناہ سے بچائے اور باطن کو خطرات سے اور متوجہ الی اللہ رہے۔

## بیان عوارضِ مہیجہ کا یعنی ان عذرات کا کہ جن کی وجہ سے روزہ نہ رکھنے کی اجازت ہے

سوال :- رمضان میں روزہ نہ رکھنا کیسا ہے ؟

جواب :- بغیر عذر نہ رکھنا گناہ ہے۔ (طحاوی)

سوال :- اس سے معلوم ہوا کہ کچھ عذرا ایسے بھی ہیں کہ جن کے سبب روزہ نہ رکھنے کی رخصت ہے براہِ کرم فرمائیں وہ کیا کیا عذرات ہیں ؟

جواب :- بیماری - سفر - حمل - بچہ کو دودھ پلانا - جبر و اکراہ - نقصانِ عقل - جہاد - بھوک - پیاس - بڑاپا - یہ سب وہ عذرات ہیں کہ جن کے سبب رمضان المبارک میں روزہ نہ رکھنے کی رخصت ہے - (سراقی الفلاح)

سوال :- بیماری کے متعلق فرمائیں کہ بیماری کن شرائط کے ساتھ عذر ہے؟  
**بیماری** | جواب :- اگر بیماری کی زیادتی اور بڑھنے کا خوف ہو یا بیماری سے دیر میں اچھے ہونے کا اندیشہ ہو مثلاً آنکھ دکھتی ہے یا دوسرے روزہ کی گرمی سے زیادتی کا اندیشہ ہے یا دیر میں اچھے ہونے کا خیال ہے تو روزہ نہ رکھنے کی اجازت ہے - (نور الایضاح - سراقی)

سوال :- کیا روزہ نہ رکھنا ضروری ہے؟

جواب :- اگر ہلاکت متحقق ہے تو واجب ہے ورنہ نہیں - (مخطاوی - عالمگیری)  
 سوال :- بیماری کی امتداد یعنی لمبی مدت پکڑنے یا زیادتی کا اندیشہ کس طرح معلوم ہو؟  
 جواب :- خود بیمار کے پاس تجربہ یا علامات ایسی ہوں کہ غلبہ ظن یعنی گمان غالب ہو جائے یا طبیبِ مسلم کہے کہ روزہ رکھو گے تو نقصان ہوگا تو روزہ نہ رکھنا جائز ہے - (عالمگیری)  
 سوال :- اگر ڈاکٹر یا طبیبِ مسلمان تو ہے مگر کھلا ہوا فاسق ہے تو اس کے کہنے پر روزہ نہ رکھنے کی اجازت ہے یا نہیں؟

جواب :- نہیں - بلکہ ایسا حکیم یا ڈاکٹر ہو کہ مسلمان بھی ہو اور اس کا فسق و فجور ظاہر نہ ہو یہ شرط ہے کہ کھلا ہوا فاسق نہ ہو - (عالمگیری)

سوال :- بیمار تو ایک شخص نہیں ہے صحیح اور تندرست ہے مگر یہ اندیشہ ہے کہ روزہ رکھے گا تو بیمار ہو جائے گا ایسی حالت میں کیا حکم ہے؟

جواب :- اگر خدا کا ڈر ہے وہم نہیں بلکہ سچا گمان غالب ہے تو روزہ نہ رکھنے کی اجازت ہے - پھر قضا کر لے - (عالمگیری)

سوال :- ایک شخص کہتا ہے کہ میں اس لیے رمضان کا روزہ نہیں رکھتا ہوں کہ پھر کھڑے ہو کر نماز ادا کرنے کے قابل نہیں رہتا تو اس کو رخصت ہے کہ روزہ چھوڑ

دے یا نہیں؟

جواب :- نہیں بلکہ نماز بیٹھ کر پڑھے اور روزہ بھی رکھے تاکہ دونوں عبادتیں جمع رہیں  
(فتاویٰ قاضی خاں)

سوال :- اگر سانپ نے کاٹا تو کیا دوا پینے کے لیے افطار کر سکتا ہے؟  
جواب :- اگر دوا نافع ہے تو افطار کر سکتا ہے کوئی مضائقہ نہیں۔ (فتاویٰ قاضی خاں)

سوال :- ایک شخص رمضان میں بیمار ہوا روزہ نہ رکھا تو قضا کرے یا اس کا فدیہ بھی  
دے سکتا ہے؟

جواب :- اگر رمضان کے بعد آیام آخر صحت کے ساتھ قضا کرنے کے لیے مل گئے تو  
قضا کرے فدیہ نہیں اور اگر اچھے ہونے کے بعد دن تو قضا کرنے کے لیے مل گئے تھے  
مگر قضا نہ کر سکا اور قضا سے پہلے قضا آگئی یعنی موت آگئی تو اس پر لازم ہے کہ فدیہ  
کی وصیت کر جائے وہ اس کے ثلث مال میں سے اس کے مرنے کے بعد ادا ہوگی  
اور اگر وصیت نہیں کی ورنہ اپنے بطور خود اس کے روزہ کا فدیہ دے دیا تب رعا تو  
بھی جائز ہے اور اگر سرے سے اچھا ہی نہیں ہوا قضا کرنے کے لیے دن بجالت  
صحت نہ ملے تو اس پر کچھ لازم نہیں کیونکہ صحت کے ساتھ قضا کے لیے اس کو  
دن ہی نہ ملے جو اس پر قضا لازم آتی۔ (ہدایہ - فتاویٰ قاضی خاں)

سوال :- اگر کچھ دن صحت کے پائے کہ جس میں کچھ روزے رکھ سکتا تھا تو کیا فدیہ  
سب قضا روزوں کا لازم آئے گا؟

جواب :- نہیں بلکہ جتنے روزہ ادا کرنے پر قدرت حاصل ہوتی پھر ان کو ادا نہ  
کیا صرف ان کا فدیہ ہے کیونکہ ان ہی کی قضا ذمہ ہے۔ (فتاویٰ قاضی خاں)

سوال :- کیا سفر بھی وہ عذر ہے کہ جس کے سبب روزہ رمضان میں نہ  
سفر رکھنے کی اجازت ہو پھر بعد میں قضا کر لے؟

جواب :- جی ہاں عذر ہے۔

سوال :- کیا اس سے سفر شرعی مراد ہے؟



جواب :- جی ہاں سفر شرعی مراد ہے یعنی تین دن کا سفر جس میں قصر نماز پڑھنے کا حکم ہے۔ (تنویر۔ وزمختار)

سوال :- سفر میں روزہ رکھنا افضل ہے یا نہ رکھنا؟

جواب :- ضرر ہے تو نہ رکھنا افضل ہے اگر بلاکت یقینی ہے تو نہ رکھنا واجب ہے ورنہ افضل یہی ہے کہ سفر میں روزہ رکھے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے **وَأَنْ تَصُومُوا خَيْرٌ لَّكُمْ** بعد میں قضا کرنے سے بہر حال رمضان افضل ہے۔ (مراقی بحر الرائق طحاوی)

سوال :- آج اگر دن میں سفر کرنا ہے کسی وقت تو اس کے لیے آج کے روزہ کی انقطاع کی اجازت ہے یا نہیں؟

جواب :- اجازت نہیں کیونکہ آج کے دن کا سفر آج کے لیے عذر نہیں (عالمگیری)

سوال :- ابھی کھایا پیا نہیں ہے کہ سفر سے واپس زوال سے قبل وطن میں آگیا یا سفر ہی میں تھا کہ کسی دوسرے شہر میں پہنچ کر زوال سے پہلے نیت اقامت کر کے مقیم ہو گیا تو کیا روزہ نہ رکھنے کی اس کو اجازت ہے یا اب نیت کر کے روزہ رکھنا واجب ہے؟

جواب :- جی ہاں روزہ رکھنا واجب ہے کیونکہ زوال سے پہلے نیت کا وقت ہے اور یہ سفر نیت کے وقت ہی میں ختم ہو گیا لہذا روزہ رکھنا واجب ہے۔ (تنویر وزمختار)

سوال :- اگر کسی شہر میں چند روز کے لیے اثنائے سفر میں ٹھہر گیا اقامت شرعی یعنی پندرہ دن کے قیام کی نیت نہیں کی تو کیا اس کو بھی رخصت ہے کہ روزہ نہ رکھے؟

جواب :- جی ہاں رخصت ہے اگر چاہے تو نہ رکھے اجازت ہے۔ (منحۃ الخالق)

سوال :- بغیر کھائے پئے وقت نیت میں یعنی منحوہ کبریٰ سے قبل تو سفر میں رہا بعد میں وطن آگیا یا مقیم ہو گیا تو کیا حکم ہے؟

جواب :- اب روزہ تو ہو نہیں سکتا بقیہ دن روزہ داروں کی طرح ان کی مشابہت میں بغیر کھائے پئے رکا رہے۔ (منحۃ الخالق)

لے اور اگر تم روزہ رکھو تو تمہارے لیے بہتر ہے۔

سوال :- اول دن تو مسافر رہے گا مگر ارادہ ہے کہ دن میں ہی کسی جگہ پہنچ کر نیت اقامت کر کے مقیم بھی ہو جائے گا یا اپنے شہر میں داخل ہوگا۔ کیا ایسے شخص کو روزہ نہ رکھنے کی اجازت ہے؟

جواب :- نہیں بلکہ روزہ رکھنا واجب ہے۔ (تَرْجِيحًا لِلْمُحْدَمِ وَهُوَ اِلْقَامَةُ) (منحة الخالق)

سوال :- اگر روزہ دار کو سفر میں اپنے بدن کے ضرر کا تو اندیشہ نہیں ہے مگر یہ اندیشہ ہے اگر میں روزہ رکھوں گا تو میرے حصہ کا کھانا میرے رفیق رکھا جائے گا تو اس خیال سے کیا روزہ ترک کرنے کی رخصت ہے؟

جواب :- مسافر کے لیے روزہ نہ رکھنا افضل ہے جب روزہ سے کچھ ضرر بدنی پہنچنے کا اندیشہ ہو۔ ضرر مالی بھی اسی حکم میں ہے۔ لہذا اس اندیشہ پر روزہ نہ رکھے تاکہ نقصان بھی نہ ہو جماعت سے موافقت بھی رہے۔ (بجرا لائق۔ نور الایضاح)

سوال :- اگر شروع دن میں مسافر رہا اور غالب گمان ہے کہ غروب آفتاب کے بعد رات میں مکان پر پہنچے گا تو ایسے مسافر کو کیا اس سفر میں روزانہ رکھنے کی رخصت ہے؟

جواب :- ایسی صورت میں اگر روزہ افطار کر لے تو کوئی مضائقہ نہیں۔ (شامی)

سوال :- اگر سفر شرعی کی نیت سے اپنے شہر سے باہر نکلا تھا کہ کوئی چیز یاد آگئی اس کے یسنے کے لیے پھر گھر واپس ہو ایساں افطار کر لیا تو کیا حکم ہے؟

جواب :- کفارہ لازم آئے گا کیونکہ گھر واپس آنے سے سفر جاتا رہا کھانے کے وقت مقیم کے حکم میں ہے اور مقیم افطار کرے تو کفارہ ہے۔ (دور مختار۔ شامی)

سوال :- اگر حاملہ عورت روزہ رکھتی ہے تو بچہ کے لیے یا خود اپنے لیے حمل نقصان کا اندیشہ ہے تو کیا حکم ہے؟

جواب :- اس کو روزہ نہ رکھنے کی اجازت ہے بعد میں قضا کرے۔ (عالمگیری)

سوال :- اگر دودھ پلانے والی کو بھی خود اپنے یا بچہ کے نقصان کا اندیشہ ہے تو کیا اس کو بھی روزہ

ارضاع یعنی دودھ پلانا

نہ رکھنے کی اجازت ہے ؟

جواب :- جی ہاں اجازت ہے بعد میں قضا کر لے۔ (عالمگیری)

سوال :- اگر دودھ پلانے والی خود تو بیمار نہیں ہے مگر بچہ بیمار ہے طبیب نے خبر دی کہ بچہ کی وجہ سے تم کو دوا پینی ہوگی تو کیا اس کو افطار کی اجازت ہے ؟

جواب :- جی ہاں اجازت ہے۔ بعد میں قضا کر لے۔ (سراقی الفلاح)

سوال :- جبر واکراہ کی صورت میں روزہ افطار کیا جاسکتا ہے ؟

جواب :- افطار کر سکتا ہے اجازت ہے گناہ نہ ہوگا۔

سوال :- افضل کیا ہے افطار کرے یا نہ کرے ؟

جواب :- اگر روزہ دار مریض ہے یا مسافر تو اکراہ پر روزہ افطار کرنا واجب ہے اگر افطار نہ کیا اور قتل ہو گیا تو گناہ گار ہوگا اور حالتِ صحت اور اقامت میں جبر واکراہ کی صورت میں اگر افطار کرے گا تو اجازت ہے مگر افضل یہ ہے کہ افطار نہ کرے اگر اسی میں مارا گیا تو ثواب ملے گا۔ (بجراائق)

سوال :- دشمن سے مقابلہ کا گمان غالب ہے اور اس کو اندیشہ ہے کہ اگر روزہ رکھے گا تو جہاد اور جنگ و قتال نہیں کر سکے گا تو کیا اس کو روزہ نہ رکھنے

کی اجازت ہے ؟

جواب :- اس کو اجازت ہے۔ (سراقی الفلاح)

سوال :- کیا بھوک پیاس کی وجہ سے روزہ افطار کیا جاسکتا ہے ؟

جواب :- ہاں اگر اس حد تک بھوک پیاس پہنچ گئی ہے کہ اس میں ہلاکت یا نقصان عقل یا حواس کے جاتے رہنے کا اندیشہ ہے تو اجازت ہے۔ (سراقی الفلاح عالمگیری)

سوال :- اگر گرمی میں محنت کا کام کیا اور شدت کی پیاس لگی تو افطار کر سکتا ہے یا نہیں اور اگر کر سکتا ہے تو کفارہ لازم آئے گا یا نہیں ؟

جواب :- شامی میں ہے اگر اپنے اختیار سے خود ایسا کام کیا ہے اور روزہ توڑ

دیا تو کفارہ ہوگا ورنہ نہیں یہی حکم لونڈی اور غلام کے لیے ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ کسی صورت میں بھی کفارہ نہیں عالمگیری میں بھی ہے کہ لونڈی یا سُلطانی ملازم کو اس قدر ضعف ہو جاتا ہے کہ کام نہیں کر سکتا ہلاکت کا اندیشہ ہے تو اوطار کی اجازت ہے۔

سوال :- اگر کسی پیشہ ور کو اندیشہ ہے کہ وہ اپنے پیشہ میں مشغول ہوگا تو کوئی روزہ شکن عذر پیش آجائے گا تو کیا حکم ہے؟

جواب :- اس کو روزہ توڑنا حرام ہے جب تک کہ بیمار نہ ہو۔ (عالمگیری)

سوال :- کیا حیض و نفاس بھی عذر ہے کہ اس حال میں عورت روزہ نہ رکھے؟

جواب :- بیشک عذر ہے بلکہ وہ عذر ہے کہ اگر عورت چاہے بھی کہ میں حیض و نفاس کی حالت میں روزہ رکھوں تو روزہ نہیں رکھ سکتی کیونکہ روزہ کی اہلیت نہیں رہتی حتیٰ کہ غروب آفتاب سے کچھ پہلے اگر حیض و نفاس آگیا تو بھی روزہ جاتا رہا بعد میں قضا کرے۔

سوال :- روزہ کی طرح حیض و نفاس کے زمانہ میں نمازیں بھی نہ پڑھنے کا حکم ہے بعد میں کیا نمازوں کی بھی قضا ہے یا نہیں؟

جواب :- اُن ایام کی نمازوں کی قضا نہیں صرف روزوں کی قضا ہے۔  
سوال :- حیض کی تاریخ تھی اس امید پر عورت نے روزہ توڑ دیا مگر حیض نہیں آیا تو کیا حکم ہے؟

جواب :- صرف قضا ہوگی قول اصح کی بنا پر کفارہ لازم نہیں۔ (مراقی الفلاح ص ۳۲)  
سوال :- اگر بوقتِ سحر عورت حیض سے تو پاک ہوگئی مگر نہانے کے لائق وقت میں گنجائش نہیں تو کیا نیت کر سکتی ہے روزہ ہو جائے گا یا نہیں؟

جواب :- اگر دس دن پورے ہو گئے ہیں تو روزہ ہو جائے گا اور دس دن سے کم میں فارغ ہوتی ہے تو فارغ ہونے کے بعد اتنا زائد وقت بھی رات میں ضرر بلا

چاہیے کہ غسل سے بھی فارغ ہو سکے اگرچہ غسل نہ کرے اور تھوڑی سی ساعت (بقدر تحریر) بھی ملے اور اگر بقدر غسل و تحریر وقت نہیں بلا بلکہ غسل کر رہی تھی کہ صبح نکل آئی، آدھا غسل رات میں ہوا اور آدھا دن میں تو روزہ صحیح نہیں ہوگا کہ غسل کی مدت بھی حیض ہی میں شامل ہے تو گویا فجر کے بعد بھی حیض رہا اور حیض کی حالت میں روزہ جائز نہیں یا غسل کے لیے تو وقت مل گیا مگر غسل کے بعد بقدر تحریر رات نہیں ملی بلکہ فجر کے نزدیک ہی غسل ختم ہوا کہ فوراً بعد ہی فجر نکل آئے تو بھی روزہ صحیح نہیں ہوگا۔

(عالمگیری)

یہ نذیہ لازم ہے۔ رعالمگیری ص ۲۲۱

**سوال :-** اگر ایک شخص اتنا بڑھا ہو گیا ہے کہ روزہ رکھنے سے عاجز بڑھاپا ہے تو کیا حکم ہے؟

**جواب :-** اس کو اجازت ہے کہ روزہ نہ رکھے اور ہر دن کے عوض ایک مسکین کو کھانا کھلاوے ایسے شخص کو شیخ فانی کہتے ہیں جس کا ہر دن کمی اور گھٹاؤ پر ہے۔ اس

**سوال :-** کیا یہ جائز ہے کہ ہر مذکورہ بالا عذر رکھنے والا روزہ احکامِ فدیہ نہ رکھے اور اس کے عوض فدیہ دے دے مثلاً سفر یا بیماری کے عذر سے روزہ نہ رکھے اور اس کے بدلہ فدیہ دے کر قضا سے فارغ ہو جائے۔

**جواب :-** ہر عذر والے کو فدیہ دینا جائز نہیں بلکہ زوالِ عذر کے بعد قضا ہی لازم ہے۔ (مراقی الفلاح)

**سوال :-** اگر کوئی گرمی میں روزہ نہیں رکھ سکتا تو کیا روزہ کے عوض فدیہ دے سکتا ہے؟

**جواب :-** اس پر بھی فدیہ نہیں اگر گرمی میں نہیں رکھ سکتا ہے تو سردی میں رکھے۔

(طحاوی ص ۳۷۶)

**سوال :-** پھر فدیہ کس پر لازم ہے؟

**جواب :-** شیخ فانی پر اور ہر اس شخص پر کہ فی الحال روزہ رکھنے سے عاجز ہے اور آئندہ کے لیے بھی مرنے تک اس کو امید نہیں کہ روزہ رکھ سکے کیونکہ دن بدن اس کی قوت گھٹ رہی ہے اور فنا کے قریب پہنچ رہا ہے قوتِ عود کر آنے کی

اب توقع نہیں تو یہ بھی شیخ فانی کے حکم میں ہے۔ (حیات الصائمین)  
سوال :- ایک شخص ایسا بیمار ہے کہ فی الحال تو روزہ رکھنے سے عاجز ہے مگر آئندہ  
کے لیے امید ہے کہ وہ روزہ قضا کرنے پر قادر ہو جائے گا؟ تو کیا اس کو بھی فدیہ  
دینا جائز ہے؟

جواب :- اس کو فدیہ دینا جائز نہیں جب قدرت ہو تو قضا کرے فدیہ کے لیے  
دوام عجز شرط ہے۔ (مراقی الفلاح ص ۳۷۶)

سوال :- کیا ہر روزہ کا فدیہ ہے یا کوئی خاص قید ہے؟

جواب :- قید ہے ہر روزہ کا فدیہ نہیں۔

سوال :- براہ کرم فرمائیں وہ قید کیا ہے؟

جواب :- وہ روزہ جو خود اصل ہے کسی کے عوض اور بدل میں فرض نہ ہوا ہو اس  
اصل روزہ کا فدیہ ہے بدل کا نہیں۔ (مراقی الفلاح ص ۳۷۶)

سوال :- اس کی مثال دے کر سمجھائیں؟

جواب :- مثلاً کفارہ قتل، کفارہ ہمین، کفارہ نهار، کفارہ رمضان کے روزہ میں سے  
کوئی روزہ اس کے ذمہ لازم تھا ان کی ادائیگی پر مرتے دم تک قدرت نہ ملے تو  
اس کا فدیہ نہیں کیونکہ کفارہ میں اول مال دینا لازم آتا ہے خواہ غلام آزاد کرنے کی  
شکل میں ہو یا مسکین کو کھانا کھلانے کی صورت میں اس پر اگر قدرت نہ ہو تو پھر  
اس کے بدلہ میں روزہ لازم آتا ہے تو یہ روزہ فی نفسہ اصل نہیں ہے بلکہ بدل  
میں لازم آیا ہے لہذا اس کا فدیہ نہیں کیونکہ بدل کا بدل نہیں رہا رمضان کا روزہ  
مقصود بالذات ہے لہذا اس سے عاجز ہونے پر فدیہ لازم آئے گا۔

(نور الابصار - مراقی - الخطاری ص ۳۷۶)

سوال :- اگر کسی نے نذر ابد (یعنی ہمیشہ روزہ رکھنے کی نذر مانی تھی مگر عاجز  
ہو گیا نہیں رکھ سکتا تو کیا اس پر بھی فدیہ ہر روزہ کا لازم آتا ہے؟

جواب :- جی ہاں ہر روزہ کا فدیہ لازم ہوگا۔ (مراقی الفلاح ص ۳۷۶)

سوال :- اگر ایک معین دن کی نذرمانی تھی اس دن روزہ نہیں رکھ سکا پھر شیخ فانی ہو گیا تو کیا اس روزہ کا بھی فدیہ ہے ؟

جواب :- جی ہاں فدیہ ہے۔ (فتح القدر ص ۷۱)

سوال :- رمضان کے روزہ کی قضا نہیں کر سکا اب شیخ فانی ہو گیا تو کیا حکم ہے ؟

جواب :- فدیہ دے گا۔ (فتح القدر ص ۷۱)

سوال :- اگر فدیہ دینے کے بعد روزہ پر قدرت حاصل ہو جائے تو کیا حکم ہے ؟

جواب :- فدیہ باطل ہو گیا روزہ رکھے۔ لَانَ شَرْطَ الْخَلِيفَةِ اسْتِمْدَارِ الْعِجْزِ

(ہدایہ ص ۸۳)

سوال :- کفارہ رمضان اور کفارہ ظہار کے رونے نہ رکھ سکا اب شیخ فانی ہو گیا تو کیا حکم ہے ؟

جواب :- اس کے عوض ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائے۔ لَانَ هَذَا صَارَ بَدَلًا عَنِ الصِّيَامِ بِالنَّصِّ۔ (عالمگیری ص ۲۲)

سوال :- روزہ کا فدیہ کیا ہے ؟

جواب :- ہر روزہ کے عوض ایک مسکین کو دو دنوں وقت پیٹ بھر کر کھانا کھلانا واجب ہے یا اگر دیکر مالک بناتا ہے تو صدقہ فطر کی مقدار دینا ہوگا یعنی ہر روزہ کے عوض نصف صاع گیہوں یا ایک صاع جو یا اس کی قیمت ادا کرنی ہوگی۔ (دور مختار) (نور الایضاح۔ مراقی الفلاح ص ۲۷۶)

سوال :- ایک صاع کتنے کا ہوتا ہے ؟

جواب :- ایک صاع آٹھ رطل کا اور ایک رطل بیس استار کا اور ایک استار ساڑھے چھ درم کا اور ایک درم تین ماشہ سوا چار بنو کا اور ایک ماشہ سولہ جو کا

لہ فتاویٰ رضویہ میں ہے کہ صاع کا وزن تین سو اکا دن روپے بھر

ہے اور نصف صاع ایک سو پچھتر روپیہ اٹھنی بھراؤپہ ہے نیز لکھا ہے یہ اعلیٰ درجہ کی تحقیق ہے۔ (دانش)

ہوتا ہے۔ (حیات الصائمین)

سوال :- شیخ فانی رمضان کے روزہ سے عاجز ہونے والا فدیہ کب دے؟  
جواب :- اختیار ہے چاہے شروع رمضان میں اکٹھا دے دے یا آخر میں دے  
یہ بھی شرط نہیں کہ لینے والے متعدد ہوں اگر چند روزوں کا ایک ہی کوٹے دے  
تو یہ بھی جائز ہے۔ (دور مختار ص ۱۶۳)

سوال :- کیا فرض نماز اور وتر کا فدیہ بھی یہی ہے جو روزہ کا ہے؟  
جواب :- جی ہاں یہی ہے۔ (شامی - تنویر الابصار ص ۱۶۳)

سوال :- فدیہ خود دے یا وصیت کر جائے؟  
جواب :- خود دینا واجب ہے نہ دے سکا تو وصیت کر جائے (دور مختار ص ۱۶۳)  
سوال :- اگر بحالت عذر یا قضا پر قدرت نہ حاصل ہو سکی تو کیا فدیہ کی وصیت  
اس پر واجب ہے؟

جواب :- نہیں۔ (تنویر ص ۱۶۶)

سوال :- اگر زوال عذر کے بعد روزہ پر قادر ہو کر مرا تو کیا وصیت کرنا واجب تھا؟  
جواب :- جی ہاں واجب تھا کیونکہ روزہ اس پر قضا کرنا لازم ہو گیا تھا۔ (دو وجوب  
الوصیۃ فزع لزوم القضاء) (تنویر شامی ص ۱۶۶)

سوال :- اگر کسی نے ایک ماہ کے روزہ کی نذر مانی تھی مگر مہینہ گزرنے سے  
پہلے موت آگئی تو کیا حکم ہے؟

جواب :- اس کے ذمہ ایک ماہ کے روزے لازم ہو گئے تھے اس پر وصیت  
لازم تھی کہ ہر دن کے عوض نصف صاع گیہوں دینے کی وصیت کرتا۔  
(فتاویٰ قاضی خان ص ۲۱۰)

سوال :- کیا وصیت کے بعد اس کے مال سے فدیہ دینا ورنہ پر لازم ہوگا؟

لہ وصیت کا واجب ہونا قضا کے لازم ہونے کی فرع ہے۔



جواب :- جی ہاں اگر ورثا موجود ہیں تو ٹکٹ یعنی تہائی مال میں سے فدیہ دینا لازم ہوگا۔ ورنہ کل مال میں سے فدیہ ادا کیا جاتے گا۔ (تنویر - درمختار - شامی ص ۱۶۱)

سوال :- اگر فدیہ کی رقم زیادہ ہے تہائی مال اس کے لیے کافی نہیں ہوگا تو کیا حکم ہے؟

جواب :- یہ زائد رقم وراثت سے دی جاسکتی ہے ان پر اب زیادہ کی وصیت کی تعمیل واجب نہیں۔ (شامی ص ۱۶۰)

سوال :- اگر کسی نے اعتکاف کی نذر کی اور اعتکاف سے پہلے ہی آثار موت نظر آنے لگے تو کیا حکم ہے؟

جواب :- ہر دن کے عوض نصف صاع گیہوں کی وصیت کرنا لازم ہو جاتا ہے۔ (فتاویٰ قاضی خان ص ۲)

سوال :- وصیت نہیں کی وارث بطور خود تبرع اور احسان کے طور پر بغیر وصیت اس کی طرف سے فدیہ ادا کر دیں تو کیا حکم ہے؟

جواب :- جائز ہے انشاء اللہ ولی کو بھی اس کا ثواب ملے گا۔ (تنویر - درمختار ص ۱۶۲)

سوال :- ایک شخص محتاج ہے اس کو فدیہ پر قدرت نہیں تو کیا کرے؟

جواب :- توبہ استغفار کرے اللہ تعالیٰ گناہ معاف کرے۔ (درمختار ص ۱۶۳)

سوال :- حیض و نفاس والی عورت حیض و نفاس کی حالت میں مرگئی یا دودھ پلانے والی یا حاملہ عورت جس نے اپنے یا اپنے بچہ کے خوف کی وجہ سے روزہ نہ رکھا تھا اسی حال میں مرگئی تو کیا ان روزوں کی قضا اور اس کی وصیت واجب ہے؟

جواب :- ان روزوں کی قضا واجب نہیں کیونکہ اس کے لیے شرط ہے کہ قضا پر قدرت حاصل ہو وہ زمانہ اس کو نہیں ملا لہذا وصیت بھی واجب نہیں یہ ہی حال مجنون بے ہوش مجبور مکرہ کا ہے۔ (بحر الرائق - حیات الصائمین)

سوال :- اگر شیخ فانی بحالت مسافرت مرتبے تو کیا اس پر وصیت واجب ہے؟

جواب :- نہیں۔ (حیات الصائمین)

سوال :- بجائے فدیہ کوئی ولی یا رشتہ دار اس شیخ فانی کی طرف سے روزہ رکھ

سکتا ہے؟

جواب :- نہیں رکھ سکتا۔ (عالمگیری ص ۲۲)

سوال :- اگر کسی نے دعوت کر دی تو اس ضیافت کی وجہ سے روزہ ضیافت توڑ سکتے ہیں یا نہیں۔ کیا یہ ضیافت بھی عذر ہے؟

جواب :- جی ہاں عذر ہے۔ (عالمگیری)

سوال :- ضیافت کیا ہر روزہ کے لیے عذر ہے؟

جواب :- نہیں۔ واجب یعنی ضروری اور لازمی روزوں کے لیے یہ عذر نہیں۔ (عالمگیری)

سوال :- پھر کس روزہ کے لیے عذر ہے؟

جواب :- صرف نفل روزوں کے لیے عذر ہے اگر دعوت کرنے والے کی خوشی اسی میں ہے کہ یہ کھائے تو اس کی خوشی پوری کرے مگر بہتر قول یہ ہے کہ اگر اس کو اپنے نفس پر اعتماد ہے کہ میں اس کی قضا کروں گا تو اپنے بھائی مسلم کی خوشی کو مقدم رکھے اس کو ایذا نہ پہنچاتے ورنہ افطار نہ کرے۔ (عالمگیری ص ۲۲)

سوال :- ایک شخص نے قسم کھالی اگر تو افطار نہ کرے تو میری عورت پر طلاق ہے اور یہ قضا رمضان کا روزہ رکھے ہوئے تھا تو کیا یہ روزہ توڑ سکتا ہے؟

جواب :- بزاز یہ میں تو یہ ہی لکھا ہے کہ اگر نفل ہے تو افطار کرے اور قضا ہے تو افطار نہ کرے مگر اعتماد اسی قول پر ہے کہ افطار کر لے مگر زوال سے قبل بعد میں نہیں۔ (رشامی ص ۱۶۶)

سوال :- اگر بسلسلہ ضیافت اپنے بھائی کی خوشنودی کے لیے روزہ نفل توڑ دیا تو کیا اس پر کچھ اجر و ثواب ہے؟

جواب :- حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو کوئی اپنے بھائی کے حق کے لیے افطار کرے اس افطار میں ایک ہزار روزوں کا ثواب ہے اور جب اس کی قضا کرے گا تو دو ہزار روزوں کا ثواب ملے گا۔ (سراقی الفلاح ص ۳۶)

دیکھو قلبِ مسلم کی ایذا دفع کرنے اور خوشی پہنچانے میں کس قدر اجر و ثواب ہے لوگ ادنیٰ ادنیٰ باتوں پر دلوں کو رنج پہنچاتے ہیں قلبِ مسلم کی خوشی کی قدر نہیں کرتے حدیث شریف میں ہے کہ جس کا حاصل یہ ہے مسلمان کی خوشی سے اللہ تعالیٰ ایک فرشتہ پیدا کرتا ہے جو مصروفِ تجمید و توحید اور عبادتِ الہی میں رہتا ہے یہ قبر میں وحشت و دور کرے گا منکر نکیر کے جواب میں ثبات و قرار بخشنے کا جنت میں مکان دکھلائے گا اور اللہ تعالیٰ کے حضور شفاعت کرے گا اور وہ یہ کہے گا کہ میں فلاں مسلم کے دل کی خوشی ہوں۔

(ابن ابی الدنیاء فی قضاہ الحوائج والبرائح فی الثواب عن الامام جعفر الصادق عن جدہ)

## تشبہ کا بیان

سوال :- تشبہ کا کیا حکم ہے ؟

جواب :- صاحب بحر الرائق وفتح القدر اسی طرف ہیں کہ تشبہ واجب ہے (حیات الصائمین)

سوال :- تشبہ کا کیا مطلب ہے ؟

جواب :- تشبہ اس کو کہتے ہیں جن کو روزہ نہیں ہے وہ رمضان میں شام تک روزہ داروں کی موافقت اور مشابہت پیدا کرنے کے لیے کھانا پینا اور ہر وہ چیز جو روزہ کے منافی ہو اس کو ترک کر دیں تاکہ ان کی صورت روزہ داروں کے مشابہ ہو جائے۔

سوال :- تو پھر عذر کا کیا فائدہ جس کی وجہ سے آپ نے اوپر افطار کی اجازت دی

ہے جب کھانے پینے کی چھٹی نہیں تو مریض نے افطار بھی کر لیا تو اس اساک سے

مرے گا جو روزہ داروں سے تشبہ پیدا کرنے میں کھانا پینا چھوڑے گا ؟

جواب :- آپ نے غلط سمجھا یہ حکم عذر والوں کے لیے نہیں ہے دورانِ عذر میں

کھانے پینے کی چھٹی ہے ان کے لیے تشبہ نہیں۔ (ہدایہ ص ۹)

سوال :- پھر کن لوگوں پر یہ تشبہ واجب ہے ؟

جواب :- کلی کر رہا تھا کہ غلطی سے پیٹ میں پانی چلا گیا۔ یوم شک تھا اس نے روزہ نہیں رکھا کھانا پتیارہا مگر بعد میں رؤیت ثابت ہو گئی یا سحری کھاتی رات کے خیال میں حالانکہ واقع میں صبح ہو گئی تھی یا رات سمجھ کر افطار کیا مگر برابر ہٹا تو معلوم ہوا کہ دن ہے یا مسافر کہ جس نے سفر میں کھاپی لیا تھا اپنے وطن دن میں پہنچ گیا تو ان سب صورتوں میں روزہ تو نہیں رہا مگر ان لوگوں کو روزہ داروں کی طرح بقیہ دن میں کھانا پینا چھوڑ رکھنا لازمی ہے بوجہ احترام رمضان۔ کیونکہ اصل تعظیم رمضان کی روزہ رکھنے میں ہے۔ اور روزہ نہ ہو سکا تو مثل روزہ دار کھانا پینا چھوڑ کر شام تک احترام رمضان میں رہے۔ اسی لیے قصداً رمضان میں روزہ رکھ توڑنے والے پر کفارہ کی سخت سزا ہے کہ اس نے رمضان کی ہتک حرمت کی۔ رمضان کو وہ حرمت حاصل ہے کہ اس کا ایک فرض ستر فرض کے برابر ہے۔ وہ لوگ غور کریں جو تندرست ہیں اور رمضان میں روزہ نہیں رکھتے کھلے بندوں کھاتے پیتے پھرتے ہیں ہتک حرمت رمضان المبارک کرتے ہیں۔ (ہدایہ۔ عنایہ۔ فتح القدر ص ۹۲)

سوال :- کیا حیض و نفاس والی عورت اور مسافر و مریض کو بھی تشبہ میں نہ کھانا پینا لازم ہے؟

جواب :- ان پر واجب نہیں کیونکہ حیض و نفاس والی عورت پر روزہ ہی حرام ہے تو تشبہ بالحرام بھی حرام ہو اور مریض اور مسافر کو رخصت حرج اور تکلیف کی وجہ سے دی گئی ہے تو تشبہ منشا رخصت کے خلاف ہو گا کیونکہ اس میں بھی تکلیف ہے لہذا اس میں بھی تشبہ نہیں۔

سوال :- اچھا اگر حیض و نفاس دن میں ختم ہو گیا اب کیا حکم ہے؟

جواب :- اب بقیہ دن میں کھانے پینے سے رُکے رہنا لازم ہے۔ (قدروی)

سوال :- اگر دن میں کافر مسلمان ہو یا بچہ بالغ ہو گیا تو کیا حکم ہے؟

جواب :- یہ لوگ بھی بقیہ دن میں کھانے پینے سے رُکے رہیں۔ (ہدایہ)

سوال :- کیا یہ لوگ اس دن کی قضا کریں گے؟

جواب :- قضا نہیں کریں گے۔ وَعَدَمُ الْقَضَاءِ لِعَدَمِ وُجُوبِ الصَّوْمِ عَلَيْهِمَا فِيهِ  
(بجرا لائق)

سوال :- کیا اس میں کوئی قید ہے قبل زوال اور بعد زوال مسلمان ہونے یا بالغ ہونے کی؟

جواب :- کچھ قید نہیں ان پر اس دن کی قضا بہر حال لازم نہیں۔ (لِأَنَّ الصَّوْمَ لَا يَتَجَذَى وُجُوبًا كَمَا لَا يَتَجَذَى آدَاءً وَاهْلِيَّةُ الْوُجُوبِ مُتَعَدِمَةٌ فِي أَوَّلِهِ فَلَا يَجِبُ)  
(بجرا لائق)

سوال :- مریض مسافر حیض و نفاس والی عورت زوال سے قبل اگر ان کا عذر زائل ہو جائے یا کافر مسلمان ہو گیا تو کیا یہ لوگ روزہ رکھ سکتے ہیں کیونکہ زوال سے پہلے وقت نیت ہے تو اگر ان لوگوں نے نیت کر لی تو روزہ ہوگا یا نہیں؟

جواب :- حیض و نفاس والی عورت اور کافر کا تو روزہ ہرگز نہیں ہوگا کیونکہ حیض و نفاس اور کفر کی وجہ سے شروع دن میں اہلیت ہی نہیں تھی باقی سب کے روزے ہو جائیں گے۔ (عالمگیری)

سوال :- باقی لوگوں کا روزہ ہوا تو رمضان کا ادا ہوگا یا نفل ہی کا؟

جواب :- سچے کا نفل ہوگا اور مسافر و مریض کا رمضان کا روزہ ہوگا۔ (عالمگیری)

## متابع غیر متابع!

سوال :- متابع اور غیر متابع کا کیا مطلب ہے؟

جواب :- متابع کے معنی لگاتار اور پے درپے کے ہیں یعنی روزہ کی دو قسم ہیں ایک وہ قسم ہے کہ جس میں روزہ پے درپے اور لگاتار رکھے جاتے ہیں اور بعض وہ روزہ ہیں جن کو لگاتار رکھنا لازم نہیں۔

سوال :- فرمائیے وہ روزہ کتنے ہیں کہ جن میں متابع ہے یعنی ان کو لگاتار رکھنا لازم ہے؟

جواب :- سات ہیں۔ صوم رمضان۔ صوم کفارہ ظہار۔ صوم کفارہ قتل۔ صوم کفارہ یمن۔

صوم کفارہ رمضان - صوم نذر معین - صوم ہمیں معین - صوم نذر اعکاف ان سب روزوں کو لگاتار اور پے در پے رکھنا واجب ہے - (مراقی - عالمگیری)

سوال :- وہ کتنے روزے ہیں جن میں تتابع یعنی لگاتار رکھنا لازمی نہیں روزہ رکھنے والے کو اختیار ہو چاہے وہ لگاتار رکھے، یا متفرق طور پر رکھے؟

جواب :- وہ سات ہیں - صوم قضا رمضان - صوم کفارہ حلق - صوم تمسح - صوم قرآن - صوم کفارہ صید - صوم نذر مطلق - صوم قضا نفل - صوم ہمیں مطلق - (طحاوی - عالمگیری)

سوال :- جن میں تتابع نہیں ہے اگر ان روزوں کو تتابع کے ساتھ یعنی لگاتار روزہ رکھے تو کیا حکم ہے؟

جواب :- مستحب ہے؟ (طحاوی ص ۲۷۵)

سوال :- سنا ہے لگاتار روزہ بھی دو قسم پر ہیں بعض وہ ہیں کہ بیچ میں ایک بھی روزہ چھوٹ جائے تو پھر از سر نو سلسلہ شروع کرنا پڑے بعض ایسے نہیں کیا یہ صحیح ہے؟

جواب :- جی ہاں صحیح ہے -

سوال :- ایسے لگاتار روزہ کون سے ہیں کہ اگر بیچ میں ایک بھی روزہ چھوٹ جائے یعنی ناعثہ ہو جائے تو پھر از سر نو روزہ کا سلسلہ شروع کرنا لازم ہو؟

جواب :- جی ہاں صحیح ہے وہ روزہ یہ ہیں نذر مطلق ہمیں مطلق دونوں بشرط تتابع کفارہ رمضان کفارہ ظہار کفارہ قتل کفارہ ہمیں چونکہ ان سب میں تتابع منصوص ہے خواہ منجانب عبد ہو یا منجانب شرع لہذا بیچ میں اگر ناعثہ ہوا تو وصف میں خلل آنے کے سبب روزے نامطلوب ہوتے لہذا از سر نو پھر روزے رکھنے ہوں گے نیز ہر وہ کفارہ جس میں غلام آزاد کرنا ہے اس کے روزہ میں تتابع شرط ہے - (فتح القدر - طحاوی - شامی)

سوال :- ایسے روزے کتنے ہیں کہ لگاتار تو رکھنا ضروری ہے لیکن بیچ میں اگر ناعثہ ہو جائے تو پھر از سر نو سلسلہ شروع کرنا نہ پڑے؟

جواب :- ایسے روزے تین ہیں - رمضان - نذر معین - ہمیں معین یعنی مثل رجب وغیرہ

معین مہینے کے روزے۔

سوال :- ان روزوں میں ناغہ ہونے کی وجہ سے از سر نو روزوں کا سلسلہ کیوں نہیں شروع ہوتا ہے اور اوپر کے بیان کردہ روزوں میں ناغہ ہونے سے کیوں سلسلہ کا آغاز ہوتا ہے؟

جواب :- یہ قاعدہ ہے کہ جہاں روزہ کی قید لگا کر تابع لازم کیا جائے۔ وہاں از سر نو سلسلہ شروع کرنا لازم ہوگا اور جہاں وقت کی وجہ سے خود بخود تابع لازم آتا ہے وہاں ناغہ ہونے پر از سر نو سلسلہ کا آغاز کرنا لازم نہیں آتا۔ مثلاً پورے رجب کے مہینے کا روزہ بولا تو چونکہ یہ وقت معین اور محدود ہے اس کے اندر جتنے بھی دن ہیں ہر ایک میں روزے رکھنے نذر کی وجہ سے لازم ہوتے۔ اور وہ دن چونکہ لگاتار یکے بعد دیگرے ہیں تو خود بخود لگاتار روزے رکھنے بھی لازم آگئے ایسے روزوں میں اگر بیچ میں کوئی روزہ ناغہ ہو جائے تو آگے سے روزے رکھے تاکہ باقی ماندہ روزے تو وقت کے اندر ہو جائیں ناغہ کی قضا کر لی جائے۔ اور مذکورہ بالا کفارات اور نذر مطلق بشرط تابع میں روزہ ہی کے اندر منجانب عید یا منجانب شرع تابع کی قید کو لازم کر دیا گیا لہذا جو روزہ کی طرف سے تابع ہوگا وہاں ناغہ ہونے پر از سر نو روزہ کا سلسلہ آغاز کرنا ہوگا تاکہ وصفِ مطلوب میں خلل نہ رہے۔ (مططاوی)

سوال :- اوپر کے بیان تابع پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ روزہ اقسامِ روزہ کی بہت سی قسمیں ہیں؟

جواب :- جی ہاں روزہ کی بہت سی قسمیں ہیں۔

سوال :- براہِ کرم روزہ کی اقسام بیان فرمائیں؟

جواب :- روزہ کی چار قسمیں ہیں۔ فرض۔ واجب۔ نفل۔ مکروہ ہر ایک کا علیحدہ علیحدہ باب میں تفصیل کے ساتھ آگے بیان آتا ہے۔

# بابِ اوّل

## فرض روزوں کے بیان میں

سوال :- فرض روزہ کتنے ہیں؟

جواب :- فرض روزہ پندرہ ہیں جن کی تفصیل یہ ہے -

(۱) صومِ رمضان (۲) صومِ قضائے رمضان (۳) صومِ کفارةِ رمضان (۴) صومِ کفارةِ ظہار (۵) صومِ کفارةِ قتل (۶) صومِ کفارةِ یمن (۷) صومِ کفارةِ حلق (۸) صومِ کفارةِ قتلِ صید (۹) صومِ تمتع (۱۰) صومِ قرآن (۱۱) صومِ نذر مطلق (۱۲) صومِ نذر معین (۱۳) صومِ یمنِ مطلق (۱۴) صومِ یمنِ معین (۱۵) صومِ قضائے نذر  
یہ سب روزے فرض ہیں بعض اعتقاداً اور بعض عملاً ہر روزہ کا بیان علیحدہ علیحدہ آتا ہے - (بحر الرائق - در مختار)

سوال :- ماہِ رمضان کے روزے کس  
دلیل سے فرض ہیں؟

(۱) صومِ رمضان یعنی رمضان کا روزہ

جواب :- آیہ کریمہ کُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ سے فرض ہیں اور اس کی فرضیت پر اجماع بھی منعقد ہے اس کا انکار کرنے والا کافر ہے یہ اعتقاداً اور عملاً فرض ہے (دلیل)  
سوال :- رمضان کے کتنے روزے فرض ہیں؟

جواب :- پورے ایک ماہ کے روزے لگاتار فرض ہیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا  
فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ، (پس جو) شہر مہینے کو کہتے ہیں اور مہینہ  
مسلل اور لگاتار دنوں کے مجموعہ کا نام ہے۔ اس لیے علی الاطلاق ایک ماہ کے  
روزے فرض ہوتے۔ (حیات الصائمین)





اس کی رات کے قیام کو نفل کیا ہے جو اس  
ماہ میں کسی نیک خصلت سے اللہ کی بارگاہ میں  
تقرب حاصل کرے گا وہ اس کے مانند ہے جس  
نے رمضان کے سوا دوسرے مہینہ میں فرض  
سے قرب حاصل کیا اور جس نے اس مہینہ  
میں فرض ادا کیا وہ اس شخص کے مانند ہے کہ جس  
نے دوسرے مہینہ میں ستر فرض ادا کیے۔ یہ صبر  
کا مہینہ ہے اور صبر کا ثواب جنت ہے۔ یہ

تَقَرَّبَ فِيهِ بِخَصْلَةٍ مِنَ الْخَيْرِ  
كَانَ كَمَنْ آدَى فَرِيضَةً فِيهَا  
سِوَاهُ وَمَنْ آدَى فَرِيضَةً فِيهِ  
كَانَ كَمَنْ آدَى سَبْعِينَ فَرِيضَةً  
فِيهَا سِوَاهُ وَهُوَ شَهْرُ الصَّبْرِ  
وَالصَّبْرُ ثَوَابُهُ الْجَنَّةُ وَشَهْرُ  
الْمَوَاسَاةِ وَشَهْرٌ يُزَادُ فِيهِ رِزْقُ  
الْمُؤْمِنِينَ ۝

غمخواری کا مہینہ ہے اس میں رزق مومن کا زیادہ کیا جاتا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو ماہِ عظیم اور برکت والا مہینہ قرار دیا یہ قرب  
الہی کے اعلیٰ و ارفع درجات پر فائز ہونے کا مہینہ ہے اور اس کے نوافل میں قرب  
فرائض اور فرائض میں ستر فرائض کا قرب حاصل ہوتا ہے پھر یہ نماز ہی کے ساتھ  
خاص نہیں بلکہ ہر نفل فرض کو یہ بشارت و مشرودہ حاصل ہے۔

تیسرے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس میں بکثرت عبادت فرماتے ہیں۔ نماز۔ روزہ۔ صدقہ  
ذکر احسان۔ تلاوت قرآن پاک۔ اعتکاف وغیرہ وغیرہ عبادات میں آپ مشغول رہتے تھے اہل ایمان کو بھی  
چاہیے کہ لذات دنیا سے کنارہ کر کے اس میں بکثرت عبادت کی طرف راغب ہوں۔ چوتھے ایک روایت  
کی بنا پر رمضان اللہ تعالیٰ کا نام ہے تو گویا رمضان اللہ تعالیٰ کا مہینہ ہے جس میں خاص تجلیات الہیہ  
سے تربیت خاص کی بشارت ہے پانچویں رمضان میں نہ کھانا نہ پینا بھی ہے اور جاگنا بھی روزہ نہ  
کھانے نہ پینے کا نام ہے جو اللہ تعالیٰ کی صفت ہے اور رمضان میں قیام اللیل اور سحری وغیرہ  
کی وجہ سے اکثر جاگنا یعنی نہ سونا بھی ہے اللہ تعالیٰ کی یہ بھی صفت ہے تو بے خواب  
خور اللہ تعالیٰ کی صفت پر رہنے کی مناسبت سے اور عبادات کی کثرت سے روزہ دار  
کو رمضان میں قرب و قرب حق تعالیٰ کا حاصل ہوتا ہے جس کا ذکر نعت مصطفیٰ  
صلی اللہ علیہ وسلم میں قاکانی نے ایک شعر میں یوں کیا ہے ۝

بہ عالمے شد کا بخانہ اسم بود و نہ رسم  
بہ محفلے شد کا بخانہ خواب بود و نہ خور

پس اس قربِ خاص سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقہ میں اُمت کو بھی  
حصہ بلا لہذا ارتقار اور عروج کے لحاظ سے رمضان مسلمانوں کے لیے روحانی معراج  
کا زمانہ ہے مرقات شرح مشکوٰۃ میں ایک حدیث ہے کہ حضور نے فرمایا اگر بند  
کو معلوم ہوتا کہ رمضان کیا چیز ہے تو میری اُمت تمنا کرتی کہ پورا سال رمضان ہی ہوتا۔  
سوال :- کیا رمضان کی آمد پر مبارک بادی اور بشارت  
دینا بھی سنت ہے؟

جواب :- جی ہاں سنت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کی آمد پر صحابہ کو بشارت  
دیا کرتے تھے۔ امام احمد اور نسائی نے حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت کیا ہے

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
يُبَشِّرُ أَصْحَابَهُ يَقُولُ قَدْ جَاءَكُمْ  
شَهْرٌ رَمَضَانَ شَهْرٌ مُبَارَكٌ كَتَبَ اللَّهُ  
عَلَيْكُمْ صِيَامَهُ فِيهِ تَفْتَحُ أَبْوَابُ  
الْجَنَّةِ وَتُغْلَقُ فِيهِ أَبْوَابُ الْجَحِيمِ  
وَ تَغْلُقُ فِيهِ الشَّيَاطِينُ فِيهِ لَيْلَةٌ  
خَيْرٌ مِنْ أَلْفِ شَهْرٍ حُرِّمَتْ خَيْرُهَا  
فَقَدْ حُرِّمَتْ۔

یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اصحاب  
کو بشارت دیا کرتے تھے اور فرماتے تھے  
آپونچا تمہارے پاس ماہ رمضان برکت  
والا مہینہ اللہ تعالیٰ نے تم پر اس کے  
روزے فرض کیے ہیں اس میں جنت کے  
دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور دوزخ  
کے دروازے بند کیے جاتے ہیں شیاطین  
کی گردنوں میں طوق ڈال دیئے جاتے ہیں

اس میں ایک رات وہ ہے جو ہزار مہینہ سے بہتر ہے محروم وہ ہے جو اس کی خیر و  
برکت سے محروم ہوا۔

(لطائف المعارف ص ۱۵۵ مواہب ص ۹۹)  
ابنِ رجب حنبلی فرماتے ہیں کہ بعض علماء نے نقل کیا ہے کہ رمضان کی آمد پر  
ایک دوسرے کو تهنیت اور مبارک باد پیش کرنے کی اصل حدیث یہی ہے جنت  
کی فتح البابی ہوتے ہی عباداتِ الہی کے دروازہ کھل جاتے ہیں منہ اور شہرم گاہ

بند ہونے سے گناہ نہ رہے تو دوزخ کے دروازہ بند ہو گئے وہ شیطان جو رگ  
رگ میں خون کی طرح دوڑتا تھا ترکِ اکل و شرب سے وہ شیطانی قوتیں جکڑ بند  
ہو گئیں ہر طرف سے خیر و برکت کی بارش ہو رہی ہے یہ مہینہ اسی لائق ہے کہ اس  
کی آمد پر مبارکباد اور بشارت دی جائے۔

## صومِ رمضان اور اس کے قمری مہینہ سے تخصیص کی وجہ نیز گرمی و سردی کے روزوں کی حکمت اور فضیلت

سوال :- اس میں کیا حکمت ہے کہ رمضان کے لیے مہینہ قمری حساب سے مقرر  
کیا گیا شمسی حساب سے کیوں نہ مقرر کیا گیا جو ہمیشہ ایک ہی موسم میں رہتا۔  
جواب :- مقصود ہی یہ تھا کہ ایک موسم نہ رہے تاکہ اطاعت گزاروں کی اطاعت  
کا امتحان ہو کہ ان کو اطاعت سے کوئی زمانہ گرم و سرد نہیں روک سکتا وہ ہر زمانہ  
میں مطیع ہیں اطاعت میں آسانی ہو خواہ تکلیف سب کو راہِ خدا میں یکساں  
فراخدی کے ساتھ قبول کرنے کے لیے تیار ہیں پھر سردی کے روزوں میں انعام  
ربانی کا یہ مشرہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ (الْغَنِيمَةُ الْبَارِدَةُ  
الصَّوْمِ فِي الشِّتَاءِ) یعنی سردی میں روزہ رکھنا غنیمتِ بارودہ ہے یعنی منفعت  
میں بلا محنت و تکلیف ثواب ملتا ہے تو گرمیوں میں انعام پر انعام یہ کہ عبادت  
اور اس کے ثواب کے ساتھ موسمِ گرما کی تشنگی کی شدت تکلیفِ تعب اور مشقت  
کا بھی ثواب ملتا ہے لہذا عبادت کا ثواب دوگنا ہو جاتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ  
علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: أَفْضَلُ الْأَعْمَالِ أَحْمَرُهَا بہترین عمل وہ ہے جس  
میں زیادہ مشقت ہو۔ لطائف المعارف میں ہے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہما کے  
وقت روزہ میں موسمِ گرما کی دوپہر کی پیاس کے مزے کو یاد فرما رہے تھے۔  
حضرت ابو بکر صدیق حضرت عمر فاروق اور حضرت عائشہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم

اجمعیں گرمی کے روزہ کو پسند فرماتے تھے۔ حضرت عامر بن عبد قیسؓ جب بصرہ سے شام آئے تو حضرت امیر معاویہؓ نے پوچھا کہ تمہاری کوئی حاجت ہے انہوں نے کہا کہ میری کوئی حاجت نہیں جب اصرار ہوا تو عرض کیا کہ میری حاجت صرف ایک یہ ہے کہ مجھے بصرہ کی گرمی کی طرف واپس کر دیا جائے تاکہ روزہ میں تکلیف و سہمت محسوس ہو اور گرمی کی پیاس کا مزہ آئے یہاں تو بہت ہی ہلکے روزے ہیں۔

حضرت ابو ذرؓ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سخت گرمی کے روزہ قیامت کی سخت گرمی سے بچنے کے لیے رکھو اور رات کی اندھیری میں دو رکعت قبر کی اندھیری سے محفوظ رہنے کے لیے پڑھو یہ ہی وہ پیاس ہے کہ جس پر روزہ دار صبر کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ کے یہاں عزت اور احترام کا وہ مقام پاتا ہے کہ جنت میں ایک خاص دروازہ ریان نامی صرف روزہ دار ہی کے لیے تیار ہو گا جس کے ذریعہ اس کو اعزازی طور پر جنت میں داخل کیا جائے گا۔ ریان کے معنی ہیں کثیر الرزق۔ رتے کے معنی ہیں (سیرابی) ریان کے معنی میں کثرت ہے اس میں مشرکہ ہے بہت پیاس سے رہنے والوں کے لیے اب خوب سیراب ہونے کا وقت آ گیا ہے تکلیفوں کا وقت ختم ہو گیا انعام کا وقت آ گیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم انطار کے وقت کیا ہی خوب عافیتے تھے۔ (رذہب الظمائم وابتلت العروق وثبت الاجد انشاء اللہ تعالیٰ) (مشکوٰۃ ص ۱۱) پیاس گئی رگمیں گیلی اور تر ہو گئیں اور اجر ثابت رہ گیا انشاء اللہ تعالیٰ۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ انبیاء اولیاء اور علماء و صدیقین و شہداء اور بالخصوص شہداء کربلا کی پیاس کے صدقہ میں ہم کو روزوں کی پیاس کی لذت عطا فرمائے اور محشر کی گرمی اور تشنگی سے محفوظ رکھے۔

ایک حکمت قمری مہینہ کے تخصیص کی یہ بھی ہے کہ تمام رتے زمین کے مسلمان مسادینہ طور پر عبادتِ الہی کے گرم اور سرد مزے چکھیں کہیں ایک جگہ سردی ہے تو دوسرے ملک میں گرمی ہے زمانہ پھر تار ہے گا تو دن بھی بدلتے رہیں گے تکلیف اور راحت کی اجارہ داری کسی ایک ملک کے لیے خاص ہو کر نہیں رہ جائے گی۔

سوال :- قمری حساب کی بنا پر یہ تو معلوم ہو گیا کہ رمضان  
 رمضان اور موسم بہار کی بہار ہر موسم میں آئے گی جس موسم میں بھی آئے گا اس  
 کی بہار موجود ہے ذرا اس پر بہار موسم کی بہار کا بھی کچھ بیان فرمائیں تو مزید عنایت  
 ہوگی؟

جواب :- رمضان عکس ہے علوی بہار کا یہ وہ موسم بہار ہے کہ جس کے آتے ہی پہلے  
 دن جنت کے پتوں سے زیر عرش پر بہار ہوا میں چلنے لگتی ہیں۔ جیسا کہ حدیث شریف  
 میں آیا ہے۔

بیشک جنت رمضان کے لیے آراستہ  
 کی جاتی ہے شروع سال سے آئندہ سال  
 تک جب اول دن رمضان کا ہوتا ہے  
 تو عرش کے نیچے جنت کے پتوں سے حورین  
 پر ایک ہوا چلتی ہے سو وہ کہتی ہیں یارب  
 ہمارے لیے اپنے بندوں میں سے ان کو شوہر  
 بنا کہ جن سے ہماری آنکھیں ٹھنڈی ہوں  
 اور ان کی آنکھیں ہم سے ٹھنڈی ہوں۔

إِنَّ الْجَنَّةَ تُخْرَفُ لِرَمَضَانَ مِنْ رَأْسِ  
 الْحَوْلِ إِلَى حَوْلِ قَابِلٍ قَالَ فَإِذَا  
 كَانَ أَوَّلَ يَوْمٍ مِنْ رَمَضَانَ  
 هَبَّتْ رِيحٌ تَحْتَ الْعَرْشِ مِنْ  
 وَرَقِ الْجَنَّةِ عَلَى الْحُورِ الْعَيْنِ  
 فَيَقُلْنَ يَا رَبِّ اجْعَلْ لَنَا مِنْ  
 عِبَادِكَ أَزْوَاجًا تُقَرِّبُهُمْ أَعْيُنًا  
 وَتَقَرِّبُ أَعْيُنَهُمْ بِنَا - (مشکوٰۃ ص ۱۲۵)

ان بندوں سے مراد روزہ دار ہیں حوروں سے زیادہ کون حسین و جمیل ہو گا۔  
 لیکن روزہ دار پر اللہ تعالیٰ کی اس عبادت سے وہ حسن اور جمال پیدا ہوتا ہے۔  
 کہ ان کے وصل کی تمنا میں حوریں کرنے لگتی ہیں۔ عموماً ہوا جب چلتی ہے تو دروازے  
 کھل کھل جاتے ہیں تو اس ہوا کے چلنے سے جنت اور آسمان کے دروازے کھل جاتے  
 ہیں۔ بخاری شریف میں ہے۔ (إِذَا جَاءَ رَمَضَانَ فَتُفْتَحُ أَبْوَابُ الْجَنَّةِ)  
 دوسری روایت میں ہے۔ (فُتِحَتْ أَبْوَابُ السَّمَاءِ) تو زمین تک ہوا میں پہنچنے  
 کے لیے اب کونسا دروازہ بند رہا جنت اور آسمان کے دروازے کھل گئے پس  
 رحمت کی ہواؤں کے جھوکوں نے اہل اسلام کی روح کو مست اور اس کی عطر بیزی

نے مشامِ جان کو معطر کر دیا دل کی کلیاں کھل گئیں عبادات سے مسلمان سرسبز ہو گئے جس طرح موسمِ بہار میں درخت سرسبز ہو جاتے ہیں اسی طرح مسلمان رمضان میں سرسبز ہوتا ہے اور نسیمِ بہار سے مست ہوتا ہے جس نے یہاں اپنے ہواؤں ہوس کو روکا، اُس پر جنت کی ہوا میں چلتی ہیں ابرِ رحمت برستا ہے جو ڈالی بھی درخت سے لگی رہتی ہیں اگرچہ خشک ہو جاتے مگر موسمِ بہار میں وہ بھی سرسبز ہو جاتی ہے ہاں جو ڈالی ٹوٹ گئی وہ موسمِ بہار کے اثرات سے محروم ہے۔ اقبال نے کیا خوب کہا ہے

ڈالی گئی جو فصلِ خزاں میں شجر سے ٹوٹ

ممکن نہیں ہری ہو محاسبِ بہار سے

ہے لازوال عہدِ خزاں اس کے واسطے

کچھ واسطہ نہیں ہے برگِ و بار سے

بلت کے ساتھ رابطہ استوار رکھ!

پیوستہ رہ شجر سے امیدِ بہار رکھ

اگر رمضان جیسے موسمِ بہار میں کوئی روزہ نہیں رکھتا ہے اور عبادتِ الہی سے سرسبز نظر نہیں آتا ہے تو وہ غور کرے کہ غیر شعوری طور پر کہیں اس کا رابطہ شجرِ بلتِ اسلام سے تو قطع نہیں ہو گیا کہ وہ اس موسمِ بہار میں بھی عبادتِ الہی سے سرسبز نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ تمام مسلمانوں کا رابطہ ایسا مضبوط اور قوی رکھے کہ رمضان کے پُر بہار موسم میں زیادہ سے زیادہ سرسبز اور شاداب ہوں۔

سوال :- رمضان میں روزہ اور قیام اور قیام کا کیا ثواب ہے؟

جواب :- حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس نے رمضان میں قیام اور قیام کیا جس کا باعث صرف ایمان اور طلبِ اجر ہے اس کے گناہ باہق کی بخشش ہو گئی۔ (بخاری)

سوال :- جو بد نصیب انسان  
 رمضان اور محرم انسان اور اس کی شرعی سزا

والے مہینہ میں بھی اس کے عبادات سے محروم رہے اس کی محرومی اور سزا کے متعلق  
 بھی کچھ تحریر فرماتیں؟

جواب :- اس شخص کی محرومی اور بدبختی کا اندازہ کرو کہ جس ماہ میں ایک ایک نفل  
 فرض کے برابر اور ایک ایک فرض ستر فرض کے برابر ہوں وہ اس ماہ میں بھی غافل  
 رہا تو مقامِ غور ہے کہ وہ کس قدر خیر و برکت سے محروم ہوا جس کسی نے بغیر رخصت  
 اور مرض کے رمضان کا ایک روزہ بھی چھوڑ دیا وہ شخص ایسی فضیلت سے محروم ہو گیا  
 کہ عمر بھر بھی روزہ رکھے تو اس کو وہ نہیں پاسکتا۔ حدیث شریف میں ہے۔

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
 مَنْ أَفْطَرَ يَوْمًا مِنْ رَمَضَانَ مِنْ غَيْرِ  
 رُخْصَةٍ وَلَا مَرَضٍ لَمْ يَقْضِ عَنْهُ  
 صَوْمُ الدَّهْرِ كُلِّهِ وَإِنْ صَامَهُ (مشکوٰۃ)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس  
 نے رمضان کے ایک دن کا بھی روزہ کسی  
 رخصت اور بیماری کے بغیر چھوڑا عمر بھر کا  
 روزہ رکھنا بھی اس کے نقصان کو پورا نہیں کر سکتا  
 دیکھو ایک دن کے روزہ چھوڑنے میں وہ دولت کھوئی کہ تمام عمر روزہ رکھنے  
 میں بھی وہ نہ ملے تو جس نے تمام مہینہ روزے نہیں رکھے وہ کس قدر بدبخت  
 محروم انسان ہے کہ ابھی اوپر گزرا کہ جو اس موسم بہار میں بھی عبادت سے سربسر  
 نہیں ہوا تو دلیل ہے کہ اس کا رابطہ دین و اسلام سے مستحکم نہیں چاہیے کہ وہ  
 پناہ مانگ کر حق تعالیٰ سے اپنا تعلق درست کرے ورنہ سبوعہ خاتمہ کا  
 اندیشہ ہے۔

سوال :- جو شخص رمضان میں کھلے بندوں کھاتا پھرے اس کے لیے کیا حکم ہے؟  
 جواب :- اوپر آپ کو معلوم ہو چکا ہے کہ ایک شخص کُلی کر رہا تھا کہ خطا بغیر  
 قصد حلق میں پانی چلا گیا تو روزہ نہیں رہا مگر پھر بھی شام تک کھانا پینا اس کو  
 بھی احترامِ رمضان کی وجہ سے منع ہے اب غور کرو کہ جس نے قصداً روزہ نہیں



رکھا اس نے کتنے جرم کیے ایک جرم قصداً افطار کا دوسرا جرم کھلے بندوں کھا کر اپنے گناہوں کی اشاعت کا تیسرا جرم رمضان کی ہتک حرمت کا چوتھا جرم خدا اور رسول کے احکام کی خلاف ورزی اور قانون شکنی کا بلکہ احکام سے سرکشی اور بغاوت کا یہ پانچواں جرم ہوا چھٹا دین کے احکام کو ہلکا سمجھنا۔ ایسے شخص کے لیے علامہ حموی شرح کنز میں تحریر فرماتے ہیں کہ اس کے لیے بادشاہ اسلام کو چاہیے کہ قتل کا حکم صادر کرے۔

بحر الرائق میں بھی فتاویٰ بزازیہ کے حوالے سے لکھا ہے کہ اس کو قتل کیا جائے گا۔ کیونکہ جو چیزیں اُس پر اللہ تعالیٰ نے حرام کر دیں اُس نے ان کو اپنے عمل سے حلال کیا۔ نیز صاحب بحر الرائق نے اپنے فتاویٰ زینبیہ میں بھی لکھا ہے کہ یہ شخص دین کی توہین کر رہا ہے اس لیے اس کا قتل جائز ہے لیکن یہ کام صرف بادشاہ اسلام کا ہے اگر بادشاہ نیک قدم نہ اٹھاتے تو برادری والے صرف اتنا کر سکتے ہیں کہ بطور تعزیر نہ اس کی دعوت قبول کریں نہ اپنے یہاں کھانے پر مدعو کریں نہ اس کو اپنے یہاں ٹھہرائیں نہ اس کے یہاں جا کر بیٹھیں اس طرح بڑھتی ہوئی بے دینی ختم ہو سکتی ہے اور یہ ہی کیا تمام خرابیوں کی اصلاح ہو سکتی ہے یہ بہت بڑی مدد ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

تَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَىٰ وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ  
(پ ۵ ع ۵) نیکی اور بھلائی کی مدد کرو گناہ اور سرکشی کی امداد نہ کرو جو کوئی بھی بادشاہ ہو یا رعایا دین کی مدد کر سکتا ہے وہ خدا کے دین کی مدد کرے وقت نہ ہے ورنہ اللہ تعالیٰ قادر ہے کہ کسی دوسری بہتر قوم کو کھڑا کر دے اور اس سے اپنے دین کی خدمت لے اور قیامت تک اس کے نام کو روشن فرما دے۔

سوال :- آپ نے ابھی اوپر بطور تعزیر فرمایا۔ تعزیر کے کتے ہیں۔ اور کیا ہر شخص کو تعزیر کا حق ہے؟

جواب :- کسی گناہ اور معصیت سے روکنے کے لیے جو ایسی سزا دی جاتی ہے جس کی سزا شریعت میں مقرر نہیں بلکہ بندہ پر چھوڑ دیا اس کو تعزیر کہتے ہیں یہ بادشاہ ہی

کے ساتھ خاص نہیں ہے بلکہ باپ کو حق ہے کہ اولاد کو سزا دے تھپڑ مارے یا زبانی ڈانٹ ڈپٹ کرے۔ شوہر کو حق ہے کہ بیوی کو سزا دے اور جس کو بھی قدرت ہو مثلاً غلام پر آقا کو قدرت ہے یا چودھری پنچوں کو برادری پر قدرت ہے یا جس کو جس نوع کی بھی قدرت حاصل ہو اسی کو حق ہے کہ نیکی پھیلائے اور گناہ و بُرائی کو دور کرے۔ قرآن کریم میں ہے۔ **كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ** (پا ع ۲) اس طرح روک روک سے خرابیوں کی اصلاح کا باب کھول دیا تو حکومت بھی بھلائیوں کی دولت سے مالا مال ہو جائیگی۔

سوال :- جو شخص قصداً بلا عذر رمضان المبارک کے روزے نہ رکھے آخرت میں اس کی سزا کیا ہے؟

جواب :- جہنم اور دوزخ اس کا ٹھکانہ ہے۔ حدیث شریف ملاحظہ فرمائیے۔

ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم صعد المنبر فقال امین اوین امین قیل یا رسول اللہ انک صعدت المنبر قلت امین امین امین فقال ان جبریل اتانی فقال من ادرك شهرد رمضان فلم یغفر له فدخل النار فابعدہ اللہ قل امین فقلت امین ومن ادرك ابویہ او احدہما فلم یبرہما فمات فدخل النار فابعدہ اللہ قل امین نقلت امین ومن ذکرک عندہ فلم یصل علیک فمات فدخل النار

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر تشریف فرما ہوتے تو آپ نے آمین آمین آمین فرمایا کسی نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ منبر پر چڑھے آپ نے دین دفعا آمین کہا آپ نے فرمایا ہاں میرے پاس جبرائیل آئے اور کہا کہ جس نے رمضان کا مہینہ پایا اور اس کی بخشش نہ ہوئی دوزخ میں گیا روزہ نہ رکھ کر خدا اس کو اپنی رحمت سے دور کرے فرمائیے آمین میں نے کہا آمین اور جس نے اپنے والدین کو پایا یا ان میں سے کسی ایک کو اور ان کے ساتھ اچھا سلوک نہ کیا وہ دوزخ میں گیا خدا اس کو

لہ تم بہتر ہو ان سب امتوں میں جو لوگوں میں ظاہر ہو میں بھلائی کا حکم دیتے ہو اور برائی سے منع کرتے ہو

فَابْعَدَهُ اللَّهُ قُلَّ امِينٌ قُلْتُ امِينٌ رحمت سے دُور کرے فرمائیے امین میں نے  
 صحیح ابن حبان عن ابی ہریرۃ، لطائف کہا امین جس کے سامنے آپ کا ذکر ہوا اور  
 المعارف ص ۲۲۵ اس نے آپ پر ورو نہ پڑھا مر گیا اور

دوزخ میں گیا خدا اس کو رحمت سے دُور کرے فرمائیے امین میں نے کہا امین۔  
 بعض تو اس قدر ضعیف الایمان ہو گئے ہیں کہ وہ جنت دوزخ عذابِ آخرت کے  
 نام پر بھی ہنستے ہیں وہ صرف اسی دُنیا کو جانتے ہیں اور آخرت سے غافل ہیں یہ کافرانہ  
 نظریہ ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں فرمایا۔ يَعْلَمُونَ ظَاهِرًا مِّنَ الْحَيَاةِ  
 الدُّنْيَا وَهُمْ عَنِ الْآخِرَةِ هُمْ غَافِلُونَ مومن کی نظر آخرت کے عذاب  
 و ثواب سے کبھی نہیں ہٹ سکتی۔ دینِ اسلام کی طرف سے آنکھ بند کر لینے سے عذاب  
 الہی نہیں ٹلتا ہے خرگوش شکاری سے اول بھاگتا ہے آخر میں آنکھ بند کر کے سمجھ لیتا  
 ہے کہ میری نظر کے آگے کچھ نہیں تو واقع میں بھی کچھ نہیں لیکن یہ خیال غلط نکلتا ہے  
 اور نشانہ بن کر ہلاک ہوتا ہے عذابِ برحق ہے دوزخ سے بچنے کے لیے روزہ پیر  
 ہے روزہ رکھو اور دوزخ کے بھڑکتے ہوئے شعلوں سے اپنے کو بچاؤ اور اللہ رسول کے  
 فرمان پر اعتماد کر کے عمل کی قوت پیدا کرو۔

سوال :- رمضان شریف میں جو دو بخشش  
 رمضان اور عام جو دو بخشش کے متعلق بھی کچھ فرمائیے؟

جواب :- جو دو بخشش اللہ تعالیٰ کی صفت ترمذی شریف میں ہے کہ (إِنَّ اللَّهَ  
 جَوَادٌ يُحِبُّ الْجُودَ كَرِيمٌ يُحِبُّ الْكَرَمَ) اس ماہ میں اللہ تعالیٰ کی جو دو بخشش  
 المضاعف ہو جاتی ہے اوقاتِ خاص میں کریم کا کرم اور بھی زیادہ ہو جاتا ہے منجملہ  
 ان اوقات کے ماہِ رمضان المبارک بھی ہے۔ اس ماہ میں اللہ تعالیٰ دوزخ سے  
 کتنے ہی بندوں کو آزاد فرماتا ہے۔ ترمذی ابن ماجہ میں ہے۔ (وَاللَّهُ عَتَقَ مِنْ

لے جانتے ہیں آنکھوں کے سامنے کی دنیوی زندگی اور وہ آخرت سے پورے بے خبر ہیں (پ ۱۴۴)  
 لہ اللہ تعالیٰ سخی ہے سخاوت کو پسند کرتا ہے کریم ہے کرم کو پسند فرماتا ہے۔

النَّارِ وَذَلِكَ كُلُّ لَيْلَةٍ) یہ کرم رمضان کی ایک دو رات میں نہیں رہتا بلکہ ہر رات رہتا ہے۔ اس ماہ میں مومن کو رزق زیادہ دیا جاتا ہے۔ حدیث شریف میں ہے۔ (شخصاً) فِيهِ يُزَادُ رِزْقُ الْمُؤْمِنِ رِزْقُ جِسْمَانِي كِي طَرَحِ رِزْقِ رُوحَانِي یعنی علوم و معارف کی جو دو بخشش بھی اس ماہ میں کثرت سے رہتی ہے حق تعالیٰ نے سائل اور حاجت مندوں کی حاجت روانی اور بخشش فرمانے کے لیے دُعاؤں کی قبولیت کے مواقع بھی اس میں بجزرت رکھے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم چونکہ متخلق باخلاق تھے اس لیے جو دو کرم آپ کی بھی صفت ہوئی۔ ہر چیز میں آپ کی بخشش عام تھی خواہ تعلیم علوم و معارف ہو یا اطعام طعام یا بذلہ مال ہو یا دیگر منافع کا ایصال غرضیکہ اس درپاک سے بھی ہر وقت انعام ملتا رہتا تھا۔ لوگوں کی حاجتیں پوری ہوتی تھیں اور رمضان میں تو اس عطا و بخشش میں رفتار ہوا کی رفتار سے بھی زیادہ تیز ہو جاتی تھی۔ بخاری شریف میں ہے۔ رَكَانَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اجْوَدُ النَّاسِ بِالْخَيْرِ وَكَانَ اجْوَدَ مَا يَكُونُ فِي رَمَضَانَ یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تمام خیروں کی عطا و بخشش میں سب لوگوں سے بڑھ کر سخی تھے اور رمضان میں اس سے بھی بڑھ کر آپ بخشش فرمانے والے ہوتے تھے۔

رمضان میں اللہ تعالیٰ دوزخ سے بندوں کو آزاد فرماتا ہے تو آپ بھی غلاموں کو آزاد فرماتے تھے۔ مشکوٰۃ میں ہے رَكَانَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا دَخَلَ رَمَضَانَ أَطْلَقَ كُلَّ أَسِيرٍ وَأَعْطَى كُلَّ سَائِلٍ، جب رمضان آتا تو آپ ہر قیدی کو آزاد فرماتے تھے اور ہر سائل کو عطا فرماتے۔ امت کو بھی شہر المؤمنین فرما کر ہمدردی اور عطا و بخشش کی طرف مائل فرمایا پس چاہیے اگر قرضداروں کی گردن قرض میں پھنس رہی ہو تو اس کی مدد کر کے اس کی گردن کو آزاد کرائیں اور پادشاہ کو چاہیے کہ قیدیوں کو اس ماہ میں آزاد کرے۔ اہل قلم اہلکار وغیرہ کو چاہیے کہ اپنی جنبش قلم سے

نفع پہنچاتیں۔ لوگوں کو چاہیے حاجات پوری کریں۔ بزرگوں کو چاہیے پند و نصائح کریں۔  
 علماء کو چاہیے علوم پہنچاتیں۔ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ رمضان میں درس قرآن دیتے  
 تھے۔ اہل اللہ کو چاہیے فیضان الہی بندگانِ خدا کو پہنچاتیں غرضیکہ جس کے قبضہ میں  
 جو بھی نفع پہنچانا ہو رمضان میں اس کی جو دو بخشش فراخ دلی کے ساتھ کرے حضرت  
 شاہ غلام علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ خلفاء کو خلافت اسی ماہ میں عطا فرماتے تھے غرضیکہ  
 کوئی مجوس ہے شرک و کفر میں کوئی تکالیف میں کوئی جہالت میں سب کی رہائی کا فکر  
 ہونا چاہیے ہر نوع کی جو دو بخشش ہو۔

سوال :- کیا اس ماہ میں زکوٰۃ اور صدقات دینا  
 رمضان اور زکوٰۃ و صدقات بھی افضل ہے؟

جواب :- جی ہاں افضل ہے۔ ترمذی شریف میں ہے۔ رَافِضَلُ الصَّدَقَةِ  
 صَدَقَةٌ فِي رَمَضَانَ (یعنی افضل صدقہ رمضان کا صدقہ ہے رمضان میں روزہ  
 کے ساتھ زکوٰۃ دینے میں لطیف نکتہ یہ بھی ہے کہ روزہ میں اساک ہے اور زکوٰۃ و  
 صدقات میں انفاق اس میں اشارہ ہے کہ اساک مسلم کا اپنے نفع اور ذخیرہ اندوزی  
 کے لیے نہیں ہوتا بلکہ دوسروں پر خرچ و انفاق کے لیے ہوتا ہے۔ اور یہی جو دو کم  
 اور ایشا ہے۔

سوال :- کیا رمضان میں روزہ کشائی کی فضیلت  
 رمضان اور روزہ کشائی بھی زیادہ ہے؟

جواب :- جی ہاں زیادہ ہے یہ دوزخ سے آزادی و رہائی اور گناہوں کی مغفرت  
 و بخشش کا سبب ہے۔ حدیث شریف میں ہے۔

جس نے رمضان میں کسی روزہ دار کو روزہ  
 افطار کرا دیا اس کے لیے گناہوں کی بخشش  
 ہے اور وہ دوزخ سے آزاد ہے اس کا  
 اجر روزہ دار کے اجر کے مثل ہے بغیر اس

مَنْ فَطَّرَ فِيهِ صَائِمًا كَانَ لَهُ مَغْفِرَةٌ  
 لِدُنُوبِهِ وَعَنْ رَقَبَتِهِ مِنَ النَّارِ  
 كَانَ لَهُ مِثْلَ أَجْرِهِ مِنْ غَيْرِ أَنْ  
 تَنْتَقِصَ مِنْ أَجْرِهِ شَيْءٌ قُلْنَا يَا رَسُولَ

اللَّهُ لَيْسَ كُنَّا نَجِدُ مَا نَفْطِرُ بِهِ الصَّائِمَ  
فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
يُعْطِي اللَّهُ هَذَا الثَّوَابَ مَنْ فَطَرَ  
صَائِمًا عَلَى مَذْقَةِ لَبَنٍ أَوْ تَمْرَةٍ أَوْ  
شَرْبَةٍ مِنْ مَاءٍ وَمَنْ أَشْبَعَ صَائِمًا  
سَقَاهُ اللَّهُ تَعَالَى مِنْ حَوْضِي شَرْبَةٍ  
لَا يَظْمَأُ حَتَّى يَدْخُلَ الْجَنَّةَ.

(مشکوٰۃ - کتاب الصوم)

کے کہ روزہ دار کے اجر میں کچھ کمی آئے ہم  
نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم سب کے سب تو  
وہ چیزیں نہیں پاتے جس سے روزہ دار کو  
افطار کرائیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ یہ ثواب ہر  
اُس شخص کو عطا فرماتا ہے جو روزہ دار کو تسی یا  
کھجور یا ایک گھونٹ پانی پر افطار کرے اور  
جس نے پیٹ بھر کر روزہ دار کو کھلا دیا اللہ

اس کو میرے حوض کوثر سے اتنا سیراب کرے گا کہ اس کے بعد پیاسا نہیں ہوگا یہاں تک  
کہ جنت میں داخل ہو۔

مقام غور ہے کہ جب ایک گھونٹ پانی سے افطار کا یہ ثواب ہے تو برف اور  
شربت پر افطار کا کیا ثواب ہوگا۔ افضل یہ ہے کہ جو خود کو پسند ہو اس پر افطار کرانے  
لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتَّى تُنْفِقُوا مِمَّا تُحِبُّونَ

سوال :- کسی کے یہاں روزہ کشانی میں اگر  
جانا ہو تو کیا پڑھے؟  
جواب :- آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے  
یہ پڑھا تھا۔

نیک اور برابر لوگ جس کا کھانا  
کھائیں یہ اس کو ایک قابل  
ذکر فضیلت حاصل ہوتی

یعنی تمہارے یہاں روزہ داروں نے افطار  
کیا برابر اور نیک لوگوں نے کھانا کھایا  
فرشتوں نے تم پر درود بھیجا۔

أَفْطَرَ عِنْدَكُمْ الصَّائِمُونَ وَآكَلَ  
طَعَامَكُمْ الْأَبْرَارُ وَصَلَّتْ عَلَيْكُمْ  
الْمَلَائِكَةُ

اے ہرگز نہ حاصل کر سکو گے نیکی میں کمال جب تک نہ خرچ کرو اپنی پیاری چیز سے کچھ۔

اس سے چند فوائد معلوم ہوتے۔ (۱) اَفْطَرَ عِنْدَكُمْ الصَّائِمُونَ میں جمع کے ہر صیغہ نے یہ بتلایا کہ تمام فضیلت افطاری میں روزہ داروں کے جمع کرنے میں ہے نہ کہ پیٹ بھرے بے روز دار امیروں کے جمع کرنے میں۔ (۲) اَكَلَ طَعَامَكُمْ الْاَبْرَارُ سے معلوم ہوا کہ انسان کی بہت بڑی تعریف اور تحسین عزت اور فخر اس میں ہے کہ اُس کا کھانا نیک اور ابرار کھائیں اور وہ احسان کھلانے کا نہ رکھے۔ بلکہ احسان قبول کرے کہ ان حضرات نے کھانا کھایا اور ثواب دلوا یا۔ (۳) صَلَّتْ عَلَيْكُمْ الْمَلَائِكَةُ سے ثابت ہوا کہ یہ کھلانا فرشتوں کی دُعا اور درود کا سبب ہے۔ حاصل یہ ہے کہ روزہ کشانی میں مغفرت اور دوزخ سے آزادی و رہائی روزہ دار کے مثل اجر و ثواب فرشتوں کی دُعا اور درود نیک ابرار لوگوں کے کھلانے کی فضیلت حاصل ہوتی ہے۔ علاوہ اس کے روزہ دار اس کھانے کی قوت سے جو کچھ بھی عبادت کرے گا یہ اس کے ثواب میں شریک ہوگا جیسا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ:

وَمَا عَمِلَ الصَّائِمُ مِنْ اَعْمَالِ الْبِرِّ  
اِلَّا كَانَ لِصَاحِبِ الطَّعَامِ مَا دَامَ  
قُوَّةُ الطَّعَامِ فِيْهِ۔  
(لطائف المعارف عن الطبرانی)

روزہ دار بھلائی کے اعمال میں سے کوئی  
بھی نیک کام نہیں کرے گا مگر اس میں  
حصہ صاحب طعام کے لیے بھی ہے  
جب تک کہ اس میں کھانے کی قوت ہے

سراقات کی ایک حدیث میں یہ ایک مضمون اور زائد ہے کہ جو شخص رمضان کی رات میں کسبِ جلال سے کسی کو افطار کرانے کا فرشتے اُس پر درود بھیجیں گے اور شبِ قدر میں اُس سے مصافحہ کریں گے۔

سوال :- کیا نماز مغرب سے پہلے افطار کرے یا بعد میں مسجد میں افطار کرے یا گھر میں مسجد میں افطار کے لیے کھانا اور پینا جاتز ہے یا نہیں اور آگ پر پچی ہوئی چیز پر افطار کرے یا نہیں۔ افطار میں افضل کیا ہے؟

جواب :- ان سب باتوں کا جواب حدیثِ ذیل میں ہے۔

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
يُفْطِرُ قَبْلَ أَنْ يُصَلِّيَ عَلَى رُطَبَاتٍ فَإِنْ  
لَمْ تَكُنْ رُطَبَاتٌ فَتَمِيرَاتٍ فَإِنْ لَمْ تَكُنْ  
تَمِيرَاتٌ حَسَا حَسَوَاتٍ مِنْ مَاءٍ (مشکوٰۃ)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم قبل از نماز افطار  
فرماتے تھے چند کھجوروں پر یہ اگر نہ ہوتیں  
تو چند خشک کھجوروں پر اور اگر یہ بھی نہ ہوتیں  
تو پھر چند گھونٹ پانی پر افطار فرماتے۔

(۱) اس حدیث سے یہ معلوم ہو گیا کہ افطار نماز مغرب سے پہلے کیا جائے۔  
(۲) یہ حدیث مطلق ہے اس میں یہ کوئی قید نہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم  
نے افطار مسجد میں فرمایا یا گھر میں تو دونوں جگہ افطار جائز ہوا۔ چنانچہ مرقات ص ۱۲  
ہے۔ (لِئِنْ اُطْلِقَ الْاِحَادِيثِ ظَاهِرٌ فِي اسْتِثْنَاءِ حَالِ الْاِفْطَارِ) (۱۳) اس  
حدیث سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ ایسی چیز پر افطار کیا جائے جس کو آگ نے مس نہ کیا ہو۔ بلکہ  
ایک حدیث میں تو اس کا سراحہ کے ساتھ ذکر ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایسی  
چیز پر افطار پسند فرماتے تھے جس کو آگ نے مس نہ کیا ہو جیسا کہ مرقات میں ہے  
كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
يُحِبُّ أَنْ يُفْطِرَ عَلَى ثَلَاثِ تَمَرَاتٍ  
أَوْ شَيْءٍ لَمْ تُصَبَّهُ النَّارُ (مرقات ص ۱۲)

رسول اللہ علیہ وسلم پسند فرماتے تھے۔  
کھجوروں پر افطار فرمائیں یا ایسی چیز پر  
جس کو آگ نے نہ مس کیا ہو۔

(۴) حدیث کی ترتیب سے معلوم ہوا کہ مقدم حضرت نے کھجوروں کو کیا اس سے  
معلوم ہوا کہ افضل افطار کھجور پر ہے شرعاً الاسلام میں بھی یہی ہے کہ کھجور پر افطار افضل  
ہے۔ مشکوٰۃ کی حدیث میں ہے۔ (إِذَا أَفْطَرَ أَحَدُكُمْ فَلْيُفْطِرْ عَلَى تَمْرٍ فَإِنَّهُ  
بَرَكَهٌ فَإِنْ لَمْ يَجِدْ فَلْيُفْطِرْ عَلَى مَاءٍ فَإِنَّهُ طَهُورٌ) اس کے تحت طبری کے حوالہ  
سے لکھا ہے کہ اس میں کثیر ثواب ہے مگر اوپر والی حدیث میں مقدم مذقۃ اللبن ہے  
تو معلوم ہوا کہ اول لسی پر افطار افضل ہے جیسا کہ مرقات میں ہے۔ (وَفِي تَقْدِيمِ  
الْمَذْقَةِ إِشَارَةٌ إِلَى أَنَّهَا أَفْضَلُ مِنَ التَّمْرِ) تو اس کا فیصلہ اس طور پر ہے  
کہ دونوں اپنی اپنی جگہ پر مقدم ہیں سرولوں میں اول افطار کھجور پر کرے اور گرمیوں  
لہ کسی کے مقدم کرنے میں اس طرف اشارہ ہے کہ یہ کھجور سے افضل ہے





شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِي أُنزِلَ فِيهِ الْقُرْآنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنَاتٍ لِّمَن رَّزَقَهُهُ مِنَ الْغَيْبِ ۚ

کہ جس میں قرآن اُترا چونکہ رمضان میں کھانے پینے کے بھاریاتِ مُظلمہ سے نورِ عقل و فہم تار یک نہیں رہتا بلکہ ذہن صاف اور روح مُخلّی و مصفّیٰ رہتی ہے اس لیے قرآن پاک کی تلاوت اس میں از بس مفید ہے صفائی باطن کے سبب پڑھنے والا انوارِ تلاوت اور قرآن کی تجلیات سے جگمگا اُٹھے گا۔ مضامین قرآنی میں خوب غور و فکر ہوگا اکل و مشرب سے فارغ ہے کمال فراغت و یکسوئی کے ساتھ قرآن پاک کی تلاوت ہوگی۔ قرآن پاک ہماری اصلاح دین کے لیے اُتر ہے لازم ہے کہ ہر روز اس کی تلاوت کی جائے ورنہ سال بھر میں تو ایک موقع پر ایسا ضرور ہونا چاہیے کہ تمام مسلمان اس مقدس اور مذہبی کتاب کی طرف جھک پڑیں زندگی گزارنے کے آئین اور قوانین معلوم کریں اس کے معارف اور علمی اسرار اور نیکات سے ذوق اُٹھائیں۔ اخلاقِ حمیدہ اور اعمالِ صالحہ حاصل کریں مرنے کے دن اور آخرت کی تیاری میں مصروف ہوں اس کے لیے رمضان کا مہینہ نہایت ہی موزوں اور مناسب مہینہ ہے۔ حضرت امام ابوحنیفہ اور امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہما رمضان میں ساٹھ ساٹھ قرآن ختم کرتے تھے۔ حضرت سفیان ثوری تمام وظائف چھوڑ کر تلاوتِ قرآن کی طرف متوجہ ہو جاتے تھے۔ امام زہری فرماتے ہیں کہ اب یہ مہینہ اطعامِ طعام اور تلاوتِ قرآن کا شروع ہو گیا۔

یہ وہ کتاب ہے کہ جو اس کو پڑھے گا اور اس کی ہدایات پر عمل کرے گا۔ اللہ تعالیٰ اُس کے مرتبہ کو بلند کرے گا اور جو اس کو چھوڑے گا اس کو پست کرے گا۔ جیسا کہ حدیث شریف میں ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بیشک اللہ بلند کرتا ہے اس کتاب کے ذریعہ قوموں کو اور پست کرتا ہے اسی کے سبب دوسروں کو۔

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللَّهَ يَرْفَعُ بِهَذَا الْكِتَابِ أَقْوَامًا وَيَضَعُ بِهِ الْآخَرِينَ ۚ

(مسلم مشکوٰۃ ص ۱۷۱)

یہ وہ کتاب ہے کہ جو اس میں مشغول ہوگا اللہ تعالیٰ مانگنے والوں سے زیادہ عطا فرمائے گا۔ حدیث شریف میں ہے۔

میرے ذکر اور سوال سے جس کو قرآن نے مشغول کر دیا اس کو تمام سوال کرنے والوں سے زیادہ عطا کروں گا اور اللہ کے کلام کی فضیلت تمام کلاموں پر ایسی ہے جیسے اللہ کی فضیلت تمام مخلوق پر

مَنْ شَغَلَهُ الْقُرْآنُ عَنْ ذِكْرِي وَمَسْئَلِي أَعْطَيْتُهُ أَفْضَلَ مَا أُعْطِيَ السَّائِلِينَ وَفَضْلُ كَلَامِ اللَّهِ عَلَى سَائِرِ الْكَلَامِ كَفَضْلِ اللَّهِ عَلَى خَلْقِهِ (مشکوٰۃ ص ۱۷۸)

قرآن میں مشغول ہونا صرف تلاوت ہی کے ساتھ خاص نہیں مطالعہ تفاسیر و رسد تدریس قرآن سے استنباط مسائل تفاسیر کی تالیف و تصنیف عمل بالقرآن سب کو شامل ہے یہ سب عطا و بخشش کے وسائل ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں اہل کتاب کے بارے میں فرمایا۔ وَلَوْ أَنَّهُمْ أَقَامُوا التَّوْرَةَ وَآلِ الْإِنْجِيلِ وَمَا أُنزِلَ إِلَيْهِمْ مِنْ ذِكْرِهِمْ لَآكَلُوا مِنْ فَوْقِهِمْ وَمِنْ تَحْتِ أَرْجُلِهِمْ (پس ۱۱۳) اگر یہ لوگ قائم رہتے تو ریت اور انجیل اور قرآن پر تو یہ رزق پاتے اور اپنے پاؤں کے تلے سے۔ بہر حال قرآن کریم برکات و اربین کا وسیلہ ہے اشعۃ اللمعات میں ہے کہ شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ سالک و راہ سلوک قرآن کو جس قصد سے پڑھے گا اللہ تعالیٰ اس کے مقصد کو پورا فرمائے گا۔

سوال :- براہ کرم قرآن پاک پڑھنے اور تلاوت کرنے کا طریقہ تلاوت قرآن

جواب :- سواک کر کے اچھے اور عمدہ کپڑوں میں طہارت کے ساتھ قبلہ رو ہو کر بیٹھے اور سمجھے کہ اللہ تعالیٰ کے روبرو ہے اول اَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ پڑھے کہ یہ واجب ہے پھر بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ پڑھے کہ تلاوت شروع کرے اگر کچھ پڑھا لکھا ہے تو ترجمہ والا قرآن پڑھے اور معنی میں غور کرتا جائے اور اگر عالم ہے تو کسی تفسیر کو بھی سامنے رکھ کر قرآن کے معارف و نکات اور عجائب و غرائب پر

غور کرتا جائے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے عین العلم میں مروی ہے۔ راقِدُوا  
 الْقُرْآنَ وَالشَّمْسُ عِنْدَ آيَةِ كَقُرْآنٍ يُرْهَوُا اس کے عجائب و غرائب  
 تلاش کرو۔ رجوعیت الی اللہ اور کمال انابت کے ساتھ قرآن کی تلاوت کی جائے تاکہ فہم  
 معنی عطا ہو کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَتَبْصِرَةٌ وَذِكْرِي يُكَلِّمُ عَبْدًا مُّنبِئًا ۝۱۵  
 دوسرے مقام پر ارشاد ہے وَمَا يَذَّكَّرُ إِلَّا أَمَّنْ يُنِيبُ (پلاغ ۷) کہ قرآن سے اثر پذیر  
 عبد منیب ہی ہوگا۔ انبیاء اور رسولوں کی حکایات اور قصص کو پڑھے، تو صبر و استقامت  
 اور ان کے ایمان اور خدائے تعالیٰ کے وعدوں پر سچتہ بھروسہ اور توکل سے دل کو مضبوط  
 کرے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا مَا نُفِثْتُ بِهِ فُؤَادَكَ كَمَا نَفِثْنَا بِهَذَا الْقُرْآنِ لِقَوْمٍ  
 حُكَايَاتِ كَوْبِيَانِ كَمَا هِيَ تَاكَمَا هُم تَهَارُوْنَ دِلَّ كَو مَضْبُوطِ كَرِي مَنكِرِيْنِ كِي تَبَاهِي كَا ذَكْرُ حَبِ  
 قُرْآنِ مِيْنِ آتِي تَو عَمِيْرَتِ حَاصِلِ كَرِي كُوْنِي آيَةِ عَذَابِ كِي آتِي يَادُوْرِيْخِ كَا ذَكْرُ هُو تُو  
 اِبْنِي بَدَا عَمَالِيْ اُوْر كَنَاهُوْنَ سِي دُرِي كُوْنِي آيَةِ رَحْمَتِ يَاحْتَبِ اُوْر اس كِي نَعْمَتُوْنَ كِي  
 ذَكْرِ مِيْنِ آتِي تُو اُوْر كُجْه نِيكِ كَامِ هُو اُوْر تُو اس سِي خُوْشِ هُو اُوْر آيِنْدِه مَزِيْدِ طَاعَاتِ  
 كِي تَوْفِيْقِ اُوْر اِيْمَانِ كِي مَضْبُوطِي كُو اللّٰهُ تَعَالٰى سِي طَلْبِ كَرِي اُو اِيْمَانِ نُو اِيْمَانِ اِحْكَامِ  
 كِي آيَاتِ پَر سِي كَذَرِي تُو عَمَلِ كِي كُو تَبَاهِي اُوْر تَقْصِيْرِي پَر نَادِمِ اُوْر عَمَلِيْنِ هُو تُو بِي كَرِي  
 عَمَدِ كَرِي كِي آيِنْدِه نَا فَرْمَانِي نِيْنِ كَرِي كَا۔ يِي هِي قُرْآنِ كِي تَلَاوْتِ كَا طَرِيْقِه۔ صِيح  
 حَدِيْثِ مِيْنِ هِي (اَهْلُ الْقُرْآنِ هُمُ اَهْلُ اللّٰهِ وَخَاصَّتُهُ) كِي قُرْآنِ  
 دِلِي هِي اِهْلِ اللّٰهِ اُوْر اللّٰهُ كِي خَاصِ بِنْدِي هِي۔ اللّٰهُ تَعَالٰى قُرْآنِ مِيْنِ تَدْرِيْبِ كَرِي  
 دَالُوْنَ كِي نَدْبِتِ فَرْمَانَا هِي۔ اَهْلًا يَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْآنَ (پس ۸) كِي  
 قُرْآنِ مِيْنِ غُوْر نِيْنِ كَرِي۔ پَسِ مَطْلُوْبِ يِي هِي كِي آيَاتِ كُو تَدْرِيْبِ كِي سَا تَحْهُ پَر مَهَا جَانِي  
 قُرْآنِ كِي لِي نَظَرِ وَنَظَرِ هِي عِيْنِي اس كِي كَهْلِي اُوْر ظَاهِرِ مَعْنِي بِي هِي اُوْر اِيْسِي پُوْشِيْدِه  
 مَعْنِي بِي هِي حِنِ كِي طَرَفِ قُرْآنِ مِيْنِ خَفِيْ اَشْرَاطِ هِي پَسِ فِهْمِ قُرْآنِ كَا حَقِ اِيْسِي قُوْتِ  
 اَدَا هُو كَا كِي حَسْبِ مَقْدَرَتِ بَارِبَارِ غُوْر وَفَكْرِ كِي سَا تَحْهُ تَلَاوْتِ كَرِي تَا كِي مَعَالِي كَثِيْرِه  
 اس پَر كَهْلِيْنِ۔

تین چیزیں ہیں جو تحت عرش قیامت کے دن بندوں سے جھگڑا کریں گی (اول قرآن ہے جس کے لیے ظہر و بطن ہے (دوم) انت ہے (سوم) قرابت رشتہ داری ہے یہ پکار کر کہیں گے کہ آگاہ ہو جو ہم سے ملا اس

ثَلَاثَةٌ تَحْتَ الْعَرْشِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ الْقُرْآنُ يُحَاجُّ الْعِبَادَ لَهُ ظَهْرٌ وَبَطْنٌ وَالْأَمَانَةُ وَالرَّحْمَةُ تُنَادِي الْأَمَنُ وَصَلَّتِي وَصَلَّهُ اللَّهُ وَمَنْ قَطَعَنِي قَطَعَهُ اللَّهُ - (شرح السنہ)

کو اللہ کا وصل ہے اور جس نے ہم کو قطع کیا اس کو اللہ قطع کرے۔

پس تلاوت کو نہ چھوڑو تدبر و تفکر کے ساتھ جیسا کہ اوپر طریقہ بیان ہوا اس کے موافق تلاوت کرو اور ہمیشہ اس کو وظیفہ میں رکھو خصوصاً رمضان کے مہینہ میں کبھی اس کی تلاوت نہ چھوڑو۔

سوال :- کتنے دن میں قرآن ختم کرے؟

جواب :- حدیث شریف میں ہے۔

نہیں سمجھا وہ کہ جس نے قرآن پڑھا میں

لَمْ يَفْقَهُ مِنْ تَسَاءَلِ الْقُرْآنِ فِي أَقَلِّ

مِنْ ثَلَاثٍ (مشکوٰۃ عن الترمذی ابی اورد الدری)

اور ظاہر ہے کہ قرآن کو حرف بہ حرف ادائیگی مخرج سے سمجھ کر تدبر اور تفکر

کے ساتھ پڑھنا چاہیے۔ سبقت میں قرآن سمجھ میں نہ آئے گا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تین دن سے کم میں جس نے پڑھا وہ قرآن کو نہ سمجھا۔ سرفات میں ہے سلف صالحین کی ایک جماعت نے تو اس حدیث کے ظاہر پر عمل کیا کہ تین دن سے کم میں ختم کرنے کو مکر وہ سمجھا وہ پورے ہی تین دن میں ختم کرتے تھے مگر دوسرے حضرات نے فرمایا کہ مفہوم عدد صحیح تر قول کی بنا پر لائق حجت نہیں مقصود فہم معانی ہے اگر کم سے کم مدت میں بھی وہ حاصل ہو خواہ بزور کرامت ہی حاصل ہو جائز ہے۔ چنانچہ طبری لسان اور ببط زمان کے بہت سے واقعات کتابوں میں درج ہیں ان میں سے حضرت شیخ موسیٰ اندرانی کے حال میں لکھا ہے کہ دن رات میں ستر ہزار قرآن پڑھتے تھے۔ یہ ہی حضرت حجر اسود کو بوسہ دے کر

قرآن شروع کرتے بابِ کعبہ کے محاذات میں جب آتے تھے۔ تو قرآن ختم ہو جاتا تھا اور اکثر حضرات کو ہر دن میں ایک ایک قرآن ختم کرنا تو کچھ مشکل ہی نہ تھا بعض نے دن رات میں دو دو قرآن بعض نے تین تین ختم کیے۔ ایک ایک رکعت میں ختم قرآن تو بہت سے حضرات نے کیا مثل حضرت عثمان غنی، تیمم دارمی، سعید بن جبیر رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔

تین دن سے زائد میں حضرات کے مختلف طریقے رہے بعض دو ماہ میں ایک قرآن ختم کرتے تھے بعض ایک ماہ میں کرتے تھے بعض ہر عشرہ میں بعض ہر سات دن میں ایک قرآن ختم کرتے تھے جس پر اکثر صحابہ کا عمل رہا علامہ نووی نے فرمایا کہ قول مختار یہ ہے کہ باختلاف اشخاص اس کا حکم مختلف ہے لطائف اور معارف قرآنی کے فہم کے ساتھ تلاوت جتنی بھی کر سکے اس پر اکتفا کرے غرض فہم معانی سے ہے۔ اگر کوئی نشر علم میں مشغول ہے یا مقدمات کے فیصل کرنے میں تو اتنا پڑھے جتنا پڑھنا ان کاموں سے اس کو نہ روک سکے لطائف المعارف میں مذکور بالا حدیث کی ایک توجیہ یہ بھی کی ہے کہ تین دن سے کم میں نہ ختم کرنا چاہیے مگر خاص جگہ خاص اوقات اس سے مستثنیٰ ہیں مثلاً مکہ مکرمہ میں یا رمضان یا شبِ قدر میں جتنا بھی ہو سکے پڑھے اس پر علماء کا عمل شاہد ہے۔ لطائف المعارف میں ہے، کہ رمضان میں بکثرت تلاوت قرآن کرنا مستحب ہے۔ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ جب رمضان آتا تو درس حدیث کو چھوڑ کر تلاوت میں مصروف ہو جاتے۔ فتح القدر میں ہے کہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ رمضان شریف میں اکٹھ قرآن ختم کرتے تھے ایک دن میں ایک رات میں ایک تراویح میں۔

غرض کہ جب تک دل نہ اکتائے نشاط باقی رہے جتنا ہو سکے پڑھتا رہے۔ بخاری اور مسلم میں ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اِقْرَءُوا الْقُرْآنَ مَا اُتِلَتْ عَلَيْهِ قُلُوبُكُمْ فَاِذَا اِخْتَلَفْتُمْ فَقَوْمُوا عَلَيْهِ

لہ قرآن پڑھو جب تک تمہارے دل اس پر لگے رہیں اور جس وقت دل اکتا جائیں تو ٹھہر جاؤ۔



سوال :- ختمِ قرآن کے لیے کون سا وقت بہتر ہے ؟

جواب :- گرمیوں میں صبح اور سردیوں میں اول شب کو قرآن ختم کرنا بہتر ہے کیونکہ حدیث شریف میں ہے کہ جس نے شروع دن میں قرآن ختم کیا شام تک فرشتے استغفار کرتے ہیں اور جس نے شروع رات میں ختم کیا صبح تک استغفار کرتے ہیں گرمیوں میں دن بڑا ہوتا ہے تو صبح کو ختم کرنے میں استغفار دن میں زیادہ ہوگا اور سردیوں میں رات بڑی ہوتی ہے تو ابتدا رات میں ختم کرنے کی صورت میں استغفار زیادہ ہوگا (کبیری - اذکارِ نووی)

سوال :- تلاوت کے لیے بہتر وقت کونسا ہے ؟

جواب :- رات کو تلاوت بہتر ہے مرقات میں حدیث ہے اَقْرَبُ فِي كُلِّ سَبْعِ لَيَْالٍ مَرَّةٌ كَتَحْتَ لِكَمَا هِيَ كَرَاتٍ كَاذَكَرْنِي فِي اِسْأَرِهِ كَمَا بِمَقَابِلِ دِنِ كَرَاتٍ كُوَقْرَانِ پڑھنا زیادہ فضیلت رکھتا ہے۔ (مرقات ص ۵۴۶) مغرب و عشر کے درمیان بھی قرأتِ قرآن پسندیدہ و محبوب ہے مگر رات کا پچھلا نصف حصہ اول شب سے بھی زیادہ بہتر ہے اور دن میں صبح کی نماز کے بعد تلاوت افضل ہے طلوعِ آفتاب کے وقت بھی مکروہ نہیں اذکارِ نووی میں ہے رَوَا كَدَاهَةَ فِي الْقِدَاعَةِ فِي وَقْتٍ مِنَ الْاَوْقَاتِ وَلَا فِي اَوْقَاتِ النَّهْيِ عَنِ الصَّلَاةِ لَطَائِفِ الْمَعَارِفِ میں ہے کہ رمضان میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا صبح کے وقت تلاوت فرما کر بعد طلوعِ آفتاب آرام فرماتی تھیں۔

سوال :- قرآن بلند آواز سے پڑھے یا آہستہ ؟

جواب :- اگر ریاء کا خوف ہے تو آہستہ پڑھے ورنہ بلند آواز سے پڑھنا افضل ہے کان بھی آوازِ قرآن میں مشغول ہوں گے۔ قلب بھی بیدار ہوگا اور نشاط و سرور زیادہ حاصل ہوگا۔ فکرِ معانی کی طرف پوری مہمت مصروف ہوگی غافلوں کو ہوش پیدا ہوگا مگر یہ اسی وقت تک ہے کہ کسی سونے والے اور نمازی کو ایذا نہ پہنچے اس لیے یہ طریقہ جو آج کل مسجدوں میں رائج ہے کہ بعد نماز فجر اکثر لوگ قرآن کھول کر بلند آواز



سے پڑھنا شروع کر دیتے ہیں یہ ناجائز ہے کیونکہ قرآن کا سُنا ضروری ہے یہاں پڑھنے والوں کی آواز بھی آپس میں ٹکرا رہی ہے ایک دوسرے کے تلاوت کی سماعت نہیں ہوتی اور مسجد میں جو بیٹھے ہیں وہ بھی مشغول و ظائف ہیں وہ بھی سماعت نہیں کر سکتے پس ایسی صورت میں قرآن نہ سُنے گا گناہ پڑھنے والے پر ہے لہذا اس صورت میں ہمیشہ پڑھنا چاہیے

تاکہ کسی کو ایذا نہ پہنچے اور کسی کے وظائف میں خلل واقع نہ ہو۔ (اذکارِ نووی، کبیری)

**سوال :-** رمضان میں جس طرح حفاظ دورِ قرآن کرتے

پس یعنی ایک حافظ دوسرے پر قرآن پیش کرتا ہے کیا یہ مسنون طریقہ ہے۔ کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی دور کیا ہے۔ اور اگر کیا ہے تو کس وقت اور کس سے کیا ہے؟

**جواب :-** جی ہاں مسنونہ طریقہ ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبریل کے ساتھ دور کیا ہے۔ دور میں اول حضرت جبریل علیہ السلام حضور کو قرآن سناتے تھے اور پھر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت جبریل کو قرآن سناتے تھے۔ مشکوٰۃ باب الاعتقاد

**سوال :-** کیا شبیہ یعنی ایک ات میں قرآن ختم کرنا جائز ہے؟

**جواب :-** اگر اس طرح پڑھا جاتا ہے کہ یعلمون تعلمون کے سوا کچھ سمجھ میں نہیں آتا تو پڑھنے والے اور اس کا انتظام کرنے والے اور سُنے اور

پس یہ دینے والے سب گنہگار ہیں اور مخرج کی ادائیگی سے قرآن پڑھا جاتا ہے اور حرف حرف سمجھ میں آتا ہے تو جائز ہے کیونکہ عدم لفقة علت ممانعت ہے جب لفظ اور معنی سمجھنا ممکن ہے تو ممنوع نہیں پھر بھی چند شرائط کے ساتھ جائز ہوگا۔

اول نفل میں تداوی اور اہتمام کے ساتھ شبیہ نہ ہو کیونکہ نفل میں جماعت مکروہ ہے شبیہ تراویح میں ہو۔ دوم پیچھے بیٹھنے والے باتوں میں مصروف نہ ہوں سب

قرآن غور سے سُنین سوئم ریا اور نمود کے لیے نہ ہو بہتر یہ ہے کہ ہر عشرہ میں ایک قرآن ختم ہو ورنہ ہر سیدرہ دن میں ایک قرآن ہو یہ بھی نہ ہو تو تمام ماہ رمضان میں ایک

ہی کافی ہے۔

**سوال :-** اس سے بھی آگاہ فرمائیں کہ مکہ مکرمہ یا مدینہ منورہ میں رمضان گزارنے کا کیا اجر و ثواب ہے؟

**رمضان اور حرمین شریفین**

**جواب :-** بہت ثواب ہے اول تو مسجد نبوی میں ایک نماز کا ثواب دوسری مسجدوں کے ایک ہزار نماز کی برابر ہے اور مسجد حرام میں ایک لاکھ نماز کی برابر بلکہ اُس سے بھی افضل ہے جیسا کہ حدیث شریف میں ہے۔

میری مسجد میں نماز دوسری مسجدوں کی ہزار نماز سے افضل ہے سوائے مسجد حرام کے اور مسجد حرام میں نماز دوسری مسجدوں کی ایک لاکھ نمازوں سے افضل ہے۔

صَلَاةٌ فِي مَسْجِدِيْ اَفْضَلُ مِنْ اَلْفِ صَلَاةٍ فِيْمَا سِوَاهُ اِلَّا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ وَصَلَاةٌ فِيْ مَسْجِدِ الْحَرَامِ اَفْضَلُ مِنْ مِائَةِ اَلْفِ صَلَاةٍ فِيْ مَا سِوَاهُ۔

(ابن ماجہ)

پھر وہ نمازیں بھی رمضان کی نمازیں جہاں نفل بھی فرض کے برابر ہیں اب غور کیجئے کہ کس قدر ثواب رمضان کا حرمین شریفین میں گزارنے کا ہوگا کہ رمضان بھی نیکی کو بڑھائے اور حرمین شریفین بھی نیکیوں کو زیادہ کریں مکان و زمان دونوں کے اجتماع کی فضیلت حاصل ہے اس کے علاوہ خاص نکتہ مکرمہ میں رمضان گزارنے کے بارہ میں ایک حدیث یہ بھی ہے

مَنْ اَدْرَكَ رَمَضَانَ بِمَكَّةَ فَصَامَهُ وَقَامَ مِنْهُ مَا تيسَّرَ كَتَبَ اللهُ لَهُ مِائَةَ اَلْفِ شَهْرٍ رَمَضَانَ فِيْمَا سِوَاهُ۔

جس نے رمضان کو مکہ میں پایا پس روزہ رکھا اور قیام کیا جو کچھ بھی تيسر آیا اللہ تعالیٰ اس کے لیے دوسری جگہ پر ایک لاکھ ماہ رمضان کے برابر ثواب لکھے گا۔

(ابن رجب عن ابن ماجہ)

**سوال :-** کیا عمرہ بھی رمضان میں ادا کرنے کا کچھ ثواب ہے؟

**جواب :-** حدیث شریف میں ہے۔

عُمْرَةٌ فِيْ رَمَضَانَ تَعْدِلُ حُجَّةً۔

عمرہ رمضان میں حج کے برابر ہے۔

(ابن ماجہ)

سوال :- اعتکاف کے بارہ میں بھی کچھ فرمائیں کہ حرمین شریفین میں اعتکاف کیسا ہے ؟  
 جواب :- دنیا میں سب سے افضل مسجد حرام میں اعتکاف ہے پھر مسجد نبوی میں پھر مسجد  
 اقصیٰ میں پھر اس مسجد میں جہاں کثیر جماعت ہو۔ (جوہرہ)

سوال :- رمضان میں قبولیت دُعا کے لیے کیا کیا  
 رمضان اور اجابت دُعا اسباب ہیں اُن کو بھی مفصل بیان فرمائیں ؟

جواب :- (۱) ایک تو خود ماہِ رمضان ہی ہے حدیث میں ہے -  
 اَتَاكُمْ رَمَضَانَ شَهْرٌ بَرَكَةٌ يَغْتَاكُمْ اللَّهُ  
 تمہارے پاس رمضان کا مہینہ آگیا جو برکت  
 کا مہینہ ہے اللہ تم کو اس میں ڈھانک لیتا ہے  
 پس رحمت نازل ہوتی ہے اور خطائیں مٹتی  
 ہیں اور دُعا قبول ہوتی ہے۔  
 (شرح عین العلم عن البزاز والبطرانی)

(۲) پھر روزہ بھی سبب قبولیت دُعا ہے -  
 الصَّائِمُ لَا تَرُدُّ دَعْوَتُهُ  
 روزہ دار کی دُعا رد نہیں ہوتی۔

(شرح عین العلم عن الترمذی)  
 (۳) افطار کے وقت بھی دُعا رد نہیں ہوتی -  
 اِنَّ لِلصَّائِمِ عِنْدَ فِطْرِهِ لِدَعْوَةٍ  
 مَا تَرُدُّ  
 روزہ دار کے لیے افطار کے وقت دُعا  
 ہے جو رد نہیں ہوتی۔

(۴) حصن حصین میں ہے کہ تلاوتِ قرآن کے بعد دُعا قبول ہوتی ہے اور قرآنِ رمضان  
 میں بکثرت پڑھا جاتا ہے۔

(۵) فرض نمازوں کے بعد دُعا قبول ہوتی ہے وہ بھی رمضان کا فرض جو شتر فرض  
 کے برابر ہے فرائض پنجگانہ کی تخصیص فضیلت کے سبب ہے تو فرائضِ رمضان  
 کو تو بہت زیادہ فضیلت حاصل ہوئی۔

(۶) ختمِ قرآن کے بعد بھی دُعا قبول ہوتی ہے ظاہر ہے رمضان میں کس قدر قرآن  
 ختم ہوتے ہیں۔

مَنْ صَلَّى صَلَاةً فَرِيضَةً فَلَهُ دَعْوَةٌ مُسْتَجَابَةٌ وَمَنْ خَتَمَ الْقُرْآنَ فَلَهُ دَعْوَةٌ مُسْتَجَابَةٌ ه

جس نے فرض نماز پڑھی اس کی دعا قبول اور جس نے ختم قرآن کیا اس کی دعا قبول۔

(شرح عین العلم عن الطبرانی فی الکبیر)

(۷) بعد استماع قرآن بھی دعا قبول ہوتی ہے۔ تراویح اور حفاظ کے دور میں قرآن کی سماعت بھی رمضان میں حاصل۔

(۸) حصن حصین میں ہے کہ شب قدر میں دعا قبول ہوتی ہے۔

(۹) مسلمانوں کے مجمع میں بھی دعا قبول ہوتی ہے۔ علماء فرطے ہیں کہ جہاں چالیس مسلمان جمع ہوں ان میں ایک ولی اللہ ضرور ہوگا یہ اجتماع بھی رمضان میں تراویح ختم قرآن اور افطاری وغیرہ میں بکثرت حاصل ہوتا ہے۔ غرضکہ رمضان میں اللہ تعالیٰ سے خوب مانگے اسباب قبولیت و اجابت اس ماہ میں بکثرت جمع ہیں۔ جمع ہمت کے ساتھ طلب کرے حدیث میں ہے۔

ادْعُوا اللَّهَ وَأَنْتُمْ مُوقِنُونَ بِالْإِجَابَةِ۔

اللہ سے دعا کرو اس حال پر کہ تمہیں اجابت کا یقین ہو۔

اپنے لیے والدین اور اولاد و حکام و اساتذہ و مشائخ و جمیع مومنین و مومنات کے لیے دعا خیر کرے۔ شرح شریعۃ الاسلام میں ہے اگر والدین کو دعا میں ترک کر دیا تو اس پر فقیری و نیستی طاری ہوگی اگر مر گئے ہوں تو دعا مغفرت کرے اور زندہ ہوں تو جو ان کے مناسب حال دعا خیر ہو کرے اپنے لیے اور سب کے لیے گناہوں پر عفو طلب کرے تو فیق طاعات چاہے عافیت معانات مانگے کہ ہمارے شر سے مخلوق کو اور مخلوق کے شر سے ہم کو محفوظ رکھے۔ توجہ الی اللہ و صحبت صلحاء رزق بلا تکلیف و محنت اللہ تعالیٰ سے طلب کرے دعا کے سلسلہ میں ذیل کی چیزوں کو اپنے سامنے رکھے۔

اجتناب حرام اور اکل حلال کو قبولیت دعا میں زیادہ دخل ہوتا ہے۔ اول و آخر

حمید الہی پھر اول و آخر درود حضرت رسالت پناہی صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی لحاظ رکھے اسرار الہی کے خواص کو بھی جانے تاکہ ان کا بھی حسبِ موقعِ دُعائیں توسل پیش کرے مثلاً اسمِ واسع کی خاصیت وسعت و کثا وگی پیدا کرنا ہے جب زن و شوہر میں جدائی واقع ہو جائے اور ہر ایک کی ضروریات میں خلل پڑنے سے عرصہٴ حیات تنگ ہو رہا ہو تو اسمِ واسع کے توسل سے دُعائیں یہ سبق قرآن کی اس آیت نے دیا۔ **وَإِنْ يَتَفَرَّقَا يُغْنِ اللَّهُ كِلَا مِنْ سَعِيهِ وَكَانَ اللَّهُ وَاسِعًا حَكِيمًا** (پہ ع ۱۶) اور پاک مُنہ و زبان سے دُعائیں وہ زبانِ اولیاء ہے اس لیے بہتر ہے کہ بزرگانِ دین سے دُعائی درخواست کرے بلکہ ہر وہ شخص کہ جس میں کوئی بھی دینی فضیلت ہو اُس کی دُعائیں بھی فضیلت ہے حدیث شریف میں ہے۔

جس میں کوئی دینی فضیلت ہو اس کی دُعائیں مقبول

ثَلَاثَةٌ لَا تُرَدُّ دَعْوَتُهُمْ الصَّائِمُ حَتَّىٰ يَفْطُرَ وَالْإِمَامُ الْعَادِلُ وَدَعْوَةُ الْمَظْلُومِ (ابن ماجہ) تین شخص وہ ہیں جن کی دُعائیں قبول ہوتی

روزہ دار یہاں تک کہ افطار کرے۔ بادشاہ عادل۔ دُعائے مظلوم۔

دیکھیے بادشاہ اور حاکم اگر عادل ہیں تو عدل کی وہ دینی فضیلت ان میں پائی گئی کہ روزہ دار کی طرح ان کی دُعائیں قبول ہوتی تو پھر بزرگانِ دین جیسی مقدس ہستیوں کی دُعائیں نہ قبول ہوگی جن میں علم و عرفان زہد و تقویٰ صبر و شکر رضا و تسلیم ذکر و فکر طاعت و عبادت کتنے ہی فضائل دینی موجود ہیں۔ تفسیر روح البیان میں ہے کہ حضرت فضیلؒ اور ان کے اصحاب سے حضرت عبداللہ بن مبارکؒ نے فرمایا کہ تم اپنے علم اور ذکر و فکر میں مشغول رہو دنیا میں مشغول نہ ہو میں آپ کی تمام دنیوی مہمت کے لیے کافی ہوں۔ کس قدر بے فکر کر کے دینی فضیلت رکھنے والوں کی خدمت کے ذریعہ دُعائیں حاصل کرنے کا موقعہ لیا۔

بزرگانِ دین کی دُعائیں اور توجہ کے برکات

حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ اللہ کی یاد اور مراقبہ میں محویت

اور استغراق کے عالم میں تھے کہ مہمان آگیا سامنے نان باقی تھا فوراً کھانا پیش کیا تاکہ حضرت کو تشویش نہ ہو آپ نے خوش ہو کر فرمایا مانگ کیا مانگتا ہے عرض کیا اپنے جیسا بنا دیجئے آپ نے اس پر توجہ ڈالی صورت اور سیرت میں اپنے جیسا بنا دیا عرفان الہی کا سمندر قلب میں لہرانے لگا۔

ایک بادشاہ سے کہہ سن کر اُس کے حاشیہ نشینوں نے ایک بزرگ کا وظیفہ بند کر دیا کہ یہ آدمی غیر مفید ہے اور بے کار ہے جب ان بزرگ کو معلوم ہوا تو انہوں نے فرمایا کہ ہم مفت وظیفہ نہیں لیتے تھے۔۔۔۔۔ دُعا بھی تو ہم ہی کرتے تھے اُس نے اپنا وظیفہ بند کیا آج سے ہم نے اپنی دُعا کا وظیفہ بند کیا کہ اس کو دُعا کا حال معلوم ہو اور پتہ چلے یہ کہتے ہی بادشاہ کے پیٹ میں درد ہوا علاج شروع ہوا مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی آخر لا علاج ہو کر بادشاہ کو آپ ہی کی طرف آنا پڑا ہزار عجز و زاری آپ سے دُعا صحت کا طالب ہوا آپ نے ہاتھ اٹھا کر دُعا کی کہ اے اللہ تو نے بادشاہ کو ذلت دکھلائی اب اپنی بارگاہ کے فقیروں کی پکار اور دُعا کی عزت کو بھی دکھلا۔ چنانچہ دُعا کی برکت سے اسی وقت مرض جاتا رہا بادشاہ تندرست ہو گیا۔ معلوم ہوا کہ دُعا اور وہ بھی مقبولانِ حق کی دُعا وہ شے ہے کہ جہاں دواؤں کی تاثیر ختم ہو جاتی ہے وہاں دُعا اپنا اثر دکھلاتی ہے فوراً بادشاہ نے توبہ کی اور دُعا کے موجب صد برکات ہونے کا اعتقاد درست کیا۔ خدمت کو ذریعہ سعادت سمجھ کر پھر ہمیشہ خدمت کر کے دُعا میں لیتا رہا۔

یحییٰ برکی حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں ایک ہزار درہم مانگنا پیش کیا کرتے تھے ایک روز حضرت سفیان کو دیکھا کہ سجدہ میں دُعا کر رہے ہیں کہ اے اللہ سچی ہماری دُنیا کی حاجت روائی کرتا ہے تو اس کی آخرت کی مشکل آسان کر۔ مرنے کے بعد سچی کو کسی نے خواب میں دیکھا کہا اللہ تعالیٰ نے دُعا سفیان کی وجہ سے مجھے بخش دیا۔

دیکھیے پہلے زمانہ میں وہی فضیلت رکھنے والوں کی دُعا کی کیا قدر تھی۔ یہ دُعا حاصل

کرنی مسنون ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ جب عمرہ کے لیے جا رہے تھے تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شَارِدُ كَثْفٍ فِي دُعَائِكَ يَا أَخِي۔ اے میرے بھائی مجھ کو بھی اپنی دعائیں شریک رکھنا اس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کمال تواضع ثابت ہوئی نیز دینی بزرگی اور فضیلت رکھنے والوں سے طالبِ دُعا ہونے کی ایک سنت بھی قائم ہوئی۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے آل حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت اویس قرنی کا ذکر فرمایا کہ یہ وہ اویس ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ پر قسم کھائے

تو اللہ تعالیٰ اس کی قسم کو پورا کر دے اگر تم سے ہو سکے تو ان سے دُعا مغفرت کرانا۔ چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے طالبِ دُعا ہوئے۔

ہمیشہ بزرگوں سے طالبِ دُعا رہے اور اگر اوقاتِ اجابت میں وہ دُعا کے لیے ہاتھ اٹھا دیں تو بیڑا ہی پار ہے۔ عین العلم صیغہ میں ہے رَوِيَ رَغَبٌ فِي دُعَاءِ ذِي فَضِيلَةٍ دِينِيَّةٍ جِيسَاكَ مَذْكُورَهُ بِالْأَحَدِيثِ ثَلَاثَةً لَا تَرُدُّ دَعْوَتَهُمْ مِنْ نَابِتٍ هُوَا۔

پانچ بار دُعا کہہ کر دُعا مانگنا اجابتِ دُعا کے لیے نہایت مؤثر ہے

قرآن پاک میں اس لفظ مبارک کو پانچ بار ذکر کر کے اس کے بعد اِشَادُ فرمایا فَاَسْتَجَابَ لَهُمْ رَبُّهُمْ رَتَبَ نِي ان کی دُعا قبول کی۔ حدیث شریف میں ہے اِسْمُ پَاكٍ اَدْحَمُ الرَّاحِمِيْنَ پَرَايِكُ فَرَسَةٌ مَقْرَرَةٌ هِيَ كَمَا جُو شَخْصٍ اِسْمُهُ بَارِكُهُ هِيَ فَرَسَةٌ نَزَا كَرْتَا هِيَ كَمَا اَدْحَمُ الرَّاحِمِيْنَ تِيْرِي طَرَفٌ مَتَوَجَّهُ هُوَا۔

طریقہ دُعا بھی لکھ دیا گیا ہے اس طریق پر اللہ تبارک و تعالیٰ سے دُعا مانگنے میں مشغول ہو۔ اور احقر کو بھی دُعا خیر سے فراموش نہ فرمائیں۔

سوال :- رمضان کے پچھلے عشرہ کے متعلق بھی کچھ ارشاد

لہ دینی فضیلت والے کی دُعا میں رغبت کرے۔

فرامین؟

جواب :- پہلے عشرہ کے مقابلہ میں یقیناً یہ پچھلا عشرہ افضل ہے۔ کیونکہ اوقاتِ خاصہ اور فاضلہ میں عموماً یہ دیکھا گیا ہے کہ پچھلا حصہ پہلے حصہ کے نسبت اعلیٰ و افضل ہوتا ہے۔ دیکھیے صلوٰۃ و سنیٰ یعنی صلوٰۃ عصر کو بڑی اہمیت حاصل ہے وہ بھی دن کے پچھلے حصہ میں واقع ہے۔ رات کو تجلیاتِ حق کا نزول ہوتا ہے وہ بھی شب کے پچھلے حصہ میں ہے صلوٰۃ جمعہ جیسی فضیلت والی نماز وہ بھی دن کے پچھلے حصہ میں ہے۔ عرفہ کے دن کا بھی پچھلا حصہ افضل ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی اسی پچھلے حصہ میں دعائیں مصروف رہتے اس نظریہ کے پیش نظر بھی رمضان کا پچھلا عشرہ پہلے عشروں کے مقابلہ میں اعلیٰ و افضل ہے اس عشرہ میں طاعات اور عبادت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی زیادہ اہتمام فرماتے تھے۔ حدیث شریف میں ہے۔

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
إِذَا دَخَلَ الْعَشْرَ شَدَّ مِيزْرَةً وَأَحْيَى  
لَيْلَةً وَأَيَّقَظَ أَهْلَهُ (بخاری)

جب رمضان آتا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم  
اپنے بند کمر کو مضبوط باندھتے اور رات کو  
زندہ رکھتے اور اپنے اہل و عیال کو بیدار فرماتے تھے

”شَدَّ مِيزْرَةً“ سے مراد عبادت میں مضبوط اور حسبت ہو جانا ہے جس طرح اردو زبان میں کہتے ہیں اُس نے فلاں کام پر کمر باندھی یعنی فلاں کام کرنے پر مضبوط اور حسبت ہو گیا یا اس سے مراد یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس عشرہ میں ازواجِ مطہرات سے الگ رہتے تھے آخراً لَیْلَةً سے شب بیداری مراد ہے یعنی تمام رات یا اکثر رات نماز ذکر یا تلاوت وغیرہ میں مشغول رہتے تھے۔ وَأَيَّقَظَ أَهْلَهُ سے معلوم ہوتا ہے کہ پچھلے عشرہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کس قدر عبادت میں اہتمام فرماتے کہ اہل و عیال کو بھی عبادت کے لیے بیدار کرتے تھے۔ عبادت میں اہتمام کے سبب پچھلے عشرہ میں کھانا بھی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم صرف سحر میں نوش فرماتے تھے تاکہ خالی پیٹ عبادت میں نشاط اور سرور زیادہ حاصل ہو اور اس عشرہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مغرب اور عشا کے درمیان غسل بھی فرماتے تھے۔ ابن جریر نے کہا ہے کہ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم



پچھلے عشرہ میں ہر رات غسل کرنے کو مستحب سمجھتے تھے۔ لطائف المعارف میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے۔

كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا كَانَ رَمَضَانَ قَامَ وَنَامَ فَإِذَا دَخَلَ الْعَشْرَ شَدَّ الْمِيْرَدَ وَاجْتَنَبَ النِّسَاءَ وَاعْتَمَلَ بَيْنَ الْإِذَانَيْنِ وَجَعَلَ الْعِشَاءَ سُحُورًا۔ (لطائف عن ابن الجعاصم)

جب رمضان ہوتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قیام بھی فرماتے اور سوتے بھی اور جب عشرہ آتا تو کمر بستہ (عبادت کے لیے) ہو جاتے اور بیویوں سے علیحدہ رہتے۔

دونوں اذانوں کے درمیان غسل کرتے اور شام کا کھانا سحر کو تناول فرماتے (اس کا مفصل بیان صوم وصال کے بیان میں دیکھو) حاصل یہ ہے کہ پچھلے عشرہ میں مندرجہ ذیل کام کرنے ہیں جو مواہب میں درج ہیں (۱) بیویوں سے علیحدہ رہنا۔

(۲) شب بیداری کرنا کل رات کی یا اکثر رات کی زرقانی میں حدیث ہے کہ جس نے عشر اور فجر کی نماز جماعت سے پڑھ لی اس کو بھی شب قدر سے حصہ مل گیا۔ (۳) اپنے اہل و عیال کو بھی عبادت کے لیے جگانا۔

(۴) تاخیر طعام کرنا سحر تک زرقانی میں ہے کہ حدیث میں ہے (جَعَلَ عِشَاءَهُ سُحُورًا) یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کھجور یا پانی پر افطار کر کے کھانا سحر کو نوش جاں فرماتے۔ (۵) غسل بین العشاء والمغرب یعنی عشاء و مغرب کے درمیان عشرہ میں ہر روز غسل کرنا۔

**سوال :-** رمضان کے پچھلے عشرہ میں جو اعتکاف کیا جاتا ہے یہ کیا ہے اور اس کا کیا حکم ہے؟

**جواب :-** یہ اعتکاف سنت مؤکدہ ہے مگر علی الکفایہ بستی میں ایک نے بھی کر لیا تو سب کی طرف سے ادا ہو گیا ورنہ تمام بستی گنہگار ہے باقی افضل اور اولیٰ ہے کہ ہر شخص عشرہ رمضان میں اعتکاف کرے جیسا کہ فتاویٰ قاضی خاں میں ہے۔ وفات تک حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ معمول رہا کہ رمضان کے پچھلے عشرہ میں ہمیشہ آپ اعتکاف فرمایا کرتے تھے۔

بیشک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کے  
پہلے عشرہ میں اعتکاف فرمایا کرتے تھے  
یہاں تک کہ اللہ نے آپ کو وفات دی  
پھر آپ کے بعد آپ کی ازواجِ مطہرات  
اعتکاف کرتی تھیں۔

إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ  
يَعْتَكِفُ الْعَشْرَ الْأَوَّلَ مِنْ رَمَضَانَ  
حَتَّى تَوَفَّاهُ اللَّهُ ثُمَّ اعْتَكَفَ أَزْوَاجُهُ  
مِنْ بَعْدِهِ - (مشکوٰۃ باب الاعتکاف)

جب آپ اعتکاف فرماتے تھے تو آپ کی چار پائی یا آپ کا بستر استون توبہ کے آگے  
یا پیچھے بچھایا جاتا تھا۔

جب آپ اعتکاف فرماتے تھے تو آپ  
کافر ش یا آپ کی چار پائی استون توبہ کے  
آگے یا پیچھے بچھائی جاتی تھی۔

إِنَّهُ كَانَ إِذَا اعْتَكَفَ طَرَحَ لَهُ فِرَاشَهُ  
أَوْ يُوضَعُ سَرِيرُهُ وَرَاءَ أُسْطُوَانِهِ  
التَّوْبَةِ - (ابن ماجہ ص ۱۲۸)

مرقات میں ہے کہ استون توبہ مسجد نبوی کے استونوں میں سے ایک استون ہے۔ جہاں  
حضرت ابولکابہ کی توبہ قبول ہوئی یہ مقام بھی قابلِ زیارت ہے۔

نافع نے کہا کہ مجھ کو عبداللہ بن عمر نے وہ  
جگہ دکھلائی جہاں حضور اکرم صلی اللہ علیہ  
وسلم اعتکاف فرماتے تھے۔

قَالَ نَافِعٌ وَقَدْ آدَانِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ  
عُمَرَ الْمَكَّانَ الَّذِي كَانَ يَعْتَكِفُ  
فِيهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
(ابن ماجہ ص ۱۲۸)

مگر جس سال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وصال فرمایا میں دن کا اعتکاف فرمایا  
اور حضرت جبریل علیہ السلام سے دو دفعہ دور کیا اس میں اشارہ ہے کہ آخر عمر میں  
اعمالِ صالحہ کو المضاہف کر دیا جائے نیکیوں کی کثرت رکھی جائے۔ (ذرقانی ص ۱۳۶)

سوال :- اعتکاف کسے کہتے ہیں؟  
جواب :- بہ نیتِ عبادت و تقرب الی اللہ مسجد میں بٹھرنے اور اقامت کرنے کو اعتکاف  
کہتے ہیں۔

سوال :- اعتکاف کا طریقہ بھی بتلائیں کہ رمضان کے آخر میں کس طرح اعتکاف کرے۔

جواب :- رمضان کی بیس تاریخ کو غروب آفتاب سے پہلے مسجد میں چلا جائے پھر وہاں سے نہ نکلے مگر عید کی رات کو۔ اگر آفتاب چھینے کے بعد مسجد میں گیا تو یہ مسنون اعتکاف نہ ہوگا اس لیے عصر کے بعد مسجد میں چلا جائے اور وہ دن تک مسجد سے باہر نہ نکلے پورے دن کا اعتکاف مسنون ہے۔ کچھ کمی ہوگئی تو یہ اعتکاف مسنون نہ ہوگا بلکہ نفل ہوگا۔  
سوال :- کس مسجد میں اعتکاف کرے۔

جواب :- ہر اس مسجد میں اعتکاف کرے جہاں اذان و اقامت ہوتی ہو ان سب میں افضل مسجد حرام ہے۔ اس کے بعد مسجد النبی صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بعد بیت المقدس اس کے بعد جامع مسجد اس کے بعد وہ بڑی مسجد جہاں جماعت زیادہ ہوتی ہو۔  
(بحر الرائق ص ۲۲۴ فتاویٰ قاضی خان ص ۲۰۳)

سوال :- اعتکاف کے فوائد کیا ہیں؟

**اعتکاف کے فوائد** | جواب :- گناہوں سے بچنا اور حصولِ ولایت اس کے اعلیٰ فوائد میں سے ہے حضرت ذوالنون نے فرمایا کہ بھوک کی ریاضت میں مقامات کشف حاصل ہوتے ہیں اور فرمایا کہ میں چالیس اولیا کرام سے ملا سب نے یہ فرمایا کہ ہم درجہ ولایت پر عزت سے پہنچے تو اعتکاف میں روزہ یعنی بھوک بھی ہے اور عزت یعنی گوشہ نشینی بھی لہذا اعتکاف ولایت اور کشف کے حصول کا کامیاب ذریعہ ہو اسجد کا قیام مزید قرب کا باعث کیونکہ مکین کا قرب جس طرح مکان میں حاصل ہوتا ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ کا قرب خاص مسجد میں ملتا ہے پھر ذکر، تلاوت، نماز اور مراقبہ مزید قرب پس اس گوشہ نشینی میں اللہ تعالیٰ کا قرب در قرب اور اس کی ہم نشینی ہی ہم نشینی ہے اَنَا جَلِيسٌ مِّنْ ذَكَرِنِي دَلَّهَ كَالطَّفِ خَاصِ اس خلوت میں ہے وہ یہاں سے قبر کی خلوت اور اس اعتکاف کے لیے بھی اُنس باللہ کا سرمایہ جمع کرتا ہے نیز اہل سلوک کی ریاضت کے ارکان کا انحصار بھی چار چیزوں سے پختے میں ہے۔ فضول طعام،

لے میں اس کا ہم نشین ہوں جو مجھے یاد کرتا ہے۔

فضول کلام، فضول اختلاطِ انام، فضول منام، ان کی تحصیل تکمیل اعتکاف میں بوجہ حسن حاصل ہوتی ہے اعتکاف عکوف القلب علی اللہ سے بنا ہے ریاضت کے ساتھ دل کو متوجہ الی اللہ رکھنے کی مشق اور ورزش کرنا ہے تاکہ درجہ ولایت حاصل ہو اور اتباع سنت میں محبوبیت کے اعلیٰ مقام پر فائز ہو۔

**اعتکاف کے مشاغل** | سوال :- اعتکاف کے مشاغل بھی تحریر فرمائیں؟

جواب :- نوافل - تلاوت قرآن پاک - درود شریف - استغفار - دینی کتابوں کا مطالعہ اور ان کی کتابت - درس و تدریس - تالیف و تصنیف ذکر - مراقبہ - نفی خواطر جیسے مبارک مشاغل میں مصروف رہے۔

سوال :- معتکف کیا مسجد سے کسی حاجت کے لیے بھی باہر نہیں نکل سکتا؟

جواب :- شرعی اور طبعی حاجت کے لیے باہر نکلنے کی اجازت ہے مثلاً قضائے حاجت کے لیے فرض وضو اور غسل کے لیے مسجد سے باہر نکلنے کی اجازت ہے یہ طبعی حاجت ہے اگر اس مسجد میں جمعہ نہیں ہوتا ہے تو قریب کی مسجد میں جہاں جمعہ ہو نماز پڑھنے کے واسطے جانے کی اجازت ہے یہ شرعی حاجت ہے مگر زیادہ پہلے نہ جائے۔ اذان اور خطبہ سے اٹنا پہلے نکلے کہ مسجد میں پہنچ کر دو رکعت تحیمۃ المسجد جمعہ سے پہلے کی سنت ادا کر سکے اور بعد میں چارہ یا چھ رکعت پڑھ سکے۔ احتیاط ظہر اگر پڑھنی ہے تو وہ بھی واپس آکر اپنی ہی مسجد میں پڑھے ان ضرورتوں کے علاوہ کسی کام کے لیے باہر نکلنا جائز نہیں اگر نکلے گا تو اعتکاف جاتا رہے گا حتیٰ کہ قضائے حاجت کے لیے بھی باہر نکلنے کی اجازت ہے تو اتنی دیر کے لیے کہ طہارت کر کے فوراً چلا آئے زیادہ باہر پھرنے کی اجازت نہیں اگر اس کے دو مکان ہیں تو جو قریب کا مکان ہے اُس میں قضائے حاجت کے لیے جائے ورنہ کے مکان میں جائے گا تو بعض کے نزدیک اعتکاف فاسد ہو جائے گا۔ اور اگر قریب تر دوست کا مکان ہے تو یہ ضرور نہیں کہ اس کے یہاں قضائے حاجت کے لیے جائے اپنے ہی مکان میں جائے۔ اگرچہ اس سے دور ہو۔

سوال :- اگر ڈوبتے اور آگ میں جلتے ہوئے شخص کو بچانے کے لیے یا شہادت دینے کے لیے یا کسی کے جبر و اکراہ کی بنا پر مسجد سے باہر نکلنا تو کیا حکم ہے؟

جواب :- اعتکاف فاسد ہو جائے گا کیونکہ یہ چیزیں معلوم الوقوع نہیں جو عقد اعتکاف کے وقت مستثنیٰ ہو جاتی ہیں غالب الوقوع چیزیں مستثنیٰ ہو جاتی ہیں۔ (بحر الرائق ص ۲۲۵)

سوال :- کیا موذن منارہ پر اذان دینے کے لیے جاسکتا ہے؟

جواب :- جاسکتا ہے اگرچہ راستہ باہر سے ہو۔

سوال :- کیا مریض کی عبادت کے لیے بھی مسجد سے باہر نکل سکتا ہے؟

جواب :- نہیں اگر اسی ارادہ اور قصد سے نکلے گا تو اعتکاف ٹوٹ جائے گا۔

ہاں اگر اپنی کسی حاجت کے لیے نکلے اور گزرتے ہوئے ضمناً سر راہ مریض کی مزاج پرسی بغیر وقوف کیے کر لی

تو جائز ہے۔ حدیث میں ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مریض کی عبادت فرماتے تھے اس حال میں کہ آپ معتکف ہوتے جس بہتیت اور روش پر آپ ہوتے

اسی پر آپ گزرتے چلے جاتے نہ راہ سے

(مشکوٰۃ بحوالہ ابوداؤد)

کسی اور طرف مائل ہوتے نہ ٹھہرتے بلکہ سیدھے مزاج پرسی فرماتے ہوئے چلے جاتے

سوال :- اگر نماز جنازہ یا عبادت یا مجلس علم میں حاضر ہو کر وعظ سننے کی شرط مشروع اعتکاف میں لگا دے تو کیا اب خاص ان ہی چیزوں کے لیے مسجد سے باہر نکلنا جائز ہوگا؟

جواب :- جی ہاں جائز ہوگا۔ (دور مختار)

سوال :- کیا بچہ بھی اعتکاف کر سکتا ہے؟

جواب :- جی ہاں سمجھ دار بچہ بھی اعتکاف کر سکتا ہے۔ (عالمگیری ص ۲۲۳)

سوال :- کیا عورت بھی اعتکاف کر سکتی ہے؟

جواب :- جی ہاں کر سکتی ہے مگر مسجد میں اس کے لیے اعتکاف مکروہ ہے ہاں شوہر کے اذن سے صرف گھر میں اس مقام پر اعتکاف کر سکتی ہے جو نماز پڑھنے

کے لیے مقرر کر لی جاتے۔ اگر یہ ہے تو اس میں اعتکاف کرے اور اگر کوئی ایسی جگہ گھر میں مقرر نہیں تو اعتکاف نہیں کر سکتی ہاں اگر نماز کے لیے اب کوئی خاص جگہ مقرر کر لی ہے تو اس جگہ اعتکاف کر سکتی ہے۔ عورت کو مسجد میں اعتکاف مکروہ ہے اور فرائض بھی عورت کو گھر میں ہی ادا کرنا افضل ہے۔

اس لیے مستحب ہے کہ گھر میں نماز کے لیے کوئی خاص جگہ بنالی جاتے مگر مردوں کے فرائض اور اعتکاف کے لیے مخصوص مسجد ہے ہاں مرد بھی اس جگہ گھر میں سنتیں اور نوافل ادا کریں۔ (در مختار شامی ص ۱۷۱) شامی ترمذی میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم دیکھتے ہو کہ میرا مکان مسجد سے کتنا نزدیک ہے مگر مجھے گھر میں نوافل پڑھنا زیادہ محبوب ہے قرآن کریم میں ہے۔ **وَاجْعَلُوا بُيُوتَكُمْ قِبْلَةً وَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِينَ** (پ ۱۴ ع ۱۲) یعنی گھر میں کوئی ایسی جگہ مخصوص کہ لیجئے جو قبلہ رو ہو وہاں نماز پڑھیے اور ایمان والوں کو بشارت دیجئے انشاء اللہ اس جگہ کی برکت تمام گھر میں پہنچے گی اس کو مسجد البیت کہا جاتا ہے یہ حقیقت میں مسجد نہیں بلکہ گھر میں نماز اور وضو کی سہولت کے لیے ایک آرام کی جگہ ہے مثل چوہترہ یہ جگہ بلند بھی ہو کہ وضو بلند جگہ مستحب ہے چھینٹوں سے بھی حفاظت ہوگی۔

مسلمانوں کو تعمیر مکان کے وقت اس کا خاص لحاظ رکھنا چاہیے کہ کوئی چھوٹی سی جگہ نماز اور وضو کے لیے ضرور بنائیں یہ جگہ سایہ دار بھی ہو تو ہر موسم میں آرام ملے گا۔

سوال :- اعتکاف کتنی قسم کا ہوتا ہے ؟

جواب :- تین قسم کا ہوتا ہے۔

۱) سنتِ موکدہ (۲) نفل (۳) واجب

اول سنتِ موکدہ رمضان کے عشرہ اخیرہ کا اعتکاف ہے جس کا بیان گذرا۔ دوم نفل اس کے لیے کوئی خاص وقت مقرر نہیں جتنی دیر بھی چاہے مسجد میں بہ نیت اعتکاف ٹھہر سکتا ہے اس کے لیے کوئی معین مدت مقرر نہیں حتیٰ کہ مسجد میں داخل ہوا اور اعتکاف کی نیت کر لی مسجد سے نکلنے تک نفل اعتکاف ہو گیا مسلمانوں کو چاہیے مسجد میں اس نیت

سے داخل ہوں تاکہ ثواب سے محروم نہ ہوں۔

تیسرا واجب اعتکاف وہ نذر کا اعتکاف ہے یہ دو قسم کا ہے معلق اور غیر معلق۔ معلق یہ ہے کہ میرا فلاں کام ہو جائے تو مجھ پر اللہ کے لیے اعتکاف ہے اور بغیر کسی کام پر معلق کیے اللہ کے لیے اعتکاف بول لیا تو یہ غیر معلق ہو اور غرضیکہ نذر بولنے سے اعتکاف واجب ہو جاتا ہے مگر شرط یہ ہے کہ زبان سے بولے۔ صرف دل میں ارادہ کر لینا کافی نہیں۔ (دورِ مختار۔ عالمگیری) اگر نذر کے وقت زبان سے یہ بھی شرط کر لی کہ نمازِ جنازہ عیادتِ مرض اور علمی مجلس میں حاضر ہونے کے لیے باہر نکلوں گا تو اس کو ان چیزوں کے لیے نکلنا جائز ہوگا اور اعتکاف نہیں ٹوٹے گا۔ (دورِ مختار)

سوال :- کیا اعتکاف کی تینوں قسم میں روزہ ہونا شرط ہے؟

جواب :- نفل اعتکاف میں روزہ شرط نہیں۔ دنِ رات کی جس ساعت میں چاہے اعتکاف کر سکتا ہے۔ نذر کے اعتکاف میں روزہ ہونا شرط ہے اور رمضان کے مسنون اعتکاف میں فقہاء کی عبارات سے ایسا ہی ظاہر ہوتا ہے کہ شرط ہے اور اہل اسلام کا عمل شاید ہے کہ یہ اعتکاف روزہ سے خالی نہیں ہوتا تو اس بنا پر سفر یا مرض کی وجہ سے روزہ نہیں رکھا تو اعتکاف مسنون نہ ہوگا نفل ہوگا۔ مگر صاحب بحر الرائق و تنویر الابصار فرماتے ہیں کہ روزہ صرف نذر اعتکاف کے لیے شرط ہے۔ مگر منحة الخالق میں ہے کہ عشرہ اخیرہ کے اعتکاف کے لیے بھی روزہ شرط ہے۔

سوال :- کسی دن اعتکاف میں مسجد سے باہر آ گیا تو اعتکاف اسی دن کا ٹوٹا یا تمام اعتکاف باطل ہو گیا؟

جواب :- اگر اعتکاف واجب ہے کسی معین مہینہ میں مثلاً ماہِ رجب کے اعتکاف کی نذر ہے تو باہر نکلنے سے اسی دن کی قضا لازم آئے گی اور غیر معین مہینہ کی نذر ہے تو از سر نو تمام اعتکاف کی قضا لازم آئے گی اور صورت میں خواہ متابع یعنی رکا آراعتکاف کی نیت کی ہو یا نہیں۔ بخلاف روزہ کے کہ مطلق ایک غیر معین ماہ کے روزے بولنے میں متابع کے احکام لازم نہیں آئیں گے یعنی جو روزہ فوت ہو گیا صرف اسی کی قضا لازم

آئے گی تفصیل اس کی بحر الرائق میں ملاحظہ ہو۔

سوال :- اگر عشرہ اخیرہ کے اعتکاف میں بلا ضرورت باہر نکل آیا تو کیا اس کی قضا لازم

ہے؟

جواب :- فتح القدر میں ہے کہ طرفین کے نزدیک اس کی قضا نہیں امام ابو یوسف کے

نزدیک مسنون اعتکاف کی قضا ہے ایک مرتبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اعتکاف

مسنون سے باہر آگئے تو بطریق استحباب شوال میں اس کی قضا فرمائی۔ ازواج مطہرات

بھی اسی اعتکاف میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ باہر نکل آئی تھیں مگر ان سے

قضا منقول نہیں معلوم ہوا کہ قضا لازم نہیں بطریق استحباب قضا کر سکتا ہے تو پورے

عشرہ کی قضا مستحب ہے جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل سے ثابت ہے۔

سوال :- اگر مسجد جماعت میں اعتکاف نہیں کیا اور ایسی مسجد میں اعتکاف کیا کہ

جس میں کوئی مؤذن اور امام بھی مقرر نہیں ہے تو کیا ایسی مسجد میں اعتکاف کرنا جائز ہے؟

جواب :- جائز ہے اور مختار میں ہے کہ صاحبین کے نزدیک ہر مسجد میں اعتکاف

جائز ہے گو افضل ان مساجد میں ہے جن کا اوپر ذکر ہوا۔

سوال :- کیا اس مسجد سے کسی دوسری مسجد جماعت میں جماعت سے نماز ادا

کرنے کے لیے جا سکتا ہے؟

جواب :- جی ہاں جا سکتا ہے۔

سوال :- کیا اعتکاف گھر میں نہیں ہو سکتا مسجد میں ہونا ضروری ہے؟

جواب :- جی ہاں مرد کے لیے مسجد ہونا ضروری ہے مرد کا اعتکاف گھر میں نہیں

ہوگا۔ وَأَنْتُمْ عَاكِفُونَ فِي الْمَسَاجِدِ (پلے ۷، عالمگیری ص ۲۱۱، بحر الرائق)

سوال :- اگر طبعی اور شرعی ضرورت کے لیے مسجد سے باہر نکلا مگر فوراً مسجد کو واپس

نہیں لوٹا کچھ دیر کے لیے باہر توقف کیا تو کیا حکم ہے؟

جواب :- حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ایک ساعت بھی بلا عذر

توقف کیا تو اعتکاف ٹوٹ جائے گا اور صاحبین کے نزدیک دن کے اکثر حصہ میں



توقف کیا تو اعتکاف فاسد ہوگا ورنہ نہیں صاحب فتح القدر نے امام صاحب کے قول کو ترجیح دی ہے (بحر الرائق ص ۳۲۶)

سوال :- جمعہ کی نماز ادا کرنے کے لیے دوسری مسجد میں گیا تھا وہاں بہت دیر تک ٹھہرا ہا تو کیا حکم ہے؟

جواب :- وہاں کے توقف سے اعتکاف فاسد نہ ہوگا کیونکہ مسجد محل اعتکاف ہے مگر ضرورت سے زیادہ ٹھہرنا مکروہ ہے کیونکہ جس مسجد میں شروع کیا ہے اسی اعتکاف تمام کرے اور اسی میں اعتکاف کا وقت گزارے۔ (بحر الرائق ص ۳۲۵)

سوال :- براہ کرم تفصیل کے ساتھ بیان فرمائیں کہ اعتکاف کن چیزوں سے ٹوٹتا ہے؟  
جواب :- اول بلا عذر مسجد سے باہر نکلنے میں دوم جماع کرنے سے سوم معنی جماع یعنی بوس و کنار وغیرہ سے بشرط انزال چہارم حیض و نفاس پنجم جنون اور انغمار طویل ان سب چیزوں سے اعتکاف ٹوٹ جاتا ہے۔ (بحر الرائق)

سوال :- اگر مجھ کو کبھی یہ چیزیں اعتکاف میں واقع ہو جائیں گی تو کیا اعتکاف فاسد ہو جائے گا؟

جواب :- جی ہاں فاسد ہو جائے گا۔ (بحر الرائق)

سوال :- اگر مسجد میں معتکف کے لیے کھانا پینا سونا خرید و فروخت جائز ہے؟

جواب :- جی ہاں جائز ہے کھانے کی چیزوں کی خرید و فروخت بھی بقدر ضرورت جائز ہے نہ کہ تجارت کے لیے کہ یہ مکروہ ہے منقطع الی اللہ کو امور دنیا میں اشتغال روا نہیں (بحر الرائق ص ۳۲۶)

سوال :- بعض لوگ جو معتکف نہیں ہوتے وہ مسجد میں کھاتے پیتے اور گرمی میں دوپہر کو پنکھے کے نیچے عموماً سوتے ہیں۔ ان کا یہ فعل کیسا ہے؟

جواب :- مکروہ ہے صرف معتکف اور مسافر کو اجازت ہے اور ابن کمال کے قول کی بنا پر تو مطلقاً مکروہ نہیں بہر حال بہتر یہ ہے کہ غیر معتکف نفل اعتکاف کی نیت کر کے مسجد میں داخل ہو کچھ ذکر الہی اور نماز پڑھ کر کھائے پئے۔ (دور مختار شامی)

سوال :- اگر مسجد میں کسی برتن میں وضو کرے تو کیسا ہے ؟  
 جواب :- اگر مارستعمل سے مسجد کے آلودہ اور ملوث ہونے کا احتمال ہے تو منع کیا جاتے گا کیونکہ تطہیف مسجد واجب ہے ورنہ مضائقہ نہیں اور غیر معتکف بہر حال منع کیا جاتے گا۔ (بجرا الرائق ص ۳۲۷)

سوال :- کیا اعتکاف کی حالت میں خاموش رہنے اور کسی سے ملاقات بھی نہ کرے  
 جواب :- نہ احباب سے ملاقات منع ہے نہ خاموش رہنا روا ہے بلکہ بے معنی خاموشی کو مکروہ لکھا ہے البتہ شہر سے زبان کو روکے اور خیر کی باتیں کرے سو اس کی ہر وقت اور ہر جگہ کے لیے تعلیم ہے مسجد اور اعتکاف کی حالت میں بھی زیادہ مناسب اور اولیٰ ہے۔  
 اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا قُلْ لِعِبَادِيَ يَقُولُوا الَّتِي هِيَ اَحْسَنُ (پہلا ۶) میرے بندوں سے فرما دیجئے کہ وہ عمدہ سے عمدہ باتیں کیا کریں پس قرآن اور حدیث پڑھیں اور اعلیٰ سے اعلیٰ نکات اور اسرار اس کے بیان کریں مسائل فقہ بتلائیں قصص الانبیاء یا نیک اور صالح بندوں کی حکایات سنا لیں مسجد میں مباح کلام سے بھی بچیں یعنی جس میں کوئی ثواب نہ ہو یہ کلام نیکیوں کو ایسے کھا جاتا ہے جیسے لکڑی کو آگ کھا جاتی ہے مگر اسبجوابی نے کہا ہے کہ معتکف کے لیے مضائقہ نہیں بہر حال وقت حاجت مباح کلام کی بھی اجازت ہے باتیں کر سکتا ہے۔ (دور مختار)

سوال :- کیا شب قدر کی تجسس اور تلاش مستحب ہے۔  
 رمضان اور شب قدر

ہے۔ (دعائگیری)

سوال :- کس ماہ میں اس کو تلاش کیا جاتے ؟

جواب :- ماہ رمضان المبارک میں اس کو تلاش کیا جاتے وہ بھی پچھلے عشرہ میں۔ اسی تلاش میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اعتکاف فرماتے تھے شروع شروع میں آپ نے عشرہ اول میں اعتکاف کیا پھر عشرہ اوسط یعنی بیچ کے عشرہ میں پھر عشرہ اخیرہ میں جب آپ پر یہ ظاہر ہو گیا کہ شب قدر پچھلے عشرہ میں ہے تو ہمیشہ آپ نے تاوفات

اسی اخیر عشرہ میں اعتکاف کیا۔

سوال :- پچھلے عشرہ میں کن راتوں میں شبِ قدر کو تلاش کرے؟  
جواب :- عددِ طاق میں تلاش کرے مثلاً اکیسویں تیسویں پچیسویں ستائیسویں اسیویں  
راتوں میں شبِ قدر کو تلاش کرے جیسا کہ بخاری شریف میں حدیث ہے۔

تَحَرُّوا لَيْلَةَ الْقَدْرِ فِي الْوَسْطِ مِنَ  
الْعَشْرِ الْأَوَّلِ مِنْ رَمَضَانَ -  
تلاش کرو شبِ قدر کو رمضان کے  
عشرہ کی طاق راتوں میں۔

(بخاری ص ۱۸۱، مشکوٰۃ ص ۱۸۱)

سوال :- کیا آپ یہ بھی بتلا سکتے ہیں کہ ان طاق راتوں میں سے اغلب گمان کس رات  
کے بارہ میں ہے؟

جواب :- صراحت کے ساتھ کچھ نہیں کہا جاسکتا البتہ نکتہ سنج حضرات نے قرآن کے  
اشاروں کی زبان میں یہ سمجھا ہے کہ وہ رات ستائیسویں شب ہے اس لیے کہ لیلۃ القدر  
میں نو حرف ہیں اور سورہ اِنَّا اَنْزَلْنَاهُ اس کا تین مرتبہ ذکر آیات میں کونو میں ضرب  
و یا جلتے تو ستائیس ہوتے ہیں پس اشارہ ستائیس ویں شب کی طرف ہو التفسیر مدارک  
میں ہے کہ جمہور علماء اسی طرف ہیں کہ وہ رات ستائیسویں شب ہے۔ (فتاویٰ قاضی خاں)

سوال :- شبِ قدر کی فضیلت بھی بیان فرمائیں؟

جواب :- اس کی فضیلت کے لیے یہ کافی ہے کہ سورۃ اِنَّا اَنْزَلْنَاهُ پوری سورۃ اس  
کی فضیلت میں نازل ہوئی۔ تفسیر خازن میں ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے  
بنی اسرائیل کے ایک مجاہد کا ذکر آیا کہ ہزار مہینہ تک اللہ کی راہ میں ہتھیار اپنے کندھے  
پر لیے رہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تعجب فرمایا اور اس کی تمنا امت کے لیے  
بھی پیدا ہوئی تو حق تعالیٰ سے عرض کیا کہ اے رب آپ نے میری امت کو کوتاہ عمر  
فرمایا عمل میں کم ہوں گے تو اس پر اللہ تعالیٰ نے لیلۃ القدر عطا فرمائی اور فرمایا کہ یہ  
شبِ آپ کی اور آپ کی امت کے لیے قیامت تک اُس مجاہد کے ہزار ماہ سے  
بہتر ہے اس شب کی چند خصوصیات ہیں۔ اس رات لوح محفوظ سے آسمانِ دنیا

پر نزولِ قرآن ہوا۔ اس رات میں ایک عمل خیر دوسری راتوں میں ہزار عمل خیر کے  
 برابر ہے۔ اس رات میں فرشتوں کا نزول زمین پر اس کثرت سے ہوتا ہے  
 کہ زمین بائیں ہمہ وسعت و فراخی تنگ ہو جاتی ہے جیسا کہ تفسیر خازن میں ہے  
 دَوَقِيلَ سَمِيَتْ بِذَ الْكَرَّانِ الْأَرْضُ تَضِيقُ بِالْمَلَائِكَةِ فِيهَا اس رات  
 میں روح کا نزول بھی ہوتا ہے یعنی حضرت جبریل علیہ السلام بھی فرشتوں کی ایک  
 عظیم جماعت کے ساتھ اترتے ہیں ہر کھڑے اور بیٹھے اس شخص کی تعریف کرتے ہیں  
 اور دعا خیر دیتے ہیں جو ذکر الہی میں مصروف ہوتا ہے حضرت جبریل افضل ملائکہ  
 ہیں جن کی بزرگی اور افضلیت کے بیان میں تفسیر روح المعانی نے یہ وجہ لکھی ہے کہ تمام  
 انبیاء کرام کے مقابلہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت شریفہ ان کو زیادہ حاصل  
 ہوئی اصل عبارت تفسیر روح المعانی میں یہ ہے (وَإِنَّا أَقُولُ بِالْأَفْضَلِيَّةِ وَبِئْسَ عُنْدِي  
 أَقْوَى دَلِيلًا عَلَيْهَا مِنْ مَزِيدٍ صُحْبَتِهِ لِحَبِيبِ الْحَقِّ بِالْإِقْفَاقِ وَسَيِّدِ الْخَلْقِ  
 عَلَى الْإِطْلَاقِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَثْرَةَ نَصْرَتِهِ وَحُبِّهِ لَهُ وَوَلَامَتِهِ  
 پس حضرت جبریل کے قرب میں آج کی شب صحبت و قرب نبی کریم صلی اللہ  
 علیہ وسلم کی برکتیں حاصل کرو جو حیاتِ قلب و روح کا سبب ہے یہ رات محل  
 سلام ہے صبح تک فرشتوں کا سلام ایمان والوں اور اہل مسجد کو پہنچتا ہے تفسیر  
 عزیز می میں ہے کہ ہر عبادت کرنے والے سے حضرت جبریل مصافحہ کرتے ہیں  
 طبرانی کبیر میں یہ حدیث ہے کہ حضور نے فرمایا جو شخص حلال کمائی سے انظار کرتے  
 رمضان میں تو اس ماہ تمام راتوں میں فرشتے اس پر درود بھیجتے ہیں اور شب قدر میں  
 جبریل اس سے مصافحہ کرتے ہیں۔ اور جبریل کے وہ ہاتھ ہیں کہ حضور کے جسم اطہر سے  
 مس ہوتے ہیں۔ آج مصافحہ میں یہ برکتیں حاصل کرو۔

نے اور میں کہتا ہوں کہ میرے پاس حضرت جبریل کی افضلیت کی اس سے بڑھی کوئی دلیل نہیں کہ اس نے  
 حبیب حق سید الخلق علی الاطلاق صلی اللہ علیہ وسلم کی زیادہ صحبت حاصل کی ہے اور آپ کی امت اور حضور کی زیادہ صحبت

تفسیر کبیر میں ہے کہ حجاج ابن یوسف نے ایک شخص کو قتل کا حکم دیا وہ کسی طرح باریاب ہو کر حجاج سے سوال کرتا ہے سلام کا جواب کیا ہے اُس نے کہا وعلیکم السلام یعنی تم پر سلامتی ہو کہا بس آپ نے زبان دے دی آپ کی زبان سے مجھے سلامتی کا پیام پہنچ گیا اب میں سلامتی اور امان میں آ گیا آخر حجاج نے اس کو امان دے دی اور کہا جانے لپنی علم و دانش سے اپنے کو بچا لیا معصوم ملائکہ سلام کریں تو گویا اللہ تعالیٰ نے ان کی زبان سے سلامتی پر سلامتی کا پیام پہنچا دیا صبح تک یہ پیام پہنچتا رہتا ہے نیز سلام - اللہ تعالیٰ کا نام بھی ہے گویا غفلت دور کر کے متوجہ الی اللہ کرتے ہیں اشارہ کیا کسی میں سلامتی ہے کہ ہمہ وقت اس دھیان میں رہو ذات باری تعالیٰ تم پر نگران ہے اور خاص نظر عفو و کرم ہے۔

حیات الصالحین میں ہے کہ طبری نے ایک جماعت سے ذکر کیا ہے کہ اس رات درخت زمین پر گرتے ہیں اور پھر جڑوں یعنی اپنے پیروں پر کھڑے ہو جاتے ہیں اور ہر چیز سجدہ کرتی ہے بہر حال اہل کشف اور اربابِ قلب کو اگر کچھ عجائبات اس شب کے نظر آجائیں تو حق ہے شامی میں ہے کہ اگر خدا تعالیٰ کسی کو یہ رات دکھلاتے تو رویت اس کی ممکن ہے۔

نیز اس سے معلوم ہوا کہ کس قدر قوی تجلیات انوار کا ظہور ہے کہ جس کے آگے ہر چیز سجدہ ریز ہے۔ غرضکہ یہ رات انوارِ قرآن انوارِ ملائکہ انوارِ تجلیاتِ الہی سے روشن ہے اس رات کو عبادت میں مصروف رہ کر قلب کی تنویر میں گزارا جائے گناہوں کی غفلت میں سو کر ضائع نہ کیا جائے کہ بڑی قدر و منزلت کی رات ہے۔

سوال :- اس رات میں کیا عبادت کرنی چاہیے؟  
جواب :- اس میں نمازیں پڑھنا چاہئیں۔ کیونکہ اس رات میں نماز کے لیے قیام موجبِ مغفرت ہے۔ حدیث شریف میں ہے۔

مَنْ قَامَ لَيْلَةَ الْقَدْرِ اِيْمَانًا وَ اِحْتِسَابًا  
اور طلبِ اجر کے اس کے پہلے کے گناہ معذور ہوئے۔  
جس نے قیام کیا شبِ قدر میں بوجہ ایمان

یعنی شبِ قدر میں جس نے کھڑے ہو کر عبادت کی (خواہ طواف ہو یا نماز) اور اس قیام کا باعث صرف ایمان اور طلبِ اجر ہے نہ ریا اور سمعہ اس کی بخشش ہے۔ پس اس شب میں جتنے بھی قیام ہیں اول ان کو ضائع نہ ہونے دے مثلاً ریح نہ چھوڑے بیس رکعتوں کا قیام حاصل ہو گا۔ نماز مغرب و عشاء کو مع سنت موکدہ اور غیر موکدہ کے حتیٰ کہ اولین تک جو مغرب کے بعد چھ رکعتیں پڑھی جاتی ہیں ان کو بھی ادا کرے تاکہ غروبِ آفتاب کے بعد ہی سے اس کو قیامِ اللیل حاصل ہوتا چلا جائے۔ مغرب اور عشاء کی نماز کو اگر اس شب جماعت کے ساتھ ادا کر لے گا۔ تو غنیۃ الطالبین میں ہے کہ اس کو بھی شبِ قدر کے قیام سے حصہ مل جائے گا۔ تہجد بھی پڑھے اور اگر کوئی خوش بخت ان سب قیاموں کے ساتھ مزید نوافل کی طرف بھی رغبت رکھتا ہے تو اس رات کی نوافل بھی حیاتِ الصالحین کے حوالہ سے نقل کی جاتی ہیں۔

**شبِ قدر کی نوافل** | نفلِ اول۔ جو کوئی سو رکعت پڑھے گا ہر رکعت میں بعد الحمد کے ایک بار سورہ انا انزلناہ پڑھے پھر بعد سلام شرباً استغفار کرے اللہ تعالیٰ اس کو اتنا ثواب عطا فرمائے گا کہ حدیبیان سے باہر ہے۔

نفلی دوم۔ جو شخص ستائیسویں شب کو دو رکعت پڑھے ہر رکعت میں بعد الحمد سات بار سورہ اخلاص پڑھے اُس نے شبِ قدر کا ثواب پالیا۔

نفلی سوم۔ چار رکعت پڑھے ہر رکعت میں بعد الحمد ۲۷ مرتبہ انا انزلنا پڑھے بعد سلام سو بار درود شریف سو بار سبحان اللہ سو بار استغفار سو بار یا حی یا قیوم پڑھے تو اللہ تعالیٰ اس کو سونے چاندی زمرد و یاقوت کے محل عطا فرمائے گا۔

نفلی چہارم۔ تہجد کی بارہ رکعت پڑھے ہر رکعت میں بعد الحمد سترہ مرتبہ سورہ اخلاص پڑھے۔ بحساب آیات اُس نے ایک ہزار بیس آیات تلاوت کیں جو ایک ہزار ماہ سے بہتر رات ہے اُس میں ایک ہزار آیات پڑھنا مناسب ہے۔ اگر نوافل نہ پڑھ سکے

تو قرآن پاک کی تلاوت کرے۔ بہتر ہے وہ سورتیں اور آیات پڑھے جو اوڑاؤ شب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے وارد ہیں اور وہ یہ ہیں۔ سورہ بقرہ۔ سورہ بنی اسرائیل۔ سورہ الم سجده لیسین۔ الزمر۔ الدخان۔ اقتربت الساعة۔ الواقعة۔ الحديد۔ الحشر۔ الصف۔ الجمعة۔ التغابن۔ الملك۔ القيامہ۔ الاعلیٰ۔ التکاثر۔ الکافرون۔ الاخلاص۔ المعوذتان آیات میں سے شہد اللہ سے عند اللہ الاسلام تک۔ آخر سورہ کف ان الذین آمنوا وعملوا الصالحات تا آخر یہ سب مل کر کچھ اوپر ایک ہزار آیات ہوتی ہیں۔ خواہ یہ سب پڑھے یا بعض اور اگر نفل نماز میں ان کو پڑھے تو جمع بین الفضائل ہوگا فضیلت تلاوت بھی حاصل ہوگی اور فضیلت قیام بھی۔ یہ نہ ہو تو مستحبات پڑھے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سونے سے قبل پڑھتے تھے اور فرمایا ان فیہن آیتہ خیر من الف آیتہ کہ ان میں ایک آیت ہزار سے بہتر ہے۔ جو مناسب ہے۔ شب قدر سے جو ہزار رات سے افضل ہے۔

**شب قدر کا وظیفہ** اور خاص شب قدر کا وظیفہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے دریافت کرنے پر جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا وہ یہ ہے **اللَّهُمَّ أَنْكَ عَفْوٌ كَرِيمٌ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّي** اس کو بکثرت پڑھے۔ عشا اور فجر کی نماز کو بھی جماعت سے پڑھ لے تو انشاء اللہ اس کو بھی شب قدر سے حصہ مل جائے گا۔

سوال :- کیا اس شب میں اللہ تعالیٰ ایمان والوں پر نظر عفو اور کرم فرماتا ہے؟  
جواب :- جی ہاں فرماتا ہے مگر چار شخصوں پر نظر کرم نہیں ہوتا۔ حدیث شریف میں ہے :-

بیشک اللہ تعالیٰ شب قدر میں امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے مومنین پر نظر ڈالتا ہے ان کو معافی دیتا ہے اور ان کے اوپر رحم فرماتا ہے سوائے چار شخصوں کے ایک

إِنَّ اللَّهَ يَنْظُرُ لَيْلَةَ الْقَدْرِ إِلَى الْمُؤْمِنِينَ مِنْ أُمَّةٍ مُعْتَدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَعْفُو عَنْهُمْ وَيَرْحَمُهُمْ إِلَّا أَرْبَعَةً مُدْمِنٍ خَمْرًا وَعَاقًا وَمُشَاحِنًا وَقَاطِعَ رَحِيمٍ

بہشتیہ اور جہنمیہ کلمات اور الفاظ سے بچنا چاہئے۔  
 (لطائف المعارف ص ۲۱۹)

بہمیشہ شراب پیئے والا دوسرے ماں باپ  
 کا نافرمان بنے کیسے اور جو تھے قطع رحم کرنے والا  
 اللہ تعالیٰ ان گناہوں سے محفوظ رکھے اگر کوئی ان گناہوں میں آلودہ ہو مثلاً عزیزوں  
 سے قطع کیے ہوئے ہو یا ماں باپ کا نافرمان ہو یا شراب پیتا ہو یا مسلمان سے کینہ رکھتا  
 ہو تو شب قدر آنے سے پہلے پہلے تو بہ کر لے پھر اس رات میں غسل کر کے عبادت کے

لیے تیار ہو جائے اور مورد لطف و کرم بنے۔  
 سوال :- کیا شب قدر میں غسل کرنا بھی مستحب ہے؟  
 جواب :- مستحب ہے۔

سوال :- کیا تمام رات کی شب بیداری ہونی چاہیے؟  
 جواب :- نہ الفائق کے باب الوتر والنوافل میں ہے تمام رات یا اکثر رات  
 شب بیداری میں مصروف رہے۔ (حیات الصالحین)

سوال :- شب قدر کی جگہ  
**شب قدر کی طاق راتوں کا علیحدہ علیحدہ بیان**

طاق راتیں ہیں ان راتوں  
 میں سے اگر ہر رات کے متعلق کچھ حدیث میں ذکر ہو تو تحریر فرمائیں تاکہ مزید شوق و رغبت  
 کا باعث ہو؟

جواب :- بہت اچھا ہر ایک رات کے متعلق علیحدہ علیحدہ تحریر کیا جاتا ہے۔  
**اکیسویں شب**  
 معین کر کے دکھلائی گئی میں بھلا دیا گیا لیکن یہ تحقیق ہے کہ میں

نے خواب میں اُس رات کی صبح کو آب و گل کے اندر اپنے کو سجدہ میں دیکھا پس تلاش  
 کرو اس کو پچھلے عشرہ اور اس کی وتر راتوں میں راوی حدیث کہتے ہیں کہ جو رات حضور  
 اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب میں دیکھی اُس میں بارش ہوئی مسجد کی چھت تلخ خراب  
 کی بنی ہوئی تھی وہ پھٹی میری آنکھ اُس نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس حال میں دیکھا  
 کہ آپ کی پیشانی پر آب و گل کا اتر تھا اور یہ اکیسویں رات کی صبح تھی۔ راوی حدیث



کے یہ الفاظ ہیں۔ فَبَصَّرَتْ عَيْنَايَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَى

جَبْهَتِهِ أَثَرُ الْمَاءِ وَالطِّينِ مِنْ صَبِيحَةِ إِحْدَى وَعِشْرِينَ (مشکوٰۃ۔ مرقات)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں نے شبِ قدر کو دیکھا اور وہی کی آنکھوں

نے شبِ قدر کے دیکھنے والے محبوب کو دیکھا۔ یہ راوی حضرت ابو سعید خدری رضی

اللہ تعالیٰ عنہ ہیں ویدِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی اور ان کی پیشانی پر شبِ قدر کے

نشان دیکھنے کی لذت اور سرت کا اظہار (نبصرت عیناکی) سے کیا اور تاکید بھی ہے

فتاویٰ قاضی خاں میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عشرۃ وسطیٰ کا اعتکاف

کر کے فارغ ہوئے تو حضرت جبریل نے حاضر ہو کر عرض کیا جس کو آپ طلب کرتے

ہیں وہ تو آپ کے پیچھے اس لیے بعض نے استدلال کیا ہے کہ وہ اکیسویں شب ہے۔

حضرت عبداللہ بن امیس نے حاضر خدمت ہو کر عرض کیا کہ یا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں جنگل میں رہتا ہوں وہاں ہی

نمازیں ادا کر لیتا ہوں مگر مجھے ایک رات ایسی فرما دیجئے کہ رمضان کی راتوں میں

وہ شبِ قدر ہوتا کہ اس رات مسجد نبوی میں حاضر ہو کر عبادت کروں۔ آپ نے فرمایا

تیسویں شب کو اجاؤ ان کے صاحبزادہ سے پوچھا گیا کہ آپ کے والد کا کیا عمل تھا

کہا عصر پڑھ کر مسجد میں داخل ہوتے پھر صبح ہی نماز پڑھ کر سکتے تھے دروازہ مسجد پر

اپنی سواری پاتے اس پر سوار ہو کر جنگل کو چلے جاتے پس اس حدیث سے تیسویں شب

کی عظمت نشان ظاہر ہوئی کہ عبداللہ بن امیس ہر سال اسی تاریخ میں اہتمام فرماتے تھے

مکن ہے کہ یہ اختلاف لیلیۃ القدر باختلاف اشخاص ہو ان کو ثواب اسی شب میں

پلتا ہو یا جس سال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو مسجد میں آنے کے لیے

فرمایا اس سال تیسویں کو لیلیۃ القدر تھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کا علم ہو گیا

ان کو مطلع کروا دیا وہ سمجھے کہ ہر سال اسی تاریخ کو ہوتی ہے ہر حال آنحضرت صلی اللہ

علیہ وسلم نے ان کے ہر سال اس تاریخ میں اہتمام فرمانے پر انکار نہیں فرمایا اور یہ

وہ رات ہے کہ جس کی طرف ان کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے رخصت فرمایا

وہ رات ہے کہ جس کی طرف ان کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے رخصت فرمایا

فرمائی۔ پھر کیوں نہ ہر سال حضرت عبداللہ اس کی قدر کرتے کہ یہی لائق قدر  
شبِ قدر ہے۔

**۲۵ چھپسویں شب** عبادہ بن صامت کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم  
باہر تشریف لائے تاکہ ہم کو لیلۃ القدر کی خبر دیں فلاں فلاں  
نے جھگڑا کیا پس شبِ قدر کی پہچان اٹھالی گئی شاید تمہارے لیے یہ بہتر ہو پس اس  
کو تلاش کرو انیسویں اور ستائیسویں اور چھپسویں میں اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا  
کہ دشمنی اور لڑائی جھگڑوں سے انسان بھلائی اور برکتوں سے محروم ہو جاتا ہے اور  
یہ بھی معلوم ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے شبِ قدر کا تین راتوں میں ہونا  
ظاہر فرمایا ان میں ایک چھپسویں رات بھی ہے۔ راقی الصلاح میں ہے کہ حضرت عکرمہ  
رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو چھپسویں شب ہی کے قائل ہیں لہذا اقیام اللیل کے اہتمام سے اس  
میں غافل نہ رہے اگر شبِ قدر ہے تو قیام لیلۃ القدر کی بھی فضیلت اس کے ہاتھ  
سے نہیں گئی جو موجبِ عقربان ہے۔

**ستائیسویں شب** راوی حدیث زہر بن حبیش کہتے ہیں کہ میں نے ابی بن کعب  
سے سوال کیا کہ آپ کے بھائی عبداللہ بن مسعود کہتے ہیں  
کہ جو شخص تمام سال قیام اللیل کرے وہ شبِ قدر کو پا سکے گا آپ نے فرمایا اللہ  
تعالیٰ ان پر رحم کرے یہ اس لیے انہوں نے کہا کہ لوگ بھروسہ نہ کر بیٹھیں ورنہ عبداللہ  
ابن مسعود کو خوب علم ہے کہ شبِ قدر رمضان میں ہے اور وہ بھی رمضان کے پچھلے  
عشرہ میں ہے اور اس میں بھی ان کو شک نہیں کہ ستائیسویں شب ہے۔ پھر تم کھا کر  
ہجرت اور وثوق کے ساتھ ابی بن کعب نے کہا کہ شبِ قدر ستائیسویں ہی رات ہے میں نے عرض  
کیا کہ آپ کس دلیل سے کہتے ہیں۔ اسے ابامنزریہ کنیت ہے ابی ابن کعب کی  
فرمایا اس نشان کے سبب کہتا ہوں جس کی خبر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دی کہ  
اُس دن آفتاب نکلے گا کہ اس میں روشنی نہ ہوگی۔ میں نے ستائیسویں کی صبح کو دیکھا  
کہ آفتاب ایسا ہی نکلا۔ حضرت عبداللہ بن مسعود نے اس لیے ستائیسویں شب کو ظاہر  
نہیں کیا۔ کہ لوگ باقی راتوں کے قیام کو چھوڑ دیں گے اور اسی پر بھروسہ کر لیں گے۔

۲۹ اُتیسویں شب | اس شب کے لیے وہ حدیث ہے جو پچیسویں رات کے بیان میں گزری اس میں آپ نے اُتیسویں شب کے متعلق بھی فرمایا کہ

اس شب میں شبِ قدر کو تلاش کرو شبِ قدر کی راتوں میں چونکہ یہ آخری رات ہے اس لیے پہلی راتوں میں جو کچھ کسر رہ گئی اس میں اس کی تلائی کی کوشش کی جائے اور پورے اہتمام سے شبِ بیداری میں مصروف رہنا چاہیے نہ معلوم آئندہ سال حیات و فاکرے یا نہیں۔

سوال :- شبِ قدر وغیرہ متبرک راتوں میں شبِ بیداری کتنے حصہ رات میں ہونی چاہیے؟

جواب :- ظاہر احادیث سے تو استیعاب ہی معلوم ہوتا ہے یعنی تمام رات قیام اللیل کرنا چاہیے مگر فقہائے کرام فرماتے ہیں جیسا کہ مرقی الفلاح میں ہے کہ اکثر حصہ شب میں مصروفِ طاعت رہے گا تو قیام اللیل کا ثواب مل جائے گا اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ تو یہ فرماتے ہیں کہ اگر نمازِ عشرِ جماعت سے پڑھ لی اور صبح کی نمازِ جماعت سے پڑھنے کا عزم بالجزم ہے تو بھی شبِ بیداری کا ثواب مل جائے گا۔

سوال :- فضیلت والی کل کتنی راتیں ہیں اور ان کی کیا کیا فضیلتیں ہیں؟

جواب :- تیس راتیں ہیں سراقی الفلاح میں ایک حدیث ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس نے ان پانچ راتوں کو زندہ رکھا اس کے لیے جنت واجب ہوگی یَوْمَ التَّرْوِيَةِ یعنی ذی الحجہ کی آٹھویں رات۔ عرفہ یعنی ذی الحجہ کی نویں تاریخ کی رات۔ نحر یعنی بقر عید کی رات۔ عید الفطر کی رات۔ پندرھویں شعبان کی رات یعنی شبِ برات اسی کتاب میں دوسری حدیث ہے کہ جس نے قیام اللیل کیا پندرھویں شعبان کی رات یعنی شبِ برات کو اور عیدین کی راتوں کو تو اس شخص کا دل اس دن نہیں مرے گا جس دن لوگوں کے دل مُردہ ہو جائیں گے۔ اسی کتاب میں ہے کہ شبِ برات کا زندہ رکھنا سال بھر کا کفارہ ہے اور جمعہ کی رات کا جاگنا ایک

ہفتہ کے گناہوں کا اور شبِ قدر میں جاگنا عمر بھر کے گناہوں کا کفارہ ہے اور پانچ راتوں  
راتوں میں دُعا رزق نہیں ہوتی عیدین کی رات جمعہ کی رات: اولِ رحیب کی رات: شبِ  
برارت مزاتی الفلاح میں ہے کہ عشرہ ذی الحجہ کی ہر رات کا قیام شبِ قدر کے قیام کے  
برابر ہے۔

غنیۃ الطالبین میں شبِ بیداری کے لیے پانچ راتوں کا اور ذکر کیا ہے جس کی بنا پر  
پر یہ کل راتیں مجموعی طور پر حسبِ ذیل ہوتی ہیں۔

(۱) شبِ برارت

(۲) شبِ قدر یعنی رمضان کی اکیسویں رات۔

(۳) شبِ قدر یعنی رمضان کی تیسویں رات۔

(۴) شبِ قدر یعنی رمضان کی پچیسویں رات۔

(۵) شبِ قدر یعنی رمضان کی ستائیسویں رات۔

(۶) شبِ قدر یعنی رمضان کی انتیسویں رات۔

(۷) شبِ قدر حکماً یعنی ذی الحجہ کی پہلی رات۔

(۸) شبِ قدر حکماً یعنی ذی الحجہ کی دوسری رات۔

(۹) شبِ قدر حکماً یعنی ذی الحجہ کی تیسری رات۔

(۱۰) شبِ قدر حکماً یعنی ذی الحجہ کی چوتھی رات۔

(۱۱) شبِ قدر حکماً یعنی ذی الحجہ کی پانچویں رات۔

(۱۲) شبِ قدر حکماً یعنی ذی الحجہ کی چھٹی رات۔

(۱۳) شبِ قدر حکماً یعنی ذی الحجہ کی ساتویں رات۔

(۱۴) شبِ قدر حکماً یعنی ذی الحجہ کی آٹھویں رات۔

(۱۵) شبِ قدر حکماً یعنی عرفہ کی رات۔

(۱۶) شبِ قدر حکماً یعنی دسویں ذی الحجہ کی رات۔

(۱۷) عید الفطر کی رات۔

(۱۸) جمعہ کی شب۔

ماہنامہ اعلیٰ الطالبین میں ان پانچ راتوں کا اور اضافہ ہے۔

(۱۹) محرم کی اول شب۔

(۲۰) عاشورہ کی رات۔

(۲۱) رجب کی اول شب۔

(۲۲) رجب کی پندرھویں شب۔

(۲۳) رجب کی ستائیسویں شب۔

سوال :- ان مذکورہ بالا راتوں میں کیا مشاغل ہونے چاہئیں؟

جواب :- نماز، تسبیح، تہلیل، ذکر، مراقبہ، تلاوت قرآن، سماعت قرآن، مشغلہ

حدیث، درود شریف، سحر کے وقت کثرت سے استغفار میں مشغول ہونا۔

سوال :- کیا شب قدر کی طرح روز قدر بھی ہے؟

جواب :- جی ہاں ہے۔

سوال :- روز قدر کسے کہتے ہیں؟

جواب :- اُس دن کو کہتے ہیں جو شب قدر کے بعد آتا ہے۔

سوال :- کیا اس کا کوئی نشان بیان کیا گیا ہے؟

جواب :- حضرت ابی بن کعبؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بیان کر وہ

نشان ظاہر کیا (انہا تطلع یومئذ لا شعاع لہا) یعنی اُس روز صبح آفتاب اس

حال پر نکلے گا کہ اس کی تیز نورانی شعاعیں نہیں ہوں گی اہل نظر کو یہ اشارہ ہے کہ ملائکہ

اور شب قدر کے انوارِ رضوانِ شمس پر غالب ہوں گے جس کے مشاہدہ کے لیے اہل

بصیرت کی نظر مطلوب ہے نہ اہل بصر کی بہر حال رات گزرنے کے بعد دن کا

نشان اس لیے بیان ہوا کہ رات کی طرح اس دن کو بھی زندہ رکھیں عبادات اور

طاعات میں گزاریں رات کے جاگنے والے اس دن میں غافل ہو کر نہ سوئیں اس

کی قدر بھی شب قدر کی طرح کریں بعض یہ کہتے ہیں کہ شب قدر گزرنے کے بعد دن

کی علامت کا بیان حصولِ نعمت پر شکر کے لیے یا فوت اور تلف ہونے پر اظہارِ افسوس کے لیے ہے مگر علامہ ابن حجر فرماتے ہیں کہ علامت کا بیان اس لیے ہے کہ اس دن کا اجیار بھی اجیارِ لیل کی طرح سے ہو ان کی عبارت یہ ہے۔

فائدة كون هذا علامة مع انه  
انما يوجد بعد انقضاء الليلة لانه  
ليس احياء يومها كما يسن احياء  
ليلها۔ (مرقات ص ۳۶۳)

فائدہ اس علامت کے ہونے کا باوجود  
رات گزر جانے کے یہ ہے کہ اس کے  
دن کا اجیار بھی اسی طرح ہو جس طرح  
اس کی رات کا ہوا۔

طحاوی ص ۵۸۳ میں ہے۔

ذَكَرُوا اِلَّا الدُّعَاءَ لَيْلَتِهَا وَيَوْمَهَا  
مُسْتَجَابٌ فَاِنْ نَاتَتْ لَيْلَتُهَا اَدْرَكَهُ  
يَوْمَهَا

فقہا علمائے نے ایسا ذکر کیا ہے کہ شبِ قدر اور  
اس کے دن کی دعا مستجاب اور مقبول ہوتی ہے اگر  
رات فوت ہو جائے تو اس کے دن کی فضیلت کو حاصل کرتے

بہر حال علامت کا مشاہدہ تو خواص ہی کا حصہ ہے عوام کو علامت کا احساس ہویا  
نہ ہو ہر شبِ قدر کے بعد دن میں عبادات کا اہتمام رکھیں۔ تفسیر درمغشود میں ہے کہ  
اس دن کا عمل شبِ قدر کے عمل کے برابر ہے۔

سوال :- رمضان میں جو جمعۃ الوداع آتا ہے۔ اس  
رمضان اور جمعۃ الوداع کے بارہ میں بھی کچھ تحریر فرمائیں۔

جواب :- یہ آخری جمعہ ہے بڑے اہتمام اور خشوع و خضوع کے ساتھ ادا کرنا چاہیے۔  
حضرت اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے توہر نماز کے لیے یہ ارشاد فرمایا ہے کہ اس کو اس  
طرح ادا کرو گویا کہ وہ صلوة الوداع ہے۔

اذا قمت في صلواتك فصل صلوة  
مودع۔ (ابن ماجہ)

جب تم اپنی نماز کے لیے کھڑے ہو تو اس  
طرح نماز پڑھو جیسے ووداع اور شخصت  
کرنے والے کی نماز ہو۔

پس ہر نماز کو خصوصاً آخر رمضان کی نمازوں کو یہ سمجھ کر ادا کرو کہ یہ عمر کی آخری

نمازیں ہیں۔ تمام آداب ارکان و شرائط کے ساتھ اچھے اور بہتر طریق سے ادا کر کے نماز پڑھو چہ جائیکہ جمعہ کی نماز اور وہ بھی رمضان کے جمعہ کی نماز جو ستر جمعہ کے برابر ہے اور وہ بھی رمضان کے پچھلے جمعہ کی نماز جس کے متعلق آپ کو اوپر معلوم ہو چکا ہے کہ پچھلا حصہ رمضان کا پہلے حصہ سے بھی افضل اور اہم ہے۔ لہذا اس اہم نماز کی ادائیگی میں پوری سعی اور جدوجہد کریں جو کچھ بھی تقصیر اور کوتاہیاں پہلے نمازوں میں ہو چکی ہوں ان سب کی تلافی توبہ استغفار اور رجوعیت الی اللہ سے اس جمعہ میں کرنی چاہیے اور عمر کا آخری جمعہ سمجھ کر جس طرح جدا ہونے والا حسرتناک انداز سے اپنوں سے مل کر رخصت ہوتا ہے اسی طرح مفارقت کے رنج سے کمال درجہ اندوہ و غم سے معمور اور قلبی جنون اور تعدیل ارکان کے ساتھ نماز جمعہ سے ہم کنار وہم و آغوش ہو کر اس کو رخصت کریں بلکہ جمعہ کے بعد سے ہر دن کی نماز کو آخری نماز سمجھیں کہ اسے رمضان اگر عمر نے وفا کی تو آئندہ تیرے برکات سے پھرستفینس ہوں گے ورنہ رمضان اور اے عمر کے پچھلے رمضان تجھے دعا کی اور آخری سلام خدا تعالیٰ تیرے برکات کو قیامت تک سلامت رکھے اور تیرے فیوضات سے امت مسلمہ کو زیادہ سے زیادہ بہرہ و فرمائے۔ غنیۃ الطالبین میں حضرت غوث پاک رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْهِ نے جو آخری دعا سلام لکھا ہے وہ درج کیا جاتا ہے۔

السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا شَهْرَ الصِّيَامِ      السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا شَهْرَ الصِّيَامِ  
السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا شَهْرَ الْإِيْمَانِ      السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا شَهْرَ الْقُرْآنِ  
السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا شَهْرَ الرَّحْمَةِ وَالْعَفْوِ      السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا شَهْرَ الْعَابِدِينَ وَالْعَارِفِينَ  
السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا شَهْرَ الْمُجْتَهِدِينَ وَالصَّابِرِينَ

سوال :- جمعہ کو کیا کیا کرنا چاہیے ؟

جواب :- غسل کرے، مسواک کرے، خوشبو لگائے، دُھلے ہوتے یا نئے کپڑے پہنے کچھ صدقہ دے کہ مسجد کو جائے نوافل صلوٰۃ التَّسْبِيْحِ، ذکر، مراقبہ اور تلاوت قرآن میں مصروف ہو۔ سورۃ کف کی تلاوت کرے۔ درود شریف بکثرت

پڑھے کہ ہر خیر دین و دنیا کا اُمت کو آپ ہی کے دستِ کرم سے پہنچا آپ کے حقوق اہسانات بہت ہیں درود کے فریضہ یہ بھی اولتے حق ہے مگر قلیل ہے جمعہ کے درود کو یہ مزید فضیلت حاصل ہے کہ اس کو سیاوت سے ایک پر کیف نسبت اور تعلق ہے کیونکہ جمعہ سید الایام ہے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سید الانام تو سید الانام پر درود سید الایام میں بھیجا اولیٰ و انسب۔ زاد المعاد میں ہے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
سید الانام و یوم الجمعة سید الایام  
فللصلوة علیہ فی هذا الیوم مزیة  
لیست لغيره مع حکمة اخرى وھی  
ان کل خیر نالتہ امتہ فی الدنیا  
والآخرة فانہا نالتہ امتہ علی یدہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سید الانام ہیں  
اور جمعہ کا دن سید الایام پس اس دن کے  
درود کے لیے جو فضیلت ہے وہ غیر کے  
لیے نہیں اس کے ساتھ ہی درود بھیجے میں  
یہ بھی حکمت ہے کہ ہر خیر دین و دنیا کا  
اُمت کو آپ کے دستِ کرم ہی سے پہنچا۔

(زاد المعاد ص ۳۷۳)

مسجد میں پہلے سے جائے گردنوں کو پھلانگ کر نہ جائے ورنہ اُس نے اپنے لیے جہنم میں جانے کے لیے ایک پل بنایا جیسا کہ حدیث میں ہے اتخذ جسراً یہ معروف اور مجہول دو طریقہ سے پڑھا گیا ہے مذکورہ بالا مطلوب تو صیغہ معروف سے نکلے گا اور مجہول پڑھنے میں یہ مطلب ہوگا کہ خود اس کی گردن کو جہنمیوں کے لیے پل بنایا جائے گا۔ جہنمی اس کی گردن پر سے گزر کر جہنم میں جائیں گے لہذا اس سے بچے اور پہلے سے صفِ اول میں جا کر بیٹھے ورنہ جہاں جگہ ملے بیٹھ جائے اور نماز خشوع و خضوع کے ساتھ ادا کرے۔

سوال :- رمضان میں جتنے اسبابِ مغفرت  
رمضان اور اسبابِ مغفرت  
ہیں براہِ کرم ان سب کو ایک جگہ جمع کر کے

لکھ دیے جائیں تاکہ سہولت ہو تلاش نہ کرنا پڑے؟

جواب :- (۱) رمضان کا روزہ جس نے اپنے ایمان کے تقاضے سے امیدِ ثواب

کی بنا پر رکھا ایسا روزہ اسبابِ مغفرت میں سے ہے حدیث میں ہے۔



(مَنْ صَامَ رَمَضَانَ إِيمَانًا وَاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ)

(۲) قیامِ رمضان بھی اسبابِ مغفرت میں سے ہے۔ اس سبب ہے  
(مَنْ تَمَّ رَمَضَانَ إِيمَانًا وَاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ)  
پس جس نے خدا کے وعدہ پر ایمان رکھتے ہوئے قیامِ الیل کیا تو اس کو اور تہجد  
پڑھے اس کی مغفرت ہے۔

(۳) قیامِ شبِ قدر بھی سببِ مغفرت ہے۔ حدیث شریف میں ہے۔  
(مَنْ تَمَّ لَيْلَةَ الْقَدْرِ إِيمَانًا وَاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ)

(۴) روزہ دار کو افطار کرنا بھی سببِ مغفرت ہے۔ حدیث میں ہے۔

(مَنْ فَطَرَ فِيهِ صَائِمًا كَانَ لَهُ مَغْفِرَةٌ لِدُنُوبِهِ وَعِتْقٌ رَقَبَتِهِ مِنَ النَّارِ)

(۵) رمضان میں ذکرِ الہی کرنا بھی سببِ مغفرت ہے۔ خواہ ذکرِ حلی ہو یا خفی لسانی ہو  
یا قلبی بلکہ ذکر میں مناسب ہو گا کہ اسمائے الہی کو اپنے ورد میں رکھے۔ اس طور پر

کہ ہر روز جتنے بھی نام ہو سکیں ان کو لے اور جتنے عدد جس نام کے ہوں اتنے ہی بار اس  
اسم کو پڑھے یہ ایک اسمِ متعلقہ ہے جس کے ذریعے اس کو اس نے جب نطف اور کیف

حاصل ہو گا۔ حضرت والدی و مرشدی نور اللہ مرقدہ اسی طرح رمضان میں اسمائے  
الہی کا ورد کرتے تھے یہی کیف اور مدد حاصل ہوتا تھا۔

تعلق اور تعلق کو مثال سے سمجھئے مثلاً اللہ تعالیٰ کے ناموں میں سے ایک نام  
ولی ہے پہلے اس کے معنی معلوم کر کے پھر اس کے ذریعہ خدا سے تعلق پیدا کرے  
ولی کے معنی محب و ناصر اور قریب کے ہیں یعنی اللہ تعالیٰ کی یہ صفت ہے کہ وہ  
مومن اور متقی اور نیک بندوں سے محبت کرتا ہے ان کی مدد فرماتا ہے اور اپنی  
رحمتوں کے ساتھ ان سے قریب ہوتا ہے پس اس نام سے تعلق اس طرح پیدا کرے  
کہ اپنے تمام کاموں اور مشکلات میں اس اسم کے وسیلہ سے اللہ سے مدد اور نصرت  
طلب کرے۔ تاکہ وہ اپنی رحمتوں کے ساتھ قریب ہو چونکہ وہ نیک بندوں سے

محبت کرنے والا ہے تو نیک بندہ بننے کی کوشش کرے ایمان اور اعمالِ صالحہ سے اپنے کو زیادہ سے زیادہ مہذب بنائے تاکہ خدا اس سے محبت کرے اور اس کے دین و دنیا کے کاموں کا متولی اور کارساز ہو جیسا کہ وہ خود خبر دیتا ہے وَهُوَ يَتَوَلَّى الصَّالِحِينَ کہ وہ صالح بندوں کا متولی اور کفیل ہو جاتا ہے مخلوق یہ ہے کہ صفاتِ حق سے وہ اپنے کو بھی موصوف کرے مثلاً خدا کی طرح نیک اور صالح بندوں سے محبت کرے اور دوستانِ حق کو دوست رکھے دین اور اہل دین کی نصرت کرے اور ان کے کاموں کا متولی اور کفیل ہو جائے اور یہاں تک خدا کی ان صفات کا عکس اپنے اندر پیدا کرے کہ اس نام سے بھی نامزد ہو اور ولی اللہ کہہ کر پکارا جائے ولی کا دل محلِ نظرِ حق ہو جاتا ہے جو کوئی محبت اور خدمت سے اس دل میں جگہ کرے خدا کی نظر اس پر بھی ہوتی ہے ایک مثال تفصیل کے ساتھ لکھ دی گئی ہے اگر اس طرح تمام اسمائے الہی کے معنی سمجھ کر ورد میں لائے اور متعلق باخلاق اللہ اور متصف باوصاف اللہ ہونے کی سعی کرے تو جنتی ہوگا۔

حدیث میں ہے کہ خدا تعالیٰ کے ننانویں نام ہیں جو ان کو شمار اور عدد کے ساتھ ورد میں رکھے گا وہ جنت میں داخل ہوگا۔ اگر ہر ایک اسم کو اس کے عدد کے موافق پڑھ کر فیض حاصل کرے تو موجب صد برکات و حسنات ہوگا یہ بڑا نافع اور مفید ذکر ہے۔ خاص رمضان میں ذکر کرنے والے کے بارہ میں یہ حدیث ہے۔ ذاکر اللہ فی رمضان مغفور۔ (لطائف المعارف)

(۶) ملائکہ کا استغفار بھی سببِ مغفرت ہے فرشتے افطار تک روزہ دار کے لیے استغفار کرتے رہتے ہیں۔

(۷) خود بھی رمضان میں استغفار کرے تاکہ اس کی طلبِ مغفرت بھی اس کی مغفرت کا باعث ہو حدیث شریف میں ہے کہ اللہ تعالیٰ رمضان میں بخشش فرماتا ہے سوائے اس کے جس نے انکار کیا جیسا کہ حدیث میں ہے (مَنْ أَبَى أَنْ يَسْتَغْفِرَ اللَّهُ) اس سے مراد وہ ہیں جو استغفار نہیں کرتے۔ لہذا بکثرت استغفار پڑھے خواہ (اسْتَغْفِرُوا

اللّٰهُ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ وَأَتُوبُ إِلَيْهِ) پڑھے یا یہ پڑھے۔  
رَبِّ اغْفِرْ وَتُبْ عَلَيَّ إِنَّكَ أَنْتَ التَّوَّابُ الْغَفُورُ۔

۱۸) روزہ دار غلام اور خادموں پر کام کا بار ہلکا کرنا بھی سببِ مغفرت ہے۔  
۱۹) عشرہ اوسط میں خدا تعالیٰ کی مغفرت نازل ہوتی ہے وَأَوْسَطُهُ مَغْفِرَةٌ  
پس یہ عشرہ بھی سببِ مغفرت ہے۔

۱۰) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما افطار کے وقت یہ دعا پڑھتے تھے  
اللّٰهُمَّ يَا وَاسِعَ الْمَغْفِرَةِ اغْفِرْ لِي۔ خود حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم یہ  
دعا پڑھتے تھے اللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ رَحْمَتَكَ الَّتِي وَسِعَتْ كُلَّ  
شَيْءٍ أَنْ تَغْفِرَ لِي انشاء اللہ افطار کے وقت یہ دعا بھی سببِ مغفرت  
ہوگی۔

۱۱) رمضان کی آخر رات میں بھی مغفرت ہوتی ہے۔ (يَغْفِرُ لِأُمَّتِهِ فِي آخِرِ  
لَيْلَةٍ مِّنْ رَّمَضَانَ) لہذا یہ بھی آخری سببِ مغفرت ہے۔

## صومِ قضا یعنی دوسرا فرض

سوال :- دوسرا فرض روزہ کونسا ہے؟  
قضا تے رمضان کا روزہ | جواب :- وہ قضا تے رمضان کا روزہ ہے

اگر کسی بیماری یا کسی عذر سے رمضان کے روزے قضا ہو جائیں تو اللہ تعالیٰ کا  
حکم ہے کہ ان کو گنتی کے موافق دوسرے دنوں میں قضا کر لو جیسا کہ قرآن پاک میں  
ہے فَهَن كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيضًا أَوْ عَلَى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ أَيَّامٍ أُخَرَ۔

(پنچ ۸) (بران)

سوال :- قضا کے روزہ کی نیت کا وقت کب تک ہے؟

جواب :- اس روزہ کی نیت کا وقت رات ہے طلوع فجر سے پہلے پہلے نیت کر لے  
کیونکہ اس کے لیے کوئی خاص دن مقرر نہیں لہذا اس کا تعین بذریعہ نیت رات سے  
ضروری ہوا۔ (ہدایہ ص ۳۵۳ نورالایضاح ص ۳۵۳)

سوال :- اگر طلوع فجر کے بعد نیت کی تو کیا حکم ہے؟

جواب :- قضا کا روزہ نہیں ہوگا نفل روزہ ہو جائے گا لیکن مقصود بالذات نفل  
کا روزہ رکھنا تھا اس لیے اگر اس کو توڑ دے گا۔ تو اس نفل کی قضا واجب نہیں  
ہوگی مگر بہتر یہ ہے کہ اس کو پورا کر لے نہ توڑنا مستحب ہے۔ (مطحاوی ص ۳۵۳)

سوال :- کیا قضا میں فلاں رمضان کے روزہ کی نیت متعین کرنا بھی ضروری ہے؟

جواب :- جی ہاں ضروری ہے۔ (نورالایضاح)

سوال :- کس طرح نیت کرے؟

جواب :- اس طرح نیت کرے میں نے فلاں رمضان کے قضا کی یا فلاں نفل کے  
قضا کی نیت کی۔

سوال :- رمضان کے روزوں کی قضا تک کرنی چاہیے؟

جواب :- کوئی وقت معین نہیں لیکن مستحب ہے کہ زوالِ عذر کے بعد جب بھی قدرت  
ہو قضا رکھ کر بری الذمہ ہونے میں جلدی کرے کہ یہ امر خیر میں جلدی اور مسارعہ ہے  
جو مطلوب ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا سَارِعُوا إِلَى مَغْفِرَةٍ مِّن رَّبِّكُمْ اگر قضا  
نہ کر سکا اور دوسرا رمضان آگیا تو مقدم آنے والے رمضان کے روزہ ہیں بعد میں

پچھلے رمضان کی قضا کرے۔ (نورالایضاح مراقی الفلاح ص ۳۵۳)

سوال :- کیا قضا کے روزوں کا لگاتار رکھنا بھی لازمی ہے؟

جواب :- لازمی تو نہیں ہے مگر مستحب ضرور ہے۔ (مراقی الفلاح ص ۳۵۳)

سوال :- اگر قضا روزہ نہ رکھے تھے کہ مرض الموت میں مبتلا ہو گیا یا طاقت نہیں رہی تو  
کیا حکم ہے؟

جواب :- وصیت لازم ہے کہ اس کا فدیہ ادا کر دیا جائے بشرطیکہ زوالِ عذر کے

بعد اس کو قضا پر طاقت حاصل ہوگئی تھی مگر اُس نے روزہ قضا نہیں کیا اور اگر زوالِ عذر نہیں ہوا مثلاً وہ مرض جس کے سبب اُس نے افطار کیا ہے موجود ہے یا سفر ختم نہیں ہوا اسی بیماری اور مسافرت میں مر گیا تو اس پر وصیت نہیں۔  
(نور الایضاح - مرقی الفلاح ص ۲۷۵)

سوال :- وصیت کتنے مال میں جاری ہوگی ؟

جواب :- اگر اس کے ذمہ قرض نہیں ہے تو کل مال کی تہائی میں سے وصیت پوری کی جائے گی اور اگر اس کے ذمہ قرض ہے تو اول قرض ادا کر کے پھر بقیہ مال کی تہائی سے وصیت پوری کی جائے گی بشرطیکہ کوئی وارث ہو ورنہ جو کچھ بھی بعد ادائیگی قرض باقی رہے گا وہ تمام کا تمام وصیت میں دے دیا جائے گا

سوال :- ایک روزہ کا فدیہ کیا ہے ؟

جواب :- نصف صاع گیہوں ہے اس کا مفصل بیان اوپر احکام فدیہ میں گزرا وہاں دیکھئے۔

سوال :- اگر کوئی مفلس ہے اور بہت سے روزوں کی قضا اس کے ذمہ لازم ہے مال بھی کچھ بھی نہیں چھوڑا ہے تو اس کے لیے کوئی ایسا حیلہ رحمت بتلا دیا جائے کہ جس کے سبب آخرت میں اس کی گلو خلاصی ہو جائے ؟

جواب :- نصف صاع گیہوں قرض لے کر وہ کسی مسکین کو مرحوم کی طرف سے فدیہ میں دے دیا جائے یہ ایک روزہ کا فدیہ ہوا وہ مسکین پھر اس شخص کو ہبہ کر دے وہ شخص پھر اس مسکین کو دے دے جتنی مرتبہ اس طرح مسکین کو دیتا جائے گا اتنے ہی روزوں کا فدیہ ادا ہوتا جائے گا۔ یہ حیلہ غریبوں کے لیے رحمت ہے۔

(طحطاوی ص ۲۷۵)

سوال :- کیا بدوں وصیت وراثت پر فدیہ دینا لازم نہیں ؟

جواب :- خواہ وارث ہو یا غیر بدوں وصیت کسی پر فدیہ دینا لازم نہیں ہاں اپنی طرف سے دے گا تو وہ تبرع اور احسان ہوگا۔

(طحطاوی ص ۲۷۵)

سوال :- کیا قضا روزہ سے پہلے نفل روزہ رکھ سکتا ہے ؟

جواب :- جی ہاں نفل روزہ رکھ سکتا ہے بخلاف نماز کے اول اس کے قضا لازم ہے بعد میں نوافل ادا کرے گا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا - (مَنْ تَامَرَ عَنْ صَلَاةٍ أَوْ نَسِيَهَا فَلْيُصَلِّهَا إِذَا ذَكَرَهَا) معنی یہ ہوتے کہ جو شخص نماز سے سو جاتے یا اس کو بھول جاتے تو جب یاد آئے اس نماز کو پڑھے یا آتے ہی پڑھنے سے معلوم ہوا کہ نماز کو تاخیر سے پڑھنا روا نہیں قضا اول لازم ہے نفل پڑھنا لازم کو چھوڑ کر غیر لازم میں مشغول ہونا ہے جو مکروہ ہے ہاں سنتیں پڑھی جائیں گی ان کو نہیں چھوڑا جائے گا مگر روزہ میں فوراً قضا رکھنا لازم نہیں - (دور مختار - شامی ص ۱۶)

سوال :- قضا کن کن صورتوں میں لازم آتی ہے ؟

جواب :- اس کا مفصل بیان پہلے گزر چکا ہے وہاں ملاحظہ کیجئے -

## صوم کفارة رمضان یعنی تیسرا فرض روزہ

سوال :- تیسرا فرض روزہ کون سا ہے ؟

جواب :- کفارة رمضان کا روزہ ہے -

کفارة رمضان کا

(طحاوی ص ۳۵ بحر الرائق ص ۱۶)

سوال :- کفارة رمضان کے روزے کتنے ہیں اور کب لازم آتے ہیں ؟

جواب :- رمضان کا بلا عذر قصداً روزہ توڑنے پر ساٹھ روزے پے در پے

لگاتار رکھنے لازم ہوتے ہیں -

سوال :- کفارة میں کیا روزے ہی لازم آتے ہیں یا اس سے پہلے کچھ اور بھی لازم

ہوتا ہے ؟

جواب :- کفارة میں اول غلام یا باندی آزاد کرنا لازم ہوتا ہے اگر اس پر قدرت

نہ ہو تو پھر پے در پے ساٹھ روزے رکھنے لازم ہوں گے اس پر بھی قدرت نہ ہو۔  
تو ساٹھ مسکینوں کو پیٹ بھر کے دونوں وقت کھانا کھلانا ہو گا روزے کی صورت  
میں ایک دن بھی ناعنہ نہ ہو ورنہ از سر نو شروع سے روزے رکھنے ہوں گے  
یاں عورت کو حیض آجاتے تو یہ عذر معاف ہے فارغ ہو کر از سر نو سلسلہ شروع  
کرنا ضروری نہیں جہاں سے چھوڑے ہیں آگے سے سلسلہ شروع کرے باقی احکام  
کفارہ رمضان کے اوپر گزرے۔

سوال :- نیت کا وقت کب ہے؟

جواب :- رات کو ہے۔

سوال :- نیت کس طرح کرے؟

جواب :- اس طرح کہ میں نے نیت کی فلاں رمضان کے روزہ کے کفارہ کی۔

## صوم کفارہ ظہار یعنی چوتھا فرض روزہ

سوال :- چوتھا فرض روزہ کون سا ہے؟

جواب :- کفارہ ظہار کا ہے قرآن پاک میں سورہ مجادلہ

میں ہے فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامٌ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ - ربح الرائق - بران بطحاوی ۲۵۱

سوال :- ظہار کسے کہتے ہیں؟

جواب :- ظہار اُسے کہتے ہیں کہ اپنی بیوی کو ان عورتوں کے ساتھ تشبیہ دے جو

اس پر ہمیشہ کے لیے حرام ہیں مثلاً اپنی بیوی کو خطاب کر کے کہا کہ تو مجھ پر میری ماں

کے مثل ہے یا میری بہن کی مانند ہے ایسے کہنے کا یہ حکم ہے کہ جب تک اس

کہنے کا کفارہ نہ ادا کرے گا بیوی سے جماع کرنا شہوت کے ساتھ اس کو چھوٹا

اُس کا بوسہ لینا، اس کی شرم گاہ کی طرف نظر کرنا سب حرام ہے اس کے

پاس جانے کی جب اجازت ہوگی جب کفارہ ادا کرے۔

سوال :- کفارہ ظہار کیا ہے ؟

جواب :- اول غلام یا باندی آزاد کرنا خواہ مومن ہو یا غیر مومن اس پر قدرت نہ

ہو تو پھر دو ماہ کے روزے لگانا اس طرح رکھے کہ بیچ میں ایک دن بھی غافہ

نہ ہو نہ عورت سے جماع ہو اگر ناعہ ہو گیا یا اس اثنا میں اگر چہ رات ہی میں

عورت سے جماع کر لیا تو از سر نو روزوں کو شروع کرے گا اور اگر روزوں پر

قدرت نہ ہو تو پھر ساٹھ مسکینوں کو پیٹ بھر کر کھانا کھلائے مگر شرط یہ ہے کہ دوسرے

وقت بھی وہی مسکین ہوں جنہوں نے صبح کھانا کھایا دوسرے نہ ہوں۔ (دور مختار شامی)

سوال :- اگر بیچ میں عورت کو حیض آجاتے تو کیا حکم ہے ؟

جواب :- کفارہ ظہار میں حیض و نفاس کا سوال پیدا ہی نہیں ہوتا کیونکہ یہ کفارہ ظہار

سوائے مرد کے عورت پر واجب ہی نہیں ہوتا۔ (دور مختار)

سوال :- اس کی نیت کا وقت کون سا ہے ؟

جواب :- شب ہے۔

سوال :- نیت کس طرح کرے ؟

جواب :- رات کو کہے کہ میں نے نیت کی کل روزہ ظہار رکھنے کی واسطے اللہ کے

کیونکہ اس کے لیے بھی کوئی دن خاص معین نہیں لہذا رات سے تعین ضروری۔

## صوم کفارہ قتل یعنی پانچواں فرض روزہ

سوال :- پانچواں فرض روزہ کون سا ہے ؟

کفارہ قتل کا

جواب :- کفارہ قتل کا روزہ ہے قرآن پاک میں سورہ

نسا میں ہے۔ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامٌ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ تَوْبَةٌ



(برہان - بحر الرائق - طحاوی ض ۲۵)

مِنَ اللّٰهِ (پ ۱۰ ع ۱)

سوال :- اس کے کتنے روزے ہیں؟

جواب :- ساٹھ روزے ہیں لگاتار ایک روزہ بھی بیچ میں ناعفہ نہ ہو ورنہ از سر نو سلسلہ شروع کرنا ہوگا۔

سوال :- روزہ سے اول کیا لازم آتا ہے؟

جواب :- مومن غلام کا آزاد کرنا اس پر قدرت نہ ہو تو پھر دو ماہ کے روزے فرض ہیں۔

سوال :- کس قتل پر یہ کفارہ لازم آتا ہے؟

جواب :- قتلِ خطا پر ہے جس کی صورت یہ کہ شکار کا گمان کرتے ہوئے آدمی کے گولی مار دی یا گولی مار رہا تھا شکار کے مگر لگ گئی آدمی کے وہ مر گیا ان سب صورتوں میں کسی انسان کے قتل کرنے کا قصد اور ارادہ نہ تھا لہذا قتل کا گناہ نہوا بلکہ ترکِ احتیاط پر کفارہ لازم آیا کیوں ایسی سخت بے احتیاطی کی کہ جس سے ایک انسان ہلاک ہو گیا۔  
(دورِ مختار و شامی)

## صوم کفارہ میں یعنی چھٹا فرض روزہ

سوال :- چھٹا فرض روزہ کون سا ہے؟

جواب :- کفارہ میں کار روزہ ہے قرآنِ کریم میں سورۃ مائدہ

میں ہے فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ - اُبی اور ابو مسعود کی قرأت

میں مُتَّبِعَاتِ بھی ہے۔ (برہان - طحاوی ض ۳۵ مدارک ص ۳۴۹)

سوال :- کفارہ میں کسے کہتے ہیں؟

جواب :- قسم کے کفارہ کو کہتے ہیں جو شخص قسم کھا کر توڑ دے اس پر کفارہ لازم

آتا ہے۔

سوال :- قسم کا کفارہ کیا ہے ؟

جواب :- دن مسکینوں کو دو نوں وقت پیٹ بھر کر کھانا کھلانا اس شرط پر کہ شام کو بھی وہ ہی ہوں گے جنہوں نے صبح کھایا یا ان کو کپڑا پہنانا یا غلام آزاد کرنا غرض کہ ان تین باتوں میں سے جو چاہے اختیار کرے۔ کھانا کھلانے اور غلام آزاد کرنے میں وہی شرائط ملحوظ رہیں گے جو اوپر کفارہ ظہار میں مذکور ہوئے اگر ان تین باتوں میں سے کسی ایک پر بھی قدرت نہیں ہوگی تو اب تین دن کے روزے لگاتار رکھنے لازم ہوں گے اس طرح کہ ایک دن کا بھی ناعنہ نہ ہو حتیٰ کہ اس میں حیض کا بھی عذر مقبول نہیں اگر عورت کو حیض آگیا اور کوئی روزہ ناعنہ ہو گیا تو بعد فارغ ہونے کے از سر نو روزے رکھنے ہوں گے اسی طرح یہ بھی شرط ہے کہ اثنا روزہ میں مال پر قادر ہو گیا تو یہ روزہ کفارہ کے نہیں ہوتے یعنی یہ بھی شرط ہے کہ تین روزے تمام ہونے تک مال پر قدرت نہ ہو۔

سوال :- کھانا کھلانے کی بجائے اس کی قیمت بھی دے سکتے ہیں یا نہیں ؟

جواب :- کھانا کھلانے کے عوض ہر مسکین کو نصف صاع گیہوں یا ایک صاع جو یا ان کی قیمت دے سکتا ہے۔

سوال :- ان روزوں کی نیت کا وقت کون سا ہے ؟

جواب :- رات ہے۔

سوال :- اس روزہ کی نیت کس طرح کرے ؟

جواب :- رات کو کہے کہ میں نے نیت کی کل کفارہ یہین کے روزہ رکھنے کی اللہ کے واسطے۔

سوال :- کیا کفارہ کی قیمت مسجد یا کفن میں دے سکتا ہے ؟

جواب :- نہیں اس کا مصرف وہی ہے جو زکوٰۃ کا ہے۔ (عالمگیری)

سوال :- کیا مرجانے سے کفارہ ساقط ہو جائے گا ؟

جواب :- نہیں وصیت کرنا اس کے لیے لازم ہے۔ (عالمگیری)

# صوم کفارہ حلق یعنی ساتواں فرض روزہ

**سوال :-** ساتواں فرض روزہ کون سا ہے؟  
**جواب :-** فِدْيَةُ الْأَذَى كَمَا هِيَ أَسَى كُفَّارَةُ الْحَلْق كَتَبَتْ فِيهِ  
 (فتح القدير ص ۲۵)

**سوال :-** کیا اس روزہ کا بھی ذکر قرآن کریم میں ہے؟

**جواب :-** جی ہاں ہے سورۃ بقرہ میں ہے فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيضًا أَوْ بِهِ  
 أَذًى مِنْ رَأْسِهِ فَفِدْيَةٌ مِنْ صِيَامٍ أَوْ صَدَقَةٍ أَوْ نُسُكٍ (طھاری ص ۲۵)

**سوال :-** فدیۃ الاذی کا کیا مطلب ہے؟

**جواب :-** اس کا تعلق احرام سے ہے جب احرام باندھا جاتا ہے تو بحالتِ احرام  
 حلق یعنی سر منڈوانا بھی منع ہے مگر سر میں جوتیں وغیرہ پڑ جائیں اور تکلیف زائد ہو  
 تو سر منڈا سکتا ہے لیکن کفارہ لازم ہوگا اسی کو کفارہ حلق کہتے ہیں۔

**سوال :-** اس کا کفارہ کیا ہوگا؟

**جواب :-** اس کو اختیار ہے خواہ دم دے یعنی قربانی کرے مگر یہ قربانی حرم میں  
 ہوگی غیر حرم میں جائز نہیں یا صدقہ دے نصف نصف صاع چھ مسکینوں کو یہ بھی  
 ہو سکتا ہے کہ ان چھ مسکینوں کو دو وقت پیٹ بھر کر کھانا کھلائے مسکین کے  
 لیے کوئی قید نہیں کہیں کے بھی ہوں حرم کے ہوں تو بہتر ہے یا تین دن روزہ رکھے  
 اور جہاں چاہے رکھے اس میں حرم کی بھی قید نہیں پس قربانی - کھانا - روزہ - تینوں  
 میں سے جو چاہے اختیار کرے اگر روزہ کو اختیار کیا تو فرض ہوگا۔

(دورِ مختار ص ۲۸۸ طھاری ص ۲۵ شامی)

**سوال :-** کفارہ حلق کے تین روئے پے درپے لگاتا رکھے جائیں گے یا متفرق؟

**جواب :-** اختیار ہے چاہے لگاتا رکھے یا متفرق (دورِ مختار ص ۲۸۸)

سوال :- کیا یہ کفارہ سر منڈانے کے ساتھ ہی خاص ہے ؟  
 جواب :- نہیں بلکہ ہر وہ جرم کہ جس میں دم لازم آتا ہے اگر اس کو عذر کے ساتھ کیا تو یہ ہی کفارہ لازم آتے گا جس کی تفصیل احقر نے کتاب الحج میں لکھ دی ہے مثلاً خوشبو لگانا، سلا ہوا کپڑا پہننا وغیرہ وغیرہ۔ **فَانْ جَمِيعَ مَحْظُورَاتِ الْاِحْرَامِ اِذَا كَانَ بَعْدَ رَفْفِيهِ الْخِيَارَاتِ الثَّلَاثَةِ** (شامی)

سوال :- اس کے علاوہ کیا اور بھی روزہ ہے ؟  
 جواب :- جی ہاں حج میں جن جرموں پر کہ صدقہ کا حکم ہے اور عذر کے ساتھ ان کا تکبیر ہوا تو اختیار ہوگا کہ صدقہ کی بجائے ایک روزہ رکھ لے۔ (شامی ص ۲۸۸)  
 سوال :- اس کفارہ میں قربانی کا گوشت کیا خود بھی کھا سکتا ہے ؟

جواب :- نہیں۔ فقرا کا حق ہے۔

سوال :- اس کی نیت کا وقت کب ہے ؟

جواب :- رات ہے۔

سوال :- نیت کس طرح کرے ؟

جواب :- میں نے نیت کی کفارہ حلق کے روزہ رکھنے کی۔

## صوم جزاء صید یعنی آٹھواں فرض روزہ

سوال :- آٹھواں فرض روزہ کون سا ہے ؟  
 جواب :- جزاء صید کا روزہ ہے جس کا ذکر قرآن پاک سورہ بقرہ میں ہے۔ **اَوْعَدَلْ ذَالِكَ صِيَا مَالِيذُوقَ وَبَالَ اَمْرِهِ**۔ یہ بھی فرض روزہ ہے۔  
 (پ ۳۴) (طحاوی ص ۳۵ بحر الرائق)

سوال :- تفصیل سے فرمائیے جزاء صید کا روزہ کسے کہتے ہیں ؟

جواب :- بحالتِ احرام خشکی کے جانور کا شکار کرنا یا اس کی طرف شکاری کو اشارہ و رہبری کرنا حرام ہے اگر کسی نے اس جرم کا ارتکاب کیا تو کفارہ لازم آئے گا اس میں جو روزہ ہے وہ فرض ہے۔

سوال :- وہ کفارہ کیا ہے؟

جواب :- شکار کی قیمت ہے کہ جس کا اندازہ دو عادل شخصوں سے کرایا جائے گا اب خواہ اس اندازہ کی ہوتی قیمت کا جانور خرید کر حرم میں ذبح کر کے گوشت فقرا کو تقسیم کر دیا جائے یا اس کا غلہ خرید کر مساکین پر تصدق کر دیا جائے جس میں یہ شرط ہے کہ ہر ہر مسکین کو صدقہ فطر کی مقدار ضرور پہنچے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اس قیمت کے غلہ میں جتنے بھی صدقے ہو سکتے ہیں ہر صدقہ کے بدلے ایک روزہ رکھ لے اگر روزہ اختیار کرے گا تو یہ فرض ہوگا۔

سوال :- کیا ان روزوں کو بھی پے درپے رکھنا لازم ہوگا؟

جواب :- ان میں تسابیح شرط نہیں یعنی ضروری نہیں کہ لگاتار رکھے (طحاوی ص ۳۵)

سوال :- ان روزوں کی نیت کا وقت کون سا ہے؟

جواب :- رات ہے۔

سوال :- کس طرح نیت کرے؟

جواب :- رات کو کہے کہ میں نے کل جزا صید کے روزہ رکھنے کی نیت کی اللہ کے

واسطے۔

## صوم المتنعہ یعنی نواں فرض روزہ

سوال :- نواں فرض روزہ کون سا ہے؟

جواب :- صوم المتنعہ یعنی تمتع کا روزہ ہے قرآن پاک میں ہے فَصِيَامُ

ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ فِي الْحَجِّ وَسَبْعَةَ إِذَا رَجَعْتُمْ بِلَيْكٍ عَشْرَةً كَامِلَةً۔

(خطاوی ص ۳۵، حیات الصائمین)

سوال :- صوم تمتع کا روزہ کیسے کہتے ہیں؟

جواب :- اول تمتع کو سمجھتے تمتع اسے کہتے ہیں کہ میقات سے عمرہ کا احرام باندھے اور دو رکعت احرام پڑھ کر کہے اللَّهُمَّ إِنِّي أُرِيدُ الْعُمْرَةَ فَيَسِّرْهَا لِي وَتَقَبَّلْهَا مِنِّي۔ پھر تلبیہ کیے یعنی لبیک کہے یہاں تک کہ مکہ مکرمہ میں داخل ہو طواف رمل یعنی بین الصفا والمروة سے فارغ ہو کر حلق کر اگر احرام اُتار دے جو چیز احرام سے اس پر حرام ہو گئی تھیں اب وہ سب چیزیں اس پر حلال ہو گئیں یہ عمرہ سے فارغ ہو گیا آٹھ ذی الحجہ تک برابر یہ چیزیں حلال رہیں گی آٹھویں ذی الحجہ کو مسجد حرام سے پھر حج کا احرام باندھ کر منیٰ میں آئے گا پھر عرفات میں نو تاریخ کو وقوف کر کے مزدلفہ میں رات گزار کر دن ذی الحجہ کو پھر واپس منیٰ میں آکر رمی کرے گا اس سے فارغ ہو کر دسویں تاریخ کو اس پر واجب ہوگا کہ اس شکرانہ میں قربانی کرے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو عمرہ و حج دو عبادتیں بجالانے کی توفیق عطا فرمائی۔ اس کے بعد سر منڈائے اگر قربانی کی استطاعت نہ ہو تو اس پر دس روزے لازم آتے ہیں اسی کو صوم تمتع کہتے ہیں اور یہ روزے فرض ہیں۔ غرض کہ تمتع میں دو عبادتیں ہیں عمرہ و حج دونوں کا علیحدہ علیحدہ احرام باندھا جاتا ہے۔

سوال :- ان دس روزوں کو کس طرح ادا کرے؟

جواب :- تین تو ایام حج ہی میں احرام باندھنے کے بعد رکھے جائیں گے۔ ان روزوں کی تاریخ یکم شوال سے ذی الحجہ کی نویں تک ہے آٹھویں سے پہلے بھی احرام باندھ سکتا ہے بلکہ یہ افضل ہے تو جب چاہے احرام باندھ کر نویں سے پہلے پہلے روزے رکھ کر فارغ ہو جائے ان میں متابع شرط نہیں یعنی ان تینوں کو لگاتار رکھنا ضروری نہیں۔ اور سات روزے ایام حج گزارنے کے بعد یعنی تیرھویں کے بعد رکھے اور افضل یہ ہے کہ مکان پر واپس ہو کر رکھے

ان روزوں میں بھی تابع شرط نہیں چاہے لگاتار رکھے یا متفرق۔  
سوال :- ان دسوں روزوں کی نیت کا وقت کون سا ہے؟

جواب :- رات ہے۔

سوال :- کس طرح نیت کرے؟

جواب :- رات کو کہے میں نے اللہ کے لیے نیت کی کل صوم تمتع کے رکھنے کی

## صوم القرآن یعنی دسوں فرض روزہ

سوال :- دسوں روزہ فرض کون سا ہے؟

جواب :- قرآن کا روزہ ہے۔ (مطحادی ذہ ۳۵)

سوال :- قرآن کا روزہ کسے کہتے ہیں؟

جواب :- قرآن اسے کہتے ہیں کہ عمرہ حج کی نیت سے ایک ساتھ احرام  
باندھے پھر دو رکعت احرام پڑھ کر کہے اللَّهُمَّ إِنِّي أُرِيدُ الْعُمْدَةَ وَالْحَجَّ فَيَبْرَأُ  
هُمَا لِي وَتَقْبَلَهُمَا مِنِّي پھر تلبیہ کرے نماز طواف ادا کرے صفائے کف وریان  
سعی کرے۔ اب عمرہ سے فارغ ہو گیا اس میں اب حلق نہیں ہوگا حلق کیا بھی تو  
وڈوم لازم آئیں گے تمتع اور قرآن میں یہاں ہی سے فرق ظاہر ہوتا ہے۔

تمتع میں اب حلق کرا کر احرام

اتارے گا اور قرآن میں عمرہ سے فارغ ہو کر حلق نہیں کرے گا اور احرام سے  
بھی باہر نہیں ہوگا عمرہ پورا کرنے کے بعد طوافِ قدم کرے گا پھر اسی احرام  
سے تمام افعال حج بجالائے گا اور دسویں ذی الحجہ کو حلق کے بعد قربانی واجب  
ہے اس شکر یہ میں کہ اللہ عزوجل نے اسے دو اہم عبارتوں کی توفیق بخشی تارن کو  
اگر قربانی کی استطاعت نہیں ہے تو ریش روزے رکھنے لازم ہوں گے اسی طرح

جس طرح تمتع کے بیان میں روزوں کا حال مذکور ہوا۔ غرضکہ قرآن بھی دو عبادتوں پر مشتمل ہے عمرہ و حج مگر یہ دونوں ایک احرام سے ادا ہوں گے۔

سوال :- ان روزوں کی نیت کا وقت کون سا ہے؟

جواب :- رات ہے۔

سوال :- نیت کس طرح کرے؟

جواب :- رات کو کہے ہیں نے اللہ کے لیے نیت کی کل کے دن صوم قرآن رکھنے کا

## صوم نذر مطلق یعنی گیارہواں فرض روزہ

سوال :- کیا نذر کار روزہ رکھنا بھی فرض ہے؟

جواب :- جی ہاں فرض ہے۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے حکم

دیا ہے وَلْيُؤْتُوا نَذْرَهُمْ اَنْ كُوْچا ہے کہ اپنی نذر میں کو پورا کر۔

(سراج الفلاح ص ۳۱)

سوال :- نذر کار روزہ کسے کہتے ہیں اور اس کی کتنی قسمیں ہیں؟

جواب :- سنت کے بولے ہوئے روزہ کو کہتے ہیں پھر اگر کسی شرط کے ساتھ بولا ہے

مثلاً یوں کہا ہے کہ اگر فلاں بیمار اچھا ہو جائے یا فلاں کام ہو جائے تو مجھ پر اللہ کے

لیے روزہ ہے تو بیمار کے اچھا ہونے اور کام بن جانے پر روزہ رکھنا فرض ہوگا اس

سے پہلے نہیں اس کو نذر معلق کہتے ہیں اور کسی کام پر معلق نہیں کیا بغیر تعلیق مثلاً یوں کہا

کہ میں نے اللہ کے لیے ایک روزہ بولا تو اس پر روزہ رکھنا فرض ہو گیا بغیر کسی شرط کے

جب چاہے رکھ لے اس کو غیر معلق کہتے ہیں اب خواہ معلق ہو یا غیر معلق نذر کی دو قسمیں

ہیں۔ مطلق اور معین۔

سوال :- نذر مطلق کار روزہ کسے کہتے ہیں اور نذر معین کا کسے براہ کرام دونوں کی تعریف



بیان فرمائیں۔

جواب :- اگر روزہ رکھنا کسی خاص دن خاص ماہ خاص سال کے ساتھ معین نہیں کیا یوں کہا کہ مجھ پر کسی ایک دن یا کسی ایک ماہ یا کسی ایک سال کا اللہ کے لیے روزہ رکھنا لازم ہے یہ صوم نذر مطلق ہے اور معین کر کے کہا مثلاً ماہ رجب کا روزہ رکھنا لازم ہے تو اس کو صوم نذر معین کہتے ہیں۔ صوم نذر معین کے احکام مستقل طور پر آگے لکھے جائیں گے یہاں صوم نذر مطلق کے احکام درج کیے جاتے ہیں۔

سوال :- صوم نذر مطلق کا کیا حکم ہے مثلاً کسی نے ایک غیر معین ماہ کے روزے بولے تو ان کو لگاتار رکھے یا متفرق طور پر۔

جواب :- اگر ان روزوں کی نذر میں یہ بھی مانا ہے کہ لگاتار کموں کا توپے درپے روزے رکھنے لازم ہوں گے یہ اس طرح لازم ہوں گے کہ اگر بیچ میں ایک روزہ بھی مانع ہو گیا تو پھر از سر نو تمام روزے رکھنے ہوں گے اور اگر منت مانتے وقت یہ قید نہیں لگائی کہ میں ان کو لگاتار کموں کا تو اس پر لازم نہیں کہ لگاتار رکھے تیس روزے البتہ اس کے ذمہ ضرور لازم ہیں اس کو اختیار ہے کہ ان کو لگاتار رکھ کر پورا کرے یا متفرق طور پر رکھے۔ (عالمگیری ص ۲۱)

سوال :- اگر کسی نے مطلقاً ایک سال کے روزے بولے تو اس پر بارہ مہینہ کے روزے فرض ہوں گے یا رمضان کا ایک مہینہ منہا کر کے گیارہ مہینے کے روزے فرض ہونگے

جواب :- کامل بارہ ماہ کے روزے فرض ہوں گے کیونکہ ان میں اتصال کی قید نہیں ان روزوں کو متفرق طور پر بھی رکھ سکتا ہے تو درمیان میں رمضان کے آنے کا سوال ہی نہیں کہ جس کو منہا کیا جائے ہاں لگاتار ایک سال کے روزے رکھنے کی منت مانی ہے تو بیچ میں رمضان کا حائل ہونا لازمی ہے پس یہ منہا ہو جانے کا صر گیارہ مہینہ کے روزے لازم ہوں گے کیونکہ رمضان خود اللہ تعالیٰ کے فرض روزوں کے لیے مقرر ہے یہ تحت نذر نہیں آسکتا لہذا اس کے علاوہ گیارہ ماہ کے روزے رکھنا اس کے ذمہ لازم ہوں گے۔ (ہدایہ۔ عنایہ۔ فتح القدر ص ۱۲۱)

سوال :- اگر بغیر شرط تابع ایک سال کے روزے بولے یعنی سال کے پے درپے روزے رکھنے کی نیت نہیں مانی ایسی صورت میں بعض روزے آیام ممنوعہ یعنی عید فطر عید بقر میں رکھے گا تو کیا حکم ہے؟

جواب :- جائز نہیں کیونکہ اس کے ذمہ کامل روزے رکھنا لازم ہوتے ہیں پھر ناقص کیوں رکھے۔ (ہدایہ - فتح القدر ص ۱۰۱)

سوال :- زبان سے نکل گیا مہینہ بھر کا روزہ مگر نیت تھی ایک دن کا روزہ بولنے کی تو کیا حکم ہے؟

جواب :- مہینہ بھر ہی کا روزہ رکھنا لازم ہوگا کیونکہ نذر میں زبان سے بولنے کا اعتبار ہے نیت کافی نہیں تلفظ ضروری ہے اسی پر حکم ہے۔

(عالمگیری قاضی خاں الاشباہ والنظائر)

سوال :- اگر کسی نے دل میں نیت کی اور زبان سے کچھ بھی نہ کہا تو کیا نذر نہ ہوگی؟

جواب :- نہیں کیونکہ اس میں زبان سے بولنا شرط ہے شاید اسی وجہ سے اردو زبان میں نذر کے روزہ کو بولا ہوا روزہ کہتے ہیں۔

سوال :- نذر مطلق بشرط تابع میں لگاتا روزے کیوں لازم ہوتے؟

جواب :- اس لیے کہ تابع منصوص ہوگئی ہے اس کا لحاظ ضروری ہے۔ (عالمگیری ص ۲۲۲ - شامی ص ۱۰۱)

سوال :- صوم نذر مطلق میں نیت کا وقت کب ہے؟

جواب :- رات کو۔ (در مختار - تنویر)

سوال :- نیت کس طرح کرے؟

جواب :- نیت کی میں نے اللہ کے لیے نذر کے روزے رکھنے کی۔

سوال :- کسی نے کہا کہ اگر میں اچھا ہو گیا تو حج کروں گا یہ نہ کہا کہ مجھ پر اللہ کے لیے حج کرنا لازم ہے تو کیا یہ صحیح نذر ہوگی یا بدن (اللہ علی) کے نذر نہیں ہوگی؟

جواب :- نذر مطلق میں صحیح ہے غیر معلق میں درست نہیں چونکہ یہاں نذر معلق ہے

لہذا حج واجب ہوگا۔ (عالمگیری ص ۲۲۳)  
 بحر الرائق میں ہے کسی نے کہا میں حج کروں گا تو اس پر کچھ نہیں اور کہا کہ اگر  
 میں اچھا ہو جاؤں گا تو حج کروں گا تو حج لازم ہوگا۔ (بحر الرائق ص ۳۲)

## صومِ نذرِ معین یعنی بارہواں فرضِ روزہ

سوال :- کیا نذر معین کا روزہ فرض ہے؟  
 نذر معین کا جواب :- جی ہاں فرض ہے اسی آیت کریمہ **ذَلِيُوفُوا اَنْذُرَهُمْ**  
 سے جس سے نذرِ مطلق کا روزہ فرض ہوا۔ اس کی فرضیت بھی ثابت ہے۔

سوال :- نذر معین کا روزہ کسے کہتے ہیں؟  
 جواب :- اگر روزہ رکھنے کو خاص دن یا خاص سال کے ساتھ مقرر کر دیا ہے مثلاً  
 یوں کہا ہے کہ میں نے اللہ کے لیے جمعرات یا رجب یا آئندہ سال ۱۳۷۹ھ  
 کا روزہ بولا تو اس کو صومِ نذرِ معین کہتے ہیں۔

سوال :- نذر معین کا روزہ مثلاً رجب کے مہینہ کا روزہ بولا تو کیا ان کو لگاتار رکھے۔  
 جواب :- جی ہاں لگاتار رکھے کیونکہ معین مہینہ کے سب ایام علی الاطلاق ہیں۔  
 لہذا مجبوراً روزے بھی لگاتار رکھنے ہوں گے مگر بیچ میں کوئی ناغہ ہو جائے گا  
 تو اس صورت میں از سر نو روزے نہیں رکھنے ہوں گے آگے سے سلسلہ شروع  
 کرے جو روزہ ناغہ ہو گیا بعد میں اس کی قضا کرے اس کے مقابل وہ صورت  
 ہے کہ مطلقاً کسی غیر معین ایک ماہ کے روزے بولے تو ان کو متفرق طور پر  
 بھی رکھ سکتا ہے لیکن بشرطِ تابع ان روزوں کو بولائے یعنی یوں کہا مسلسل رکھوں  
 گا تو اب لگاتار رکھنے ہوں گے اگر بیچ میں ایک بھی ناغہ ہو جائے گا تو تمام  
 روزے از سر نو شروع کرنے ہوں گے کیونکہ یہاں تابع منصوص ہے اس

کا لحاظ ضروری ہے لہذا بولے ہوئے وصف کے ساتھ ادائیگی لازم ہے وصف میں خلل آنے سے از سر نو شروع کرنا ہوگا۔ (عالمگیری فتح القدرۃ - درمختار ص ۲۱۱) سوال :- بولا یہ تھا کہ رجب کے کامل روزے رکھوں گا مگر یہ مہینہ انتیس کا ہوا تو ایک روزہ کم ہونے کے سبب کیا اس کی قضا کرے؟

جواب :- قضا نہیں معین مہینہ خواہ انتیس کا ہو یا تیس کا جتنے بھی دن کا ہو گا اتنے ہی دن کے روزے رکھنے لازم ہوں گے ہاں مطلقاً بلا تعین کسی ایک ماہ کے روزے بولے تھے تو اس کے ذمہ کامل تیس روزے رکھنے فرض ہوں گے ان روزوں کو اگر اس نے ماہ رجب میں شروع کیا وہ انتیس کا ہو گیا تو ایک روزہ کی قضا لازم ہوگی کیونکہ ایک کی کمی رہی یہی حکم اس صورت کا ہے کہ بغیر نامزد کے مطلقاً تین ماہ کے روزے بولے مگر ان کو شوال - ذی القعدہ - ذی الحجہ میں رکھا شوال مثلاً انتیس کا ہوا تو بعد میں اس کی کو پورا کرنا ہوگا۔ (فتاویٰ قاضی خاں ص ۲۱۱)

سوال :- اگر کسی نے سال رواں یا ماہ رواں میں کہا کہ مجھ پر اللہ کے لیے اس سال یا ماہ کے روزے لازم ہیں تو کتنے روزے رکھنے اس پر لازم ہوں گے؟ جواب :- جتنے دن ماہ اور سال میں باقی رہ گئے ہیں ان ایام کے روزے اس پر لازم ہوں گے جو دن گزر گئے ان ایام ماضیہ کے روزے اس پر لازم نہیں۔ (عالمگیری شامی - فتح القدرۃ)

سوال :- اگر وقت معین سے پہلے روزہ رکھ لیا تو اس روزہ سے نذر ادا ہوئی یا نہیں مثلاً جمعرات کا روزہ بولا یا رجب کا مگر رجب اور جمعرات کے آنے سے پہلے ہی روزہ رکھ لیا تو یہ نذر پوری ہوئی یا نہیں؟

جواب :- نذر پوری ہوگئی وقت کی قید ضروری نہیں مگر منہ سے الفاظ نذر کا بولنا سبب نذر ہے وہ پایا گیا جو فی الحال موجود ہے پس سبب پائے جانے کے بعد یہ روزے رکھے گئے لہذا روزے ادا ہو گئے قربت اصل روزہ میں ہے وقت کی قید لغو ہوگئی ہاں اگر روزوں کو کسی شرط کے ساتھ مقید کیا ہے مثلاً کہا

کہ اگر فلاں بیمار اچھا ہو گیا تو میں نے اللہ کے لیے روزہ بولا اگر اس روزہ کو مر لیض کے اچھا ہونے سے پہلے رکھ لیا تو یہ نذر کا روزہ نہ ہوا اچھا ہونے کے بعد پھر رکھنا ہوگا کیونکہ یہ شرط ہے کہ سبب پہلے نہ تھا اب متحقق ہوا اسی طرح اگر وقت معین کے روزہ کی نذر کو بھی بطور شرط بولے گا تو اس صورت میں اگر وقت معین سے قبل روزہ رکھے گا تو نذر کا روزہ نہیں ہوگا مثلاً یوں کہا کہ جب رجب آئے تو مجھ پر اللہ کے لیے اس کے روزے لازم ہیں۔ تو اس صورت میں رجب سے پہلے روزے رکھنے جائز نہیں ہوں گے پس ایک صورت میں رجب سے پہلے جائز اور ایک میں جائز نہیں۔ (درمختار شامی ص ۱۷۱۔ بحر الرائق ص ۳۲)

سوال :- جس صورت میں رجب سے پہلے روزے رکھنے جائز ہیں اس صورت میں اگر پہلے روزے رکھے اور وہ مہینہ انتیس کا تھا بعد میں رجب آیا وہ تیس کا ہوا تو کیا ایک روزہ جو کم ہوا اس کی قضا لازم ہے؟

جواب :- جی ہاں قضا لازم ہے۔ (فتح القدير شامی ص ۱۷۱)

سوال :- نذر معین کے روزہ کی نیت کا وقت کب تک ہے؟

جواب :- صغیر کبریٰ سے پہلے پہلے ہے مگر بہتر یہ ہے کہ رات ہی کو نیت کرے۔ (تنویر۔ درمختار ص ۱۱۶)

سوال :- کس طرح نیت کرے؟

جواب :- نیت کی میں نے جمعرات کے بولے ہوئے روزہ کی اللہ کے واسطے

سوال :- روزہ کے علاوہ کسی اور شے کی بھی نذر مانی جاسکتی ہے؟

جواب :- جی ہاں نماز۔ حج۔ صدقات۔ اعتکاف وغیرہ کی بھی نذر مانی جاسکتی ہیں۔

سوال :- براہ کرم نذر کے متعلق کوئی ضابطہ بیان فرمائیں کہ نذر کے شرائط نذر کیا شرائط ہیں تاکہ اصول معلوم ہو کہ نذر کن چیزوں کی صحیح

ہے اور کن صورتوں میں نادرست ہے؟

جواب :- نذر کے لیے چند شرطیں ہیں جو درج ذیل ہیں۔

(۱) نذر جس چیز کی بولی جائے شرط ہے کہ اس کی جنس سے کوئی چیز واجب بھی ہو تو عبادتِ مرض کی نذر صحیح نہیں کیونکہ اس کی جنس سے کوئی عبادت فرض واجب نہیں یہ قید اس لیے لگائی تاکہ ایسے عبادت ہو نہ ابتداءً۔

(۲) وہ چیز مقصود لذاتہ ہو کسی دوسری عبادت کا وسیلہ نہ ہو پس وضو کی نذر صحیح نہیں یہ نماز کا وسیلہ ہے مقصود لذاتہ نہیں۔

(۳) دوسرے وہ چیز خود واجب اور فرض نہ ہو تو نماز ظہر کی نذر صحیح نہیں کہ یہ خود فرض ہے۔

(۴) وہ شے گناہ فی نفسہ نہ ہو لہذا عیدِ بقر عید اور ایام تشریق کے دنوں کی روزے کی نذر صحیح ہوگی کہ ان دنوں میں روزہ تو رکھنا گناہ ہے مگر یہ گناہ فی نفسہ نہیں بلکہ ان دنوں میں اللہ تعالیٰ کی ضیافت کے ترک اور اعراض کی وجہ سے منع ہے تو یہ ممنوع لغیرہ ہو پس اس کی نذر فی حد ذاتہ صحیح ہے عارض کی وجہ سے نہ رکھے بعد میں قضا کرے ہاں قتل کی نذر صحیح نہیں کہ یہ فی نفسہ گناہ ہے۔

(۵) وہ شے محال نہ ہو لہذا گزرے ہوئے کل کی نذر صحیح نہیں۔

دور الایضاح۔ مرا فی الفلاح ۲۷۸

سوال :- کیا نذر میں ثواب ہے؟

جواب :- بیشک ثواب ہے کیونکہ یہ عبادت ہے۔

## صوم قضا کے نذر یعنی تیرہواں فرض روزہ

سوال :- قضا کے نذر کے روزے بھی کیا فرض ہیں؟

قضا کے نذر کا

جواب :- جی ہاں اس کا سبب بھی نذر ہی ہے اور نذر

سے روزہ فرض ہوتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَلْيُؤْتُوا نَذْرَهُمْ تَوْبَةً  
روزہ بھی فرض ہے قضا کی فرضیت کی وہی دلیل ہے جو اصل کی ہے۔  
(ماخوذ از شامی ص ۱۷۱)

سوال :- صوم قضا تے نذر کے کتے ہیں؟

جواب :- وقت معین کے بولے ہوئے روزے جو وقت پر نہ ادا ہو سکے اس کی  
قضا میں جو روزہ رکھا جائے گا اس کو صوم قضا تے نذر کہتے ہیں کیونکہ قضا وقت  
سے عبادت کے فوت ہونے پر لازم آتی ہے لہذا نذر معین میں قضا لازم ہوگی  
کیونکہ اس میں وقت مقرر اور معین ہے۔ بخلاف نذر مطلق کے کہ اس میں کوئی وقت  
کی قید نہیں مطلق عن القید کو جب چاہے رکھے ادا ہی ہوگا قضا نہیں۔  
سوال :- وہ کون سی نذر کی صورتیں ہیں جن میں قضا لازم آتی ہے اس کی تفصیل سے  
بھی آگاہ فرمائیں؟

جواب :- مندرجہ ذیل صورتوں میں قضا لازم آتی ہے

۱۱۔ اگر کسی نے ایام منہیہ یعنی عید، بقر عید، ایام تشریق یعنی گیارہ بارہ تیرہ  
ذی الحجہ کے دنوں کے روزے بولے تو باعتبار اصل روزہ کے نذر صحیح ہوگی۔  
مگر اللہ تعالیٰ کی ضیافت سے رد گردانی کے سبب شروع کرنا گناہ ہے لہذا ان  
دنوں میں چھوڑ دے۔ بعد میں ان کو قضا کرنا واجب ہے اور اگر ان دنوں میں روزے  
رکھ لیے تو عہدہ برآ ہو جائے گا۔ مگر فعل حرام کے ساتھ۔

۱۲۔ کسی نے نذر بولی کہ اس سال رواں کے روزے مجھ پر اللہ کے لیے فرض  
ہیں تو بھی پانچ روزے ایام منہیہ کے قضا کرنا لازم ہوگا۔ ہاں ایام ممنوعہ کے  
گزرنے کے بعد روزے بولے تو اب قضا لازم نہیں یہی حکم کسی معین سال کے  
روزوں کی منت کا ہے کہ صرف ایام منہیہ کے پانچ دن کی قضا لازم ہوگی۔

۱۳۔ مطلق سال کے روزے بولے مگر بشرط تالیع تو اس صورت میں بھی صرف  
پانچ روزے ایام ممنوعہ کے قضا کرنے لازم ہوں گے۔ (در مختار ص ۱۷۱)

(۴) کسی نے سوال - ذی القعدہ - ذی الحجہ تین ماہ کے روزوں کی منت مانی تو اس میں بھی صرف پانچ دن کے روزے ایام منیہ کے قضا کرنے لازم ہوں گے۔ (قاضی خاں ص ۲۱۸)

(۵) اگر عورت نے جمعرات کے دن کی شرط کے ساتھ روزہ کی منت مانی مگر اس دن حیض آگیا تو ایک دن کی قضا لازم ہے حیض کے دن ہرگز روزہ نہ رکھے۔ (قاضی خاں ص ۲۱۸)

(۶) معین سال کے روزوں کی منت میں بھی صرف ایام منیہ کے پانچ دن کے روزوں کی قضا لازم ہوگی۔

(۷) مطلق تین ماہ کے روزے بولے تھے ادائیگی کے لیے اس نے سوال - ذی القعدہ - ذی الحجہ کو مقرر کیا سوال کا مہینہ انتیس<sup>۲۹</sup> کا ہے تو چھ روزے کی قضا اس کے ذمہ لازم ہوگی تو ایک روزہ انتیس<sup>۲۹</sup> والے مہینہ میں جو کم ہے اس کی اور پانچ ایام ممنوعہ کے دنوں کی کل چھ دنوں کی قضا لازم ہوگی۔ (عالمگیری)

سوال :- مطلق بشرط تسابح میں ایام منیہ کے پانچ روزوں کی قضا جو لازم آئے گی تو ان کو متفرق طور پر بھی ادا کر سکتا ہے یا قضا میں بھی لگاتار روزے رکھے۔  
جواب :- جی ہاں لگاتار روزے رکھے گا ان پانچ روزوں کی قضا میں بھی تسابح لازم ہے۔ (بحر الرائق ص ۲۱۸، ہدایہ ص ۲۱۸)

سوال :- اگر عورت نے معین سال کا روزہ بولا تو کیا حیض کی قضا لازم ہے؟

جواب :- جی ہاں لازم ہے۔ (عالمگیری)

سوال :- اگر کسی نے کہا کہ مجھ پر اللہ کیلئے ہر جمعرات کا روزہ رکھنا لازم ہے مگر ایک جمعرات کا ناغہ ہو گیا تو کیا حکم ہے؟

جواب :- اس نذر کی قضا لازم ہے اور اگر اس نذر سے قسم کا ارادہ کیا تھا تو کفارہ ادا کرے پھر اگر دوسری جمعرات کا روزہ بھی ناغہ کیا تو اب کفارہ نہیں ایک مرتبہ حائث ہو گیا دوسری مرتبہ حائث نہیں ہوگا۔ (عالمگیری - بحر الرائق ص ۲۱۸)



سوال :- اگر شیخ فانی ہونے کے سبب قضا سے عاجز ہو گیا تو کیا حکم ہے ؟  
 جواب :- ہر دن کے بدلے ایک مسکین کو صدقہ فطر کی مقدار دے (عالمگیری)  
 سوال :- ماہِ رجب کی نذر معین مانی مگر کسی وجہ سے رجب میں روزہ نہ رکھ سکا  
 تو اس کی قضا کو متفرق طور پر ادا کرے یا لگا آروزے رکھے -  
 جواب :- ہر طرح اختیار ہے۔ (عالمگیری ص ۲۲۳)

## صوم بمین مطلق یعنی چودہوں فرض روزہ

سوال :- کیا قسم کا روزہ بھی فرض ہے ؟  
 جواب :- جی ہاں فرض ہے اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے  
 فَذَرَوْهُنَّ لِيَكُنَّ حِجَلًا لَّكُمْ أَيُّمًا نَّكُمْ (پنچ ۱۹)

سوال :- بمین یعنی قسم کا روزہ کسے کہتے ہیں ؟  
 جواب :- قسم کھا کر جو شخص اپنے اوپر روزہ لازم کر لیتا ہے اس لازم شدہ روزہ  
 کو بمین کا روزہ کہتے ہیں عربی میں بمین قسم کو کہتے ہیں مثلاً یوں کہا سجد یعنی اللہ کی  
 قسم میں ایک مہینہ کے روزے رکھوں گا۔ تو اس قسم سے اس پر ایک ماہ کے  
 روزے رکھنے لازم ہوں گے۔ (طحطاوی ص ۲۵)

سوال :- نذر سے بھی روزہ لازم آتا ہے۔ اور قسم سے بھی دنوں میں وجہ فرق  
 کیا ہے ؟

جواب :- نذر کے ترک میں قضا ہے بمین کے ترک میں کفارہ۔  
 (حیات الصائمین عن حاشیہ شیخ الاسلام علی شرح الوافی ص ۲۵)

سوال :- بمین کے روزوں کی کتنی قسمیں ہیں ؟  
 جواب :- دو قسم ہیں مطلق معین = معین میں خاص وقت میں روزہ رکھنے کی قسم

ہوتی ہے مطلق میں یہ کوئی قید نہیں مثلاً یوں کہا واللہ میں ایک ماہ کے روزے رکھوں گا یہ مبین مطلق ہے۔ (نور الایضاح ص ۳۵۲، طحاوی ص ۲۵)

سوال :- کیا قسم کا احتمال الفاظ نذر میں بھی ہو سکتا ہے؟

جواب :- جی ہاں نذر قسم کے معنی کو متحمل ہے کیونکہ نذر میں ایجاب مباح ہے تو اس کی ضد جو نذر سے قبل حلال و مباح تھی وہ حرام ہو گئی یہ تحریم حلال قسم ہے بقولہ تعالیٰ (لِمَ تَحَرِّمُ مَا أَحَلَّ اللَّهُ لَكَ) (پت ع ۱۹)

سوال :- جب نذر میں معنی قسم بھی ہیں تو کیا ہو سکتا ہے کہ اگر نذر نہ ادا کر سکا تو کفارہ یمین ادا کرے قضا لازم نہ آئے؟

جواب :- کہیں قضا لازم آتی ہے کہیں کفارہ کہیں دونوں صورتیں مسئلہ سمجھنے کے لیے ذیل کی تفصیل ملاحظہ فرمائیں۔

(۱) نذر کا لفظ تو زبان سے نکالا مگر قسم اور نذر دونوں میں سے کسی ایک کی بھی نیت نہیں کی۔

(۲) یا نیت تو کی مگر صرف نذر کی نیت کی۔

(۳) نذر کی نیت کی مگر اس کے ساتھ قسم کی نفی کی بھی نیت کر لی اور تصریح کر دی کہ قسم مراد نہیں۔ مذکورہ بالا تین صورتوں میں یمین نہیں صرف نذر ہے اس کا یہ حکم ہے کہ ادا کرے ورنہ قضا لازم ہے کفارہ نہیں یہ نہیں کہ ادا نہیں کی تو یہ کفارہ دے کر فارغ ہو جائے اب رہ گئی باقی تین اور صورتیں وہ یہ ہیں :-

(۴) نذر کا لفظ بولا اور قسم کی نیت کی اور بصراحت نذر کی نفی بھی کر دی کہ اس لفظ

سے صرف قسم ہی میری مراد ہے۔ نذر نہیں۔ یہ صورت بالا جماع صرف قسم ہی کی ہوگی اس سے نذر مراد نہیں ہوگی اس میں کفارہ لازم ہوگا، اگر ادا نہ کیا۔

(۵) لفظ تو نذر کا ہے اور اس میں نیت قسم اور نذر دونوں کی گئی۔

(۶) بولا تو لفظ نذر کا مگر نیت صرف قسم کی کی۔ نذر کی نیت اور عدم نیت سے

کوئی تعرض ہی نہیں کیا و صورتوں میں نذر اور یمین دونوں لازم ہوں گے تو اگر روزہ

نہ رکھا تو دونوں کے احکام جاری ہوں گے قضا بھی لازم ہوگی بوجہ نذر اور کفارہ لازم ہوگا بوجہ بیمن (طحطاوی ص ۳۸۱)

سوال :- کیا نذر کی شکلیں کچھ اور بھی ہیں جو معنی بیمن ہیں؟  
 جواب :- جی ہاں۔ اگر گناہ کی نذر مانی تو یہ بھی بیمن ہے کفارہ بیمن لازم ہوگا اگر کسی ایسی شرط پر نذر کو موقوف کیا جس کو یہ کرنا نہیں چاہتا مثلاً کسی سے کلام کرنا پسند نہیں یا کسی کے گھر جانا نہیں چاہتا تو صرف کلام اور گھر میں جانے سے اپنے کو روکنے اور منع کرنے کے قصد سے یوں نذر معلق مانی کہ اگر فلاں سے کلام کر دوں یا فلاں کے گھر جاؤں تو مجھ پر روزہ لازم تو یہ بھی معنی بیمن ہے کفارہ بیمن لازم ہوگا اگر گھر گیا یا کلام کیا کسی امرِ محال پر نذر معلق کر لینے سے بھی کفارہ بیمن لازم ہوگا۔  
 (فتح القدر لمرآۃ الفلاح ص ۳۶۹)

سوال :- بیمن مطلق کے روزے لگاتار رکھے یا متفرق طور پر بھی رکھ سکتا ہے؟  
 جواب :- اس کا حکم نذر مطلق کا سا ہے متفرق بھی رکھ سکتا ہے مگر شرط تابع کے ساتھ مقید کیا ہے تو لگاتار رکھے گا مثلاً یوں کہا کہ واللہ ایک مہینہ کے روزے رکھوں گا تو ان کو متفرق بھی رکھ سکتا ہے اور اگر یوں کہا کہ واللہ ایک ماہ کے لگاتار روزے رکھوں گا تو لگاتار ایک ماہ کے روزے رکھنے ہوں گے اگر بیچ میں ایک دن کا بھی روزہ ناغہ ہو گیا تو از سر نو پھر تمام روزے رکھنے ہوں گے۔  
 (مرآۃ الفلاح ص ۳۷۵ شامی ص ۱۱۵ عالمگیری ص ۲۱۵)

سوال :- بیمن مطلق کے روزہ کی نیت کا وقت کب ہے؟

جواب :- رات کو ہے۔

سوال :- نیت کس طرح کرے؟

جواب :- میں نے نیت کی کل بیمن مطلق کے روزہ رکھنے کی اللہ کے واسطے۔

سوال :- اگر کسی نے کہا کہ مجھ پر اللہ کے لیے ہے کہ میں اس دن شکرانہ میں روزہ رکھوں جس دن فلاں شخص سفر سے واپس آئے اس سے قسم کا ارادہ کیا وہ شخص رمضان

میں عصر کے وقت آیا تو کیا حکم ہے؟

جواب :- اس پر کفارہ نہیں ہے قضا نہیں ہے کیونکہ آنے کے دن کی شرط پوری نہیں ہو سکی یعنی روزہ شکر نہیں رکھے گا۔ کیونکہ وقت نیت نہیں آیا ہاں وقت نیت سے پہلے آگیا اور بہ نیت شکر اس نے روزہ رکھ لیا تو قسم پوری ہو گئی کیونکہ یہ ہی نیت تھی البتہ یہ روزہ رمضان کا ہی ہو گا جیسا کہ بہ نیت نفل کوئی رمضان میں روزہ رکھے تو وہ رمضان ہی کا ہو گا۔ (فتاویٰ قاضی خان ص ۱۸)

## صومِ مَعِينِ یعنی پندرہوں فرض روزہ

سوال :- کیا مَعِينِ معین کا روزہ بھی فرض ہے؟  
جواب :- جی ہاں فرض ہے لقولہ تعالیٰ قَدْ قَرَضَ اللَّهُ لَكُمْ تَحِلَّةَ أَيَّامِنَكُمْ۔ (پ ۲۸ ع ۱۹)

سوال :- مَعِينِ معین کا روزہ کسے کہتے ہیں؟  
جواب :- جو شخص وقتِ خاص میں روزہ رکھنے کی قسم کھائے اس معین وقت کے روزہ کو مَعِينِ معین کا روزہ کہتے ہیں مثلاً جمعرات یا رجب یا مَعِينِ سال کے روزوں کی قسم کھانی تو مَعِينِ معین ہے۔

سوال :- مَعِينِ معین کے روزوں کو لگاتار رکھے یا متفرق طور پر؟  
جواب :- لگاتار رکھے گا مگر بیچ میں کوئی روزہ ناغہ ہو جائے گا تو اس سبب تو تمام روزے نہیں رکھنے ہوں گے اس کے تمام احکام مثل نذر مَعِينِ کے ہیں جو ناغہ ہو جائے اس کا کفارہ ہے باقی روزوں کا سلسلہ آگے سے شروع کرے۔

سوال :- ایامِ ممنوعہ کے روزہ کی قسم کھانی تو کیا حکم ہے؟  
جواب :- کفارہ ادا کرے۔

سوال :- بین معین کی نیت کا وقت کب تک ہے؟

جواب :- صبح کبریٰ کے قبل تک ہے مگر رات میں نیت کرنا افضل ہے

سوال :- نیت کس طرح کرے؟

جواب :- نیت کی میں نے کل بین معین کے روزہ رکھنے کی اللہ کے واسطے۔

# باب دوم

## واجب روزوں کے بیان میں

سوال :- صوم التطوع بعد  
واجب روزہ صوم التطوع بعد الشروع

الشروع کے کتے ہیں؟

جواب :- نفل روزہ شروع ہونے کے بعد کو کہتے ہیں۔

سوال :- کیا نفل روزہ شروع کرنے کے بعد واجب ہو جاتا ہے؟

جواب :- جی ہاں واجب ہو جاتا ہے۔ (وَمِنَ الْوَاجِبِ صَوْمُ التَّطَوُّعِ بَعْدَ الشُّرُوعِ) (شامی ص ۱۱۳)

سوال :- نفل روزہ رکھا تھا کہ آج کسی مسلمان بھائی نے اس کی دعوت کر دی تو کیا حکم ہے؟

جواب :- افطار نہ کرے دعوت قبول کر کے دعوت کرنے والے کے گھر جائے اور دُعا کر کے واپس چلا آئے یا اس کے گھر میں نماز پڑھے تاکہ اس کی برکت حاضرین اور اہل خانہ کو پہنچے حدیث میں ہے۔

اذا دُعِيَ أَحَدُكُمْ إِلَى طَعَامٍ فَلْيَجِبْ  
فَإِنْ كَانَ مَفْطَرًا فَلْيَأْكُلْ وَإِنْ  
كَانَ صَائِمًا فَلْيَصِلْ (مراقی الفلاح ص ۳۲۶)

جس وقت بھی تم میں سے کسی کی دعوت  
کی جائے قبول کرو پس سو اگر روزہ نہیں  
ہے تو کھاپی لو اور اگر روزہ سے ہو تو عاویہ  
فلیصل کے معنی طحاوی میں یہ بھی لکھے ہیں کہ نماز پڑھو چاہیے کہ روزہ کا عذر پیش  
کر کے نماز کے لیے کھڑے ہو جاؤ تاکہ گھر میں برکت ہو اور تمہارے بلانے کا نفع اس کو  
پہنچے۔ اگر دعوت میں کھانا نہ کھانے سے دعوت کرنے والے کو ایذا پہنچے تو روزہ

توڑ کر اس کی خاطر کھانا کھا لو مگر یہ روزہ واجب ہو گیا تھا اس لیے بعد میں اس کی قضا کی جائے لیکن زوال سے پہلے افطار کر سکتا ہے زوال کے بعد نہیں۔ مگر ماں باپ کا حق زیادہ ہے تو ان کی خاطر عصر کے وقت تک بھی روزہ توڑ سکتا ہے پھر نہیں۔  
(مراۃ الفلاح ص ۲۴۳)

سوال :- اگر میزبان نفل روزہ رکھے ہوتے ہے اور مہمان کی یہ خوشی ہے کہ گھر والا میزبان میرے ساتھ کھانا کھائے تو کیا یہ روزہ توڑ سکتا ہے؟  
جواب :- جی ہاں توڑ سکتا ہے مگر اسی تفصیل کے ساتھ جس کا بیان ابھی اوپر گزرا۔  
(مراۃ الفلاح ص ۲۴۳)

سوال :- نفل روزہ کی نیت کا وقت کب تک ہے؟  
جواب :- صبح کبریٰ تک یعنی نصف النہار شرعی تک۔  
سوال :- کیا قلبِ مسلم میں خوشی پہنچانے کے لیے روزہ توڑنے میں کچھ ثواب ہے؟  
جواب :- جی ہاں ثواب ہے حدیث شریف میں ہے  
من افطر لحق اخیہ یکتب لہ ثواب  
صوم الفیوم ومتی قضی یوما یکتب  
لہ ثواب صوم الفیوم۔  
(مراۃ الفلاح ص ۲۴۴)

سوال :- یہ تو معلوم ہو گیا کہ ضیافت نفل روزہ توڑنے کے لیے عذر ہے اس کے علاوہ نفل روزہ کو بلا عذر توڑنا کیسا ہے؟  
جواب :- مکروہ تحریمی ہے۔ (طحاوی ص ۳۴۶)

## واجب روزہ صوم قضا النفل

سوال :- صوم قضا نفل کے کتے ہیں؟

جواب :- کسی نے نفل روزہ رکھا وہ ٹوٹ گیا تو اس کے عوض جو روزہ رکھا جاتا ہے اس کو صوم قضا نفل کہتے ہیں ۔

سوال :- کیا یہ روزہ بھی واجب ہے ؟

جواب :- جی ہاں یہ روزہ بھی واجب ہے ۔ (شامی ص ۱۱۳)

سوال :- اچھا رمضان کے ہونے نہ ہونے میں شک ہے اس شک کے دن میں کسی نے نفل روزہ رکھا اس نیت سے کہ اگر رمضان ہو گیا تو یہ روزہ رمضان کا ہو جائے گا۔ ورنہ نفل ہے۔ ابھی یہ روزہ پورا نہیں کرنے پایا تھا کہ اس نفل کے روزہ کو توڑ دیا تو کیا اس نفل کی بھی قضا ہوگی۔

جواب :- نہیں اس لیے کہ اس میں اسقاط فرض کی بھی نیت ہے اور قضا اس نفل کی ہے جس میں اسقاط کی نیت نہ ہو خالص نفل ہی کے قصد سے روزہ شروع کر کے لازم کیا جائے وہ یہاں نہیں اس لیے قضا بھی واجب نہیں۔ (دور مختار۔ شامی ص ۱۲۲)

سوال :- اگر کسی نے کسی واجب یا فرض روزہ کو اس گمان پر شروع کیا کہ یہ میرے ذمہ لازم ہے بعد شروع معلوم ہوا کہ اس کے ذمہ کوئی روزہ فرض نہیں جب فرض نہیں تو یہ روزہ نفل ہو رہا تھا اگر اس کو توڑ دیا تو کیا حکم ہے کیا اس کی قضا بھی واجب ہوگی ؟

جواب :- فوراً توڑ دیا تو اس کی بھی قضا نہیں کیونکہ یہ بھی اسقاط فرض کے لیے رکھا جا رہا تھا قصد نفل کی نیت سے یہ روزہ نہیں رکھا گیا (شامی ص ۱۲۲)

سوال :- اگر فوراً نہیں توڑا معلوم ہونے کے کچھ دیر بعد توڑا کیا حکم ہے ؟

جواب :- اب قضا لازم آئے گی۔

سوال :- اگر عیدین یا ایام تشریق میں نفل روزہ رکھ کر توڑ دیا تو کیا حکم ہے کیا اس کی قضا کرے گا یہاں تو قصداً بہ نیت نفل ہی روزہ رکھا ہے ؟

جواب :- بیشک یہاں قصداً بہ نیت نفل روزہ رکھا ہے کوئی اسقاط فرض کی نیت شامل نہیں مگر اس روزہ کی بھی قضا نہیں کیونکہ ان ایام میں روزہ رکھنا منع ہے تو اس کی حفاظت اور صیانت لازم نہیں یہ تو گناہ ہونے کے سبب اس قابل ہے کہ اس



کو مٹایا جاتے اس خلاف شرع فعل کی قضا کیا جب وہ وہی درست نہیں تو قضا کیسی (ہدایہ ص ۱۰۵)  
سوال :- قضا نفل کے روزہ کی نیت کا وقت کیا ہے؟

جواب :- رات ہے۔

سوال :- کس طرح نیت کرے؟

جواب :- میں نے نیت کی کل فلاں نفل روزہ کے قضا رکھنے کی اللہ کے واسطے۔

## واجب روزہ صوم اعتکاف المنذور

سوال :- صوم اعتکاف المنذور کیسے کہتے ہیں (یعنی بولے ہوئے اعتکاف کا روزہ)؟

جواب :- کسی نے اعتکاف کی نذر مانی تو اس اعتکاف میں روزہ رکھنا بھی لازم آتا ہے جو اس اعتکاف کے لیے شرط ہے اسی لازمی روزہ کو صوم اعتکاف المنذور کہتے ہیں۔ یعنی نذر کے اعتکاف کا روزہ۔

سوال :- کیا یہ روزہ بھی واجب ہے؟

جواب :- جی ہاں واجب ہے۔

سوال :- اگر کسی نے رمضان میں اعتکاف کی نذر مانی تو کیا اس اعتکاف کے لیے رمضان کا فرض روزہ کافی ہو جائے گا؟

جواب :- جی ہاں کافی ہو جائے گا۔ (دشامی - عالمگیری ص ۲۲۴)

سوال :- اگر رمضان میں یہ شخص نہ روزے رکھ سکا نہ اعتکاف کر سکا بعد میں دونوں کی قضا لازم ہوگی تو کیا اس قضائے اعتکاف میں اسی رمضان کے قضا روزے کافی ہو جائیں گے؟

جواب :- جی ہاں اس اعتکاف کی قضا میں اسی رمضان کے قضا روزے کافی ہو جائیں گے۔ کیونکہ قضا ادا کا خلف میں اصل کے ساتھ جائز تو اس کی قضا کے ساتھ

بھی جائز لیکن ہاں اس اعتکاف کو دوسرے رمضان میں قضا کرنا چاہیے تو اس رمضان کے رخصتے اس کے لیے کافی نہیں ہوں گے۔ (دورِ مختار ص ۱۷۱)

سوال :- کسی مہینہ کا کسی نے اعتکاف بولا تو کیا وہ اعتکاف کسی اور فرض اور واجب روزہ کے ساتھ بھی ادا ہو سکتا ہے یا اس کے لیے خاص روزہ رکھنے ہوں گے؟  
جواب :- اس کے لیے خاص ہی روزہ رکھنے ہوں گے۔ یہی اس کے لیے واجب ہے صرف رمضان کی نذر میں شرف کی وجہ سے رمضان کے روزہ اور قضا کے روزوں کے ساتھ کہ وہ ادا کا خلف ہے جائز کر دیا گیا تھا ورنہ کوئی بھی نذر کا اعتکاف کسی فرض واجب روزہ کے ساتھ جائز نہیں اس کا اپنا علیحدہ ہی روزہ ہے جس کو صوم اعتکاف مندور کہتے ہیں اسی واجب روزہ کے ساتھ یہ واجب اعتکاف ادا ہو سکتا ہے۔ (دورِ مختار شامی ص ۱۷۱)

سوال :- اگر کسی نے تین دن کے اعتکاف کی نذر مانی تو کیا اس میں رات بھی شامل ہے؟

جواب :- جی ہاں شامل ہے جب متعدد دنوں کی نذر مانی جائے گی تو رات دن دونوں شامل ہوں گے لہذا تین دن رات کا اعتکاف واجب ہوگا (بحر الرایق ص ۱۷۱)  
سوال :- اگر کسی نے صرف رات کا اعتکاف بولا تو کیا یہ صحیح ہے؟  
جواب :- یہ صحیح نہیں کیونکہ نذر کے اعتکاف میں روزہ واجب ہے اور رات روزہ کا محل نہیں لہذا نذر صحیح نہیں۔

سوال :- اگر تین دن کا اعتکاف بولا اور یہ تصریح کر دی کہ میری مراد صرف دن ہے رات نہیں تو کیا یہ نیت صحیح ہوگی؟  
جواب :- جی ہاں صحیح ہوگی اس صورت میں صرف دن ہی کا اعتکاف واجب ہوگا۔ (بحر الرایق ص ۱۷۱)

سوال :- اگر کسی ایک دن کے اعتکاف کی نذر مانی تو کیا اس میں رات بھی شامل ہے؟

جواب :- نہیں اس صورت میں صرف دن ہی کا اعتکاف واجب ہوگا۔

سوال :- یہ شخص کس وقت مسجد میں اعتکاف کے لیے جائے؟

جواب :- قبل طلوع فجر جائے اور بعد غروب گھر واپس آئے۔ (بحر الرائق ص ۳۲۸)

سوال :- اگر اعتکاف رات دن کا بولا ہے تو پھر اعتکاف کب سے شروع

کرے دن سے یا رات سے؟

جواب :- اس اعتکاف کی ابتداء رات سے ہوگی کیونکہ دن سے پہلے رات

آتی ہے دیکھو رمضان میں روزہ سے پہلے تراویح شروع ہو جاتی ہیں لہذا

قبل غروب آفتاب مسجد میں حاضر ہو جائے اور نذر کے آخری دن بعد غروب

گھر واپس ہو۔ (بحر الرائق ص ۳۲۹)

سوال :- اگر اعتکاف کے تمام دنوں میں جنون اور بے ہوشی رہی تو کیا حکم ہے؟

جواب :- نیت نہ ہونے کی وجہ سے روزہ نہیں ہوا تو اعتکاف نہ ہوا کیونکہ

روزہ اس اعتکاف کے لیے شرط ہے لہذا بعد صحت دونوں کی قضا

کرے۔ (دور مختار۔ شامی ص ۱۸۶)

سوال :- نذر کے اعتکاف کے روزے لگاتار رکھے یا متفرق بھی رکھ سکتا ہے؟

جواب :- لگاتار اعتکاف کے ساتھ رکھے گا بشرطیکہ تصریح نہ کر دی ہو عدم متابع

کی ورنہ پھر متفرق بھی رکھ سکتا ہے۔ (مراقی الفلاح ص ۳۷۵)

سوال :- اگر کسی نے مطلق یعنی غیر معین ماہ کے اعتکاف کی نذر مانی تو کیا اب

بھی اعتکاف کے روزے متتابع یعنی مسلسل رکھنے ہوں گے؟

جواب :- جی ہاں مسلسل رکھنے ہوں گے مطلق میں متابع کی شرط لگائی ہو یا

نہیں بہر صورت متابع اعتکاف کے ساتھ لازم ہے بیچ میں اگر ناغہ ہو گیا

تو از سر نو شروع کرنے ہوں گے (بحر الرائق ص ۳۲۶)

سوال :- اگر عورت نے ایک ماہ کے مندر اعتکاف کے روزے رکھنے

شروع کیے تھے کہ حیض و نفاس آ گیا تو کیا حکم ہے؟

جواب :- ان دنوں کی قضا کرے اور مہینہ سے فارغ ہوتے ہی متصل ہی پھر شروع کرے ورنہ از سر نو سلسلہ شروع کرنا ہوگا اور جن دنوں میں ناعثہ ہوا ہے اُس دن کے اعتکاف اور روزہ دونوں کی قضا کرے۔ (بجرا لائق ص ۲۲۴)

سوال :- اگر معین مہینہ یعنی مثل ماہ رجب کے اعتکاف کی نذر کی تویہج میں ناعثہ ہونے سے کیا از سر نو سلسلہ شروع کرنا ہوگا؟

جواب :- نہیں جتنا ناعثہ ہوا اسی کی قضا کرے۔ (بجرا لائق ص ۳۲۶)

سوال :- اس کی نیت کس طرح کرے؟

جواب :- زبان سے کہے نیت کی میں نے اعتکاف نذر کی اللہ کے واسطے۔

سوال :- یہ اعتکاف کن چیزوں سے ٹوٹتا ہے؟

جواب :- بلا عذر مسجد سے باہر نکلنے سے اور جماع سے اعتکاف ٹوٹ جاتا ہے نیز روزہ ٹوٹ جانے سے بھی اعتکاف نذر ٹوٹ جاتا ہے کیونکہ روزہ شرط ہے۔

سوال :- کیا نذر کے اعتکاف کے لیے زبان سے بولنا بھی شرط ہے؟

جواب :- جی ہاں زبان سے بولنا شرط ہے۔ (درمختار ص ۱۸۱۔ فتاویٰ برازیہ)

# باب سوم نفل روزوں کے بیان میں

سوال :- نفل کے روزہ سے کیا مراد ہے اور اس میں کیا اجر و ثواب ہے؟  
 جواب :- فرض اور واجب کے علاوہ جتنے بھی روزہ ہیں وہ سب نفل کہلاتے ہیں ان میں دنوں اور مہینوں کے روزے علیحدہ علیحدہ لکھے جائیں گے ان کے علاوہ وہ اعمال بھی مستند کتابوں سے درج کیے جاتے ہیں جو روزوں کے ساتھ مشروط ہیں بہر حال نفل روزوں میں بعض روزے مسنون ہیں بعض مستحب اور بعض مکروہ غرضکہ اس باب میں سب کا بیان تفصیل کے ساتھ کیا جاتے گا۔ مکروہ روزوں سے اجتناب کیا جائے باقی نوافل کو رغبت اور شوق کے ساتھ اختیار کیا جائے کہ ایک روزہ گناہوں سے کمال درجہ بعد اور دوری کی اہلیت پیدا کرتا ہے۔ حدیث شریفہ میں ہے کہ جس کسی نے اللہ کی رضا کے لیے ایک دن کا روزہ رکھا اللہ تعالیٰ اس کو جہنم سے اتنا دور کر دے گا جتنا کہ کو اوجب سے کہ بچہ تھا اڑتا رہا یہاں تک کہ بوڑھا ہو کر مرا۔ غور کرو کس قدر مسافت بعیدہ طے کی ہوگی۔ اس میں اشارہ ہے کہ جہنم میں لے جانے والی جہنمی خواہشوں اور گناہوں سے بعد اور دوری اس کو حد درجہ حاصل ہو جائے گی۔ ایک حدیث میں ہے نفل روزہ رکھنے والے کو زمین بھر سونا بھی دیا جائے تو اس کو اس کا پورا اجر نہیں ملا اس کا ثواب تو قیامت ہی میں ملے گا۔

اس سے پہلے بیان فرائض کا ہوا تو اب ضروری ہوا کہ نوافل کا بھی بیان ہوتا کہ قرب فرائض کے بعد انسان نوافل کے ذریعہ بھی خدا کا قرب حاصل کرے

حدیث قدسی میں ہے کہ جب بندہ نوافل پر ہمیشگی کرتا ہے تو خدا فرماتا ہے کہ میں اس کے کان آنکھ ہاتھ پاؤں ہو جاتا ہوں بجلتے ان کے اس کی حاجت روانی خود خدا کرتا ہے اعضا نور الہی میں نیست اور فنا ہو جاتے ہیں تمام وسائل و اسباب نظر سے اٹھ جاتے ہیں مولیٰ سے اتنا قرب حاصل ہو گیا کہ واسطہ گوش و چشم بھی درمیان میں نہیں رہا۔

غیرت از چشم برم روتے تو دیدن نہ دہم

گوش را حدیث تو شنیدن نہ دہم!

پس نفل روزہ رکھ کر اس مقام قرب کو بھی حاصل کرنا چاہیے۔

سوال :- کیا نفل روزے وظائف اور اعمال میں بھی کام آتے ہیں؟

جواب :- جی ہاں روزہ سے عمل کی تاثیر قوی ہو جاتی ہے قلمی بیاض حرز الامان میں ہے کہ دے باید کہ در روز عمل روزہ دار بود کہ روزہ دار اجابت دعوات و حصول مرادات مدخل تمام است و در اخبار و ارشادہ است کہ دُعائے روزہ دار مرد و نہی شود۔ اگر اس کے ساتھ مناسب آیات و اذکار و اسماء الہی سے بھی توسل پچڑے اور وجود لفظی کے ساتھ رمتی و عددی وجود کو بھی شامل کر لے اور پہلے کچھ صدقہ بھی دیدے تو عمل نہایت درجہ قوی اور سریع الاثر ہو جاتا ہے۔ جمع ہمت اور پوری توجہ کے ساتھ عمل کرے انشاء اللہ تعالیٰ مراد حاصل ہوگی۔ احقر انشاء اللہ موقعہ بموقعہ اعمال بھی درج کرتا رہے گا۔ اب احقر روزوں کا بیان شروع کرتا ہے۔

## ہر ماہ کے تین روزے

سوال :- کیا ہر ماہ میں تین روزے رکھنا مستحب ہے؟

جواب :- جی ہاں مستحب ہے۔ (نور الایضاح)

سوال :- ان کے بارہ میں کوئی حدیث ہے اور ان کا کیا ثواب ہے؟

جواب :- جی ہاں ان کے بارہ میں حدیث ہے اور ان کا ثواب عمر بھر کے روزوں کا ثواب ہے بخاری شریف میں ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :  
 وَصَمَّ مِنَ الشَّهْرِ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ فَيَاثَ الْحَسَنَةِ بَعْشًا أَمْثَالِهَا وَذَلِكَ مِثْلُ صِيَامِ الذَّهْبِ  
 مہینہ میں تین روزہ رکھو شک نہیں کہ ایک نیکی دس کی برابر ہے تو وہ مثل صیام الہجر کے ہو گئے۔

ہر نیکی دس گنا ہونے کی وجہ میں تین دن کے روزے تیس دن یعنی پورے ایک ماہ کے روزے کے برابر ہو گئے اگر اسی طرح ہر مہینہ رکھتا چلا گیا تو گویا تمام عمر روزہ ہی میں رہا۔

سوال :- ان تین روزوں کو کن تاریخوں اور کن دنوں میں رکھے؟  
 جواب :- ان کا رکھنا بارہ طریقہ سے ثابت ہے۔ جو ذیل میں درج کیے جاتے ہیں۔ جس طرح چاہے رکھے سب سنوں ہیں۔

- (۱) اول غیر معین کہ سارے ماہ میں جب چاہے رکھ لے۔
- (۲) شروع مہینہ میں پہلی تاریخ سے تیسری تک۔
- (۳) وسط ماہ میں یعنی تیرہویں۔ چودھویں۔ پندرہویں تاریخ میں۔
- (۴) تین روزے اخیر مہینہ میں۔
- (۵) ہفتہ۔ اتوار۔ پیر کا روزہ کسی بار پہلے مہینہ میں۔
- (۶) منگل۔ بدھ۔ جمعرات کا روزہ کسی بار دوسرے مہینہ میں۔
- (۷) اول ان کی یعنی ابتدائے دو شنبہ سے ہو یعنی پیر۔ منگل۔ بدھ کا روزہ
- (۸) اول ان کا پچھلے شنبہ ہو یعنی جمعرات۔ جمعہ۔ ہفتہ کا روزہ ہو۔
- (۹) نوچندی پیر اور دو جمعراتیں۔
- (۱۰) نوچندی جمعرات اور دو پیریں۔
- (۱۱) پیر۔ جمعرات اور پھر پیر اسی ماہ کے دوسرے ہفتہ کی۔
- (۱۲) ہر عشرہ میں ایک روزہ۔

## ایامِ بیض کے روزے

سوال :- ایامِ بیض کے روزہ کیسے ہیں؟

جواب :- مستحب در مستحب ہیں اول تو ہر ماہ میں تین روزہ رکھنا مستحب ہے اور پھر ان کا ایامِ بیض میں ہونا مندوب در مندوب جس نے مہینہ میں تین روزہ رکھے ایک مستحب ادا کیا اور جس نے ان کو ایامِ بیض میں رکھا وہ مستحب ادا کیے۔  
(نور الایضاح - مراقی الفلاح ض ۲۵)

سوال :- ایامِ بیض سے کون سی تاریخیں مراد ہیں؟

جواب :- مواہب لکنیہ میں ہے ہر مہینہ کی تیرہ - چودہ - پندرہ تاریخوں کے دن اس سے مراد ہیں۔ ان کو بیض اس لیے کہتے ہیں کہ بیض کے معنی ہیں سفید اور روشن کے، یہ بیض کی جمع ہے چونکہ ان دنوں کی راتیں اول سے آخر تک چاندنی سے سفید اور روشن رہتی ہیں بطلب یہ ہوا کہ یہ وہ ایام ہیں جن کے رات دن سفید اور روشن ہیں، دن سورج سے روشن ہے اور رات قمر سے۔ یا اس لیے بیض کہتے ہیں کہ ان دنوں کے روزے گناہوں کو دور کرتے ہیں اور دلوں کو روشن کرتے ہیں یا اس لیے بیض کہتے ہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام جب بہشت سے اترے تو ان کا تمام بدن سیاہ ہو گیا تھا جب توبہ قبول ہوئی تو حکم ہوا کہ ان تین دنوں میں تین روزہ رکھو جب تیرہویں کو روزہ رکھا تو ان کا تہائی بدن سفید اور روشن ہو گیا جب چودھویں کو روزہ رکھا تو دو تہائی اور پندرھویں کو روزہ رکھا تو تمام بدن سفید اور روشن ہو گیا مراقی الفلاح میں حدیث ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہم کو ان دنوں کے روزوں کا حکم دیتے تھے اور فرمایا کہ یہ مثل صیام الدھر ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو سفر اور حضر میں کبھی نہیں چھوڑا۔ نسائی شریف میں ہے۔

كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يُفْطِرُ أَيَّامَ الْبَيْضِ فِي حَضْرٍ  
سفر اور حضر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
ایامِ بیض کے روزے ہمیشہ رکھتے



وَلَا سَفِيرٍ - (مشکوٰۃ بحوالہ نسائی) تھے۔

ایامِ بھین کے روزے تنویرِ قلب کے لیے اکیسریں اور پھر عمر بھر کے روزوں کے برابر ہیں گویا تمام عمر کے روزوں کی تنویر تنہا ان روزوں میں ہے۔ پھر سنت اور عملِ مصطفیٰ کا نور مزید براں مواہب میں ہے کہ اکثر کسوف ان ہی تاریخوں میں ہوتا ہے پس اللہ سے دعا ہے کہ ہمارا قلب گوہن میں نہ آئے ہمیشہ نور ایمان سے منور رہے۔

سوال :- کیا ذی الحجہ کے مہینہ میں بھی ایامِ بھین کے یہ یقینوں روزہ رکھ سکتا ہے؟

جواب :- ذی الحجہ کی تیرہ تاریخ کو روزہ رکھنا منع ہے۔ اس لیے تیرہ تاریخ کو روزہ نہیں رکھا جائے گا لہذا ابتداء تیرہ سے نہ کرے نحر اور تشریق کے دنوں کو چھوڑ کر جب چاہے تین روزے رکھ لے۔

سوال :- کوئی عمل بھی اگر ایامِ بھین میں کرنے کا ہو  
روزہ اور بھیم کیلئے عملِ محجرب  
تو وہ بھی ارشاد فرمائیں؟

جواب :- ان دنوں میں ایک عمل جذام اور برص کے لیے کیا جاتا ہے وہ یہ ہے کہ تین دن روزے رکھے وقتِ افطار ستاون باریاً مجید پڑھ کر دعا کرے یا اللہ جس طرح آپ نے ان روزوں کی برکت سے جسم آدم کو صاف کیا میرے جسم کو بھی پاک صاف کر دیجیے۔ پانی پر دم کر کے اس سے افطار کرے انشاء اللہ صحت ہوگی۔

## صیام الدہر یعنی ہمیشہ روزہ رکھنا

سوال :- ہمیشہ یعنی عمر بھر روزہ رکھنا کیسا ہے؟

جواب :- درِ مختار میں ہے کہ مکروہ ہے ایسے روزے رکھنے والوں کے بارہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ (لَا صَامَ وَلَا أَفْطَا) کہ اس نے نہ روزہ ہی رکھا نہ افطار کیا کیونکہ برابر رکھتے ہوئے ایک عادت ہو جائے گی تو روزہ ایک رسمی اور عادی چیز بن جائے گی تکلیف اور مشقت محسوس نہ ہوگی حالانکہ عبادت کی بنا مخالفت عادت پر ہے جو ایک ریاضت ہے اور وہ تکلیف ہے

جس کے ساتھ مزید ثواب متعلق ہے۔ (لَا أَفْطَرُ) نہ افطار کیا جو کھاتا پیتا تو راحت و آرام حاصل کرتا بہر حال حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد سے انکار لطیف ضرور محسوس ہوتا ہے ابن الہمام نے لکھا ہے کہ صوم الدھر مکروہ ہے اس کی علت بیان کی کہ یہ روزے ضعیف کر دیتے ہیں اور طبعی اور عادی چیزیں کر رہ جاتے ہیں۔ امام مالک اور امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما فرماتے ہیں کہ مکروہ ہیں جبکہ عیین اور ایام تشریق کے روزے بھی نہ چھوڑے اگر ان ممنوع روزوں کو نہیں رکھتا تو پھر صیام الدھر میں کوئی مضائقہ نہیں یہ ہی فتاویٰ عالمگیری میں ہے کہ اگر ایام منہیہ میں افطار کرتا ہے تو پھر باقی تمام دنوں میں روزہ رکھتا ہے تو کوئی حرج نہیں اگر ایام ممنوعہ کے ساتھ ہمیشہ روزہ رکھتا ہے تو پھر حقیقت میں لَأَصَامَ وَلَا أَفْطَرَ کا مصداق ہوا ممانعت کی وجہ سے نہ روزہ ہی ہوا نہ افطار ہی رہا۔ اگر ان ایام ممنوعہ کو منہا کر کے روزہ رکھتا ہے تو اس پر کوئی انکار وارد نہیں ہو سکتا کیونکہ حضرت ابو طلحہؓ انصاری اور حضرت حمزہؓ بن عمر سلمی ہمیشہ روزے رکھتے تھے ایام ممنوعہ کے علاوہ تو کبھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پر انکار نہیں فرمایا نیز مرقات میں بھی ہے یہ حدیث منقول ہے (مَنْ صَامَ الذَّهْرَ حُبِّقَتْ عَلَيْهِ جَهَنَّمُ) جو صائم الدھر ہوا اس پر دوزخ کو تنگ کر دیا جائے گا یہ دوزخ میں داخل نہ ہو سکے گا اور اس میں کوئی بھی جگہ اور گنجائش اس کے لیے باقی نہیں رہے گی۔ بعض نے کہا کہ یہ حدیث حکمی صیام الدھر کی فضیلت میں ہے نہ کہ حقیقی صیام الدھر کے بارہ میں جیسا کہ ہر ماہ کے تین روزے وغیرہ صیام الدھر کے حکم میں ہیں۔ دوسری حدیث میں ہے کہ جس نے رمضان اور اس کے متصل یعنی شش عید اور شعبان اور ہر بدھ اور جمعرات کو روزہ رکھا تو یہ بھی صیام الدھر کے حکم میں ہے۔ خلاصہ کلام یہ ہے کہ اگر کوئی ہمیشہ رکھتا ہے تو بھی اس پر انکار نہیں بشرطیکہ ایام ممنوعہ یعنی عید بقر عید اور ایام تشریق میں نہ رکھے یا ایسا ضعف لاحق ہو جائے کہ جو حقوق کی ادائیگی سے مانع ہو تو پھر بیشک مکروہ ہے۔

## وصال کے روزے

سوال :- وصال کا روزہ کیسے کہتے ہیں؟

جواب :- طے کے روزے کو کہتے ہیں اس سے یہ مراد ہے کہ رات میں روزہ افطار نہ کرے اور روزے یا زیادہ اس طرح رکھے کہ درمیان میں شب کو افطار نہ ہو روزہ کو روزہ سے ملاوے اور پے درپے روزہ رکھنا چلا جائے۔

سوال :- وصال کے روزہ کے بارہ میں کیا حکم ہے؟

جواب :- نورالایضاح میں ہے کہ مکروہ ہے اشعة اللمعات میں ہے کہ اس کی کراہت تنزیہی اور تحریمی میں اختلاف ہے۔ مگر صحیح قول یہ ہے کہ یہ مکروہ تحریمی

ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا ہے صوم وصال صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خصائص میں سے ہے جب آپ نے منع کیا تو ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، آپ بھی تو وصال فرماتے ہیں تو آپ نے فرمایا (أَيْتُكُمْ مِّثْلِي إِنْ آبَيْتُ يُطْعِمُنِي رَجِيًّا وَكَيْسِقِيْنِي) (شکوہ)

تم میں کون ہے میری مثل میں رات گزارتا ہوں اس حال میں کہ میرا رب مجھ کو کھلاتا ہے اور پلاتا ہے اس کھلانے اور پلانے سے کیا مراد ہے اس میں مختلف اقوال ہیں مختار یہ ہے کہ اس سے مراد غذار روحانی ہے قرب حق تعالیٰ میں لذت مناجات معارف اور فیضان الہی اس قدر قلب اقدس پر وارد ہوتا تھا کہ غذائے جسمانی اور اس کے لوازمات سے دنوں مستغنی رہتے اور کچھ اس

استغنا کا نمونہ تو مجازی محبت میں بھی حاصل ہو جاتا ہے چہ جائیکہ محبت حقیقی اور حضوری میں لذت معنوی جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل تھی اس میں عالم کے اندر کوئی حضور کا شریک و سہیم نہیں۔ مگر امت کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمادیا لہذا ہم کو وصال کا روزہ رکھنا مکروہ ہے اشعة اللمعات میں ہے کہ اہل سلوک کو ریاضت نفس پر اگر حرص و رغبت زیادہ ہے تو ایک

چلو پانی سے ضرور افطار کر لے تاکہ وصال کی حقیقت سے نکل جائے اور فرمانِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت نہ ہو۔

## صوم داود

سوال :- صوم داود کسے کہتے ہیں؟

جواب :- ایک دن روزہ رکھنا ایک دن چھوڑنا یعنی بیچ میں ایک دن ناعنہ کر کے روزے رکھتے ہوئے چلے جانا اس کو صوم داود کہتے ہیں۔

سوال :- اس کا کیا حکم ہے؟

جواب :- یہ افضل اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ محبوب اور پسندیدہ روزہ ہے حدیث شریف میں ہے۔

اللہ کے محبوب ترین روزے صیام داود ہیں اور محبوب ترین نماز داؤدی ہے وہ نصف رات سوتے اور تہائی شب میں اُٹھتے اور پھر چھٹے حصے میں سوجاتے اور ایک دن افطار کرتے تھے اور ایک دن روزہ رکھتے تھے۔

أَحَبُّ الصِّيَامِ إِلَى اللَّهِ صِيَامُ دَاوُدَ  
وَ أَحَبُّ الصَّلَاةِ إِلَى اللَّهِ صَلَاةُ دَاوُدَ  
كَانَ يَنَامُ نِصْفَهُ وَيَقُومُ ثُلُثَهُ وَيَنَامُ  
سُدْسَهُ وَكَانَ يَفْطِرُ يَوْمًا وَيَصُومُ  
يَوْمًا۔ (مرقی الفلاح بحوالہ ابوداؤد)

نماز تہجد کے بعد سونے میں نماز فجر کے لیے مزید طاقت اور نشاط اور قوت حاصل کرنا ہے اور بیچ میں روزہ ناعنہ کر کے دوسرے روزہ کے لیے قوی ہونے ہے۔

## صوم فی سبیل اللہ

سوال :- صوم فی سبیل اللہ کسے کہتے ہیں؟

جواب :- جہاد میں یا طلب علم یا حج عمرہ کے راستے میں یا اللہ کی رضا حاصل کرنے کے لیے نفل روزہ رکھنے کو صوم فی سبیل اللہ کہتے ہیں۔ (مرقات)

سوال :- اس کا کیا حکم ہے؟

جواب :- یہ روزہ مستحب ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے فی سبیل اللہ ایک دن کا روزہ رکھا اس کے اور جہنم کے درمیان اللہ تعالیٰ نے آسمان اور زمین کے برابر ایک خندق حائل کر دی گویا اللہ تعالیٰ نے اتنی مسافت پر وزن کو اس سے دور کر دیا۔ (مشکوٰۃ)

## صوم ختم القرآن

سوال :- صوم ختم القرآن کسے کہتے ہیں؟

جواب :- جس دن ختم قرآن ہو اس دن کے روزہ کو صوم ختم القرآن کہتے ہیں۔

سوال :- یہ روزہ کیسا ہے؟

جواب :- مستحب ہے طلحہ بن مصرف، سہیب بن رافع اور حبیب بن ابی ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہم جیسے جلیل القدر تابعین ختم قرآن کے دن روزہ رکھتے تھے۔ (روایت) **يَسْتَحِبُّ صِيَامَ يَوْمِ الْخْتِمِ** (اذکار نووی ص ۴۹)

سوال :- قرآن کتنے دن میں ختم کرے؟

جواب :- اس میں مختلف عادتیں ہیں بہتر یہ ہے کہ بخاری شریف کی اس حدیث پر عمل کرے کہ:

**صُمُّ كُلِّ شَهْرٍ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ وَاقْرَأَ الْقُرْآنَ فِي كُلِّ شَهْرٍ** ہر ماہ کے تین روزے رکھ اور ایک ماہ میں ختم قرآن کر۔

قرآن میں تیس پارے ہیں ہر دن ایک پارہ پڑھنے میں یہ بھی فائدہ ہوگا کہ اکثر تاریخ معلوم کرنے کے لیے کسی سے پوچھنے یا کیلینڈر دیکھنے کی حاجت نہیں ہوگی پہلی تاریخ کو پہلا پارہ دوسری کو دوسرا تیسری کو تیسرا پارہ شروع ہوگا تو یہ شخص اپنی تلاوت کے پارہ سے معلوم کر لے گا کہ آج کون سی تاریخ ہے مثلاً آج تیسرا پارہ اس کا شروع ہے تو آج بلا تکلف بتلاویگا کہ تیسری تاریخ ہے علیٰ ہذا القیاس اور اگر زیادہ ہمت ہے تو ہر مہینہ میں ایک ختم قرآن کرے آنحضرت صلی اللہ

علیہ وسلم نے فرمایا **وَاقْتَرَعُ فِي كُلِّ سَبْعٍ لَيْالٍ مَّرَّةً وَلَا تَزِدْ عَلَى ذَلِكَ مَتَقُونَ**

## صیامِ اربعین یعنی چلہ کے روزے

**سوال :-** صیامِ اربعین کسے کہتے ہیں اور اس کا کیا حکم ہے؟  
**جواب :-** چالیس دن کے روزے کو کہتے ہیں خلاصہ اور خزانہ المصیبتین میں ہے کہ یہ مکروہ ہے فتاویٰ بزازیہ میں ہے کہ جہاں جو چلہ میں روزہ رکھتے ہیں مکروہ ہے یہ صوم نصاریٰ سے ہے مگر چالیس دن کے روزوں کا ثبوت قرآن پاک سے ہے۔ **احقر محمد مودعز** عرض کرتا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ نے جب کتاب تورات دینے کا وعدہ فرمایا تو ان سے اللہ تعالیٰ نے ایک چلہ روزوں کا پورا کرایا نیز حدیث شریف میں ہے **مَنْ أَخْلَصَ لِلَّهِ أَرْبَعِينَ صَبَاحًا ظَهَرَتْ يَتَابِعُ الْحِكْمَةَ مِنْ قَلْبِهِ عَلَى لِسَانِهِ** انشاء اللہ چلہ کرنے والوں کے قلب سے حکمت الہیہ کے چٹھے پھوٹ نکلیں گے اور بہت سے اولیاء کرام کا اس پر عمل رہا ہے۔

**سوال :-** اگر چلہ میں کوئی عمل اور وظیفہ پڑھنے کا ہو تو وہ بھی تحریر **عمل اربعین** فرمائیں؟

**جواب :-** ایک عمل کیا بہت سے امور کے لیے چلہ ہوتا ہے چند اعمال درج ذیل ہیں۔

## برائے تحصیل علوم و معارف صدیہ و مخفیہ

پاک لباس اور طہارتِ کاملہ کے **مغرب عمل برائے تحصیل علوم و معارف** ساتھ چالیس دن روزے رکھے،

روزے کی ابتدا جمعہ کے دن سے ہو اور ہر روزہ کا افطار رزقِ حلال پر ہو سوتے وقت سات مرتبہ سورہ والشمس سات مرتبہ سورہ والضحیٰ سات مرتبہ اللم زنج

سات مرتبہ قُلِ اللَّهُمَّ مَالِكَ الْمُلْكِ (تا) بِغَيْرِ حِسَابٍ ۝ (پیلے ۱۱) پڑھ کر  
یوں دعا مانگی۔

اے اللہ سوال کرتا ہوں تیری قدرتِ کاملہ  
اور تیری بادشاہت اور ہر چیز کے تیرے  
مطیع و فرمانبردار ہونے کے سبب اے  
ذاتِ واحد اور بے نیاز اور کیتا، اے  
زندہ اور قائم رکھنے والے! میں سوال کرتا  
ہوں آپ سے کہ آپ درود بھیجیں  
ہمارے آقا حضرت محمد صلی اللہ علیہ  
وسلم اور ان کی آل پر۔ اور اس بات  
کا سوال کرتا ہوں کہ مجھ پر آسان کر دیں  
اس غیبی علم کو جس کو بہت سے اولیاء پر  
آپ نے منکشف کیا ہے اور اس علم

اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ بِقُدْرَتِكَ  
وَسُلْطَانِكَ وَتَسْخِيرِكَ لِكُلِّ  
شَيْءٍ يَا أَحَدُ يَا صَمَدُ يَا وَتَدُ  
يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ أَسْأَلُكَ أَنْ تُصَلِّيَ  
عَلَيَّ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ أَنْ  
تُبَيِّرَ لِي الْعِلْمَ الَّذِي سُرِّيَ  
عَنْ كَثِيرٍ مِنْ خَلْقِكَ وَكَرُمْتَ  
بِهِ كَثِيرًا مِنْ عِبَادِكَ وَتُعْنِيَنِي  
بِهِ عَمَّنْ سِوَاكَ فَإِنَّكَ مَالِكُ  
الْمُلْكِ وَبَلَادِكَ بِيَدِكَ مَقَالِيدُ السَّمَوَاتِ  
وَالْأَرْضِ إِنَّكَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ

سے آپ نے بہت سے بندوں کو مکرم کیا ہے۔ اور میں سوال کرتا ہوں اس  
بات کا کہ مجھے آپ ماسوا سے غنی اور بے نیاز کر دیں آپ ملک اور اس کے  
شہروں کے مالک ہیں۔ آپ کے ہاتھ میں آسمان اور زمین کے خزانوں کی کنجیاں  
ہیں بے شک آپ ہر چیز پر قادر ہیں۔

اللہ تعالیٰ اس کو کوئی عالم یا مرشد یا دلی یا عامل وغیرہ غیب سے ایسا عطا  
فرمائے گا جس سے مخفی علوم اور اسرار حاصل ہوں گے۔

چالیس دن روزہ رکھے اور اسم اللہ کا ورد  
اس پلہ میں اس طرح کرے کہ خالی اور تنہا مکان  
میں بیٹھ کر جو اس ظاہری کو بند کرتے تاکہ نہیں  
باطن مفتوح ہو زبان کو تالو سے لگائے پھر اللہ

مجبب عمل برائے نزول  
انوار و تجلیات الہیہ و  
انکشاف عالم غیب

اللہ کی تکرار دل سے کرے تمام چلہ کے اندر مصروفیت اسی میں رہے یہاں تک کہ نور ذکر تمام باطن کو روشن اور منور کرے اور تمام اعضاء میں اس کا نور پھیل جائے پھر آنکھوں میں وہ روشنی پیدا ہوگی کہ جو کچھ خواب میں دیکھتا ہے عالم مثال کے عجائب و غرائب بیداری میں مشاہدہ کرے گا ارواح انبیاء اولیاء اور ملائکہ اس پر ظاہر ہوں گے مَلَكُوتِ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ اس پر آشکارہ ہوگا بعض اکابر حے منقول ہے انہوں نے ایک طالب صادق کو دیکھ کر فرمایا کہ تجھ کو کوئی ایسی چیز سکھلا دوں جو تیرے لیے غایت درجہ مفید اور تجھ کو اس درجہ پر پہنچا دے کہ اُس سے اوپر کوئی درجہ متصور نہ ہو عرض کیا فرمایے ارشاد ہوا کہ ہمیشہ اللہ اللہ کہتے رہو اور ایک سانس میں تین بار سے کم نہ ہو اور یہ بھی شرط ہے کہ اظہار ہمزہ کے ساتھ اللہ کو سات دن تک اس طرح اس کی تکرار کرو کہ اس کے سوا کوئی کلمہ ضرورت بلا ضرورت زبان پر نہ لاؤ روزہ حلال شے پر افطار کرو رات میں جس قدر ہو سکے بیدار رہو ایک ہفتہ کے بعد عجائب زمین اس پر ظاہر ہوں گے اسی طرح سات دن مشغول رہو تو آسمان کے عجائب ظاہر ہوں گے پھر اس سات دن کے عمل کے بعد عجائب ملکوت منکشف ہوں گے چالیس دن اگر اس طرح تمام کر لے تو مقامات رفیعہ اور کرامات عالیہ کا مالک ہوگا اور عالم میں تصرف کرنے کی قوت اس کو حاصل ہوگی بعض اکابر نے کہا ہے کہ جو کوئی اس اسم کو ہر روز ہزار بار پڑھے گا صاحب یقین اور ارباب تمکین میں سے ہوگا ایک جماعت صرف نداء کے ساتھ یا اللہ پڑھتی ہے دوسری جماعت صرف اسم اللہ کو بغیر حرف نداء کے اس کے ۶۶ عدد کے مطابق پڑھتی ہے بعض چلہ میں مراقبہ کرتے ہیں دُودِ اور استغفار پڑھتے ہیں۔ بعض اسماء الہی کی زکوٰۃ دیتے ہیں اور اُن سے تعلق اور تعلق پیدا کرتے ہیں۔ حضرت کبیر الاولیاء نے چلہ کو شغل نفسی خواطر میں صرف کیا چالیس رات تک کوئی خطرہ آپ کے قلب میں پیدا نہیں ہوا۔



## چپ روزہ

سوال :- چپ روزہ کسے کہتے ہیں؟  
جواب :- روزہ رکھے اور کسی سے باتیں نہ کرے روزہ میں عدم کلام کو اپنے اور پر لازم کرے۔

سوال :- اس کا کیا حکم ہے؟  
جواب :- ایسا روزہ رکھنا مکروہ ہے یہ صوم اہل کتاب کا تھا منسوخ ہو گیا۔  
(نور الابیضاح مراقی الفلاح)

سوال :- روزہ میں بات کرنا کیسا ہے؟  
جواب :- اچھی بات کرتے سے روزہ منع نہیں کرتا اور بُری باتوں سے ہر وقت روکا جاتا ہے۔

سوال :- کیا روزہ میں مراقبہ کرنا اور سکوت میں رہنا جائز نہیں؟  
جواب :- جائز ہے اس سکوت سے منع کیا گیا ہے جس کو روزہ کارکن سمجھ کر اختیار کیا جائے کہ اَمْسَاکَ عَنِ الْكَلَامِ بھی رکن ہے مثل اَمْسَاکَ ثَلَاثَةَ كَعِ اَمْسَاکَ عَنِ الْكَلَامِ کا اعتقاد نہیں کیا جاتا ہے تو منع نہیں بلکہ معارف حقائق الہیہ اور کونیہ یا مراقبہ اور ذکر قلبی خفی میں مشغول ہونے کی وجہ سے سکوت ہے تو یہ بڑے پایہ کا سکوت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں۔

مَقَامُ الرَّجُلِ بِالصَّمْتِ اَفْضَلُ مِنْ عِبَادَةِ سِتِّیْنِ سَنَةٍ (مشکوٰۃ ص ۸۴)

سکوت اور خاموشی کے ساتھ آدمی کا مقام ساٹھ برس کی عبادت سے افضل ہے۔

اگر تعلیم خیر کے لیے بولتا ہے تو روزہ منع نہیں کرتا یہ سکوت سے بھی بہتر ہے۔  
قرآن کریم میں ہے۔

وَقُلْ لِعِبَادِي يَقُولُوا الَّذِي هِيَ اَحْسَنُ۔ (پہا ۶)

میرے بندوں سے فرما دیجیے کہ وہ اچھی سے اچھی باتیں کریں۔

اگر گویائی کی کسی میں قوت نہیں عادتاً خاموش رہتا ہے تو یہ بھی مکروہ نہیں۔

## صومِ مریم یعنی مریم روزہ

سوال :- مریم روزہ کسے کہتے ہیں؟

جواب :- پندرہ رجب کے روزہ کا نام عورتوں نے رکھ چھوڑا ہے۔

سوال :- اس کے متعلق کیا حکم ہے؟

جواب :- حضرت شیخ محمد الحق محدث دہلوی نے ماثبت پائنتہ میں تحریر فرمایا کہ کتب احادیث میں نفیاً اثباتاً اس کا کوئی ذکر نہیں ابتداء اسلام میں جاری تھا تو اب منسوخ ہو گیا۔

## گرمی کے روزے

سوال :- گرمی کے موسم میں روزہ رکھنا کیسا ہے؟

جواب :- مستحب ہے دن کے طول اور گرمی کی وجہ سے ثواب زیادہ ہے  
(لطائف المعارف - حیات الصالحین)

## صوم النیروز والمہرجان

سوال :- مذکورہ بالا روزہ کسے کہتے ہیں؟

جواب :- نئے دن کے روزہ کو کہتے ہیں کہ جس دن آفتاب برج حمل میں آتا ہے اور مہرجان وہ دن ہے کہ جس میں سورج برج میزان میں آتا ہے یہ دونوں فارسی یعنی ایرانیوں کے عید کے دن تھے۔ (مرآتی الفلاح)

سوال :- ان میں روزہ رکھنا کیسا ہے؟

جواب :- مکروہ ہے ہاں اس کی شکل بدل دے یعنی اس کے ایک دن پہلے یا بعد میں بھی روزہ رکھ لے یا اتفاقاً مستأداً روزہ اس دن آپڑے تو مکروہ نہیں (طحطاوی ص ۲۵۳)

اسی طرح اور بھی آگے روزے آئیں گے کہ تنہا مکروہ ہیں مگر ان کے ایک دن پہلے یا بعد روزہ رکھ کر شکل تبدیل کر دی جاتے تو کراہت جاتی رہتی ہے۔

## حرام روزے

سوال :- حرام روزے کتنے ہیں؟

جواب :- کل پانچ ہیں وہ یہ ہیں۔ عید الفطر کے دن کا روزہ۔ بقر عید کے دن کا روزہ۔ ایام تشریق یعنی گیارہ بارہ تیرہ ذی الحجہ کے دنوں کا روزہ۔

سوال :- ان ایام میں روزہ رکھنا کیسا ہے؟

جواب :- ان میں روزہ رکھنا مکروہ تحریمی ہے جو قریب بحرام ہے بلکہ صاحب برہان نے تو ان ایام میں روزہ رکھنے کو صراحت کے ساتھ حرام فرمایا یہ دن اللہ تعالیٰ کی طرف سے ذکر کرنے اور کھانے پینے کے لیے رکھے گئے ہیں جو کوئی ان ایام میں روزہ رکھے گا اللہ تعالیٰ کی دعوت سے رد گردانی کرے گا اور اس کے حکم کی مخالفت ہوگی جو حرام ہے۔ (سراقی الفلاح ص ۳۵)

سوال :- کیا ان ایام میں فقط نفل روزہ رکھنا ہی منع ہے یا واجب روزہ رکھنا بھی منع ہے؟

جواب :- سب روزے ان ایام میں منع ہیں۔ (شامی)

## مکروہ روزے

سوال :- کیا مکروہ روزے بھی ہیں تو ان کو بھی بیان فرمائیے تاکہ مزید معلومات حاصل کر کے ان سے احتراز کیا جاتے؟

جواب :- جی ہاں ہیں ان کو ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔

۱، ہفتہ۔ اتوار۔ عاشورہ کا تنہا روزہ رکھنا مکروہ تنزیہی ہے۔ (دور مختار شامی ص ۱۱۱)

اس کا علاج یہ ہے کہ اس کی شکل بدل دے وہ اس طرح کہ اس کے ایک دن پہلے یا بعد

کاروزہ اس کے ساتھ ملا دے تو کراہت جاتی رہتی ہے۔ ان روزوں کا بیان ابھی  
 نہیںوں اور دنوں کے روزوں کے بیان میں آتا ہے وہاں ملاحظہ فرمائیے۔ نورالایضاح  
 میں جمعہ کے تہا روزہ کو بھی مکروہ لکھا ہے مگر فتاویٰ قاضی خان نے لکھا ہے کہ کوئی  
 مضائقہ نہیں اس کا مفصل ذکر جمعہ کے بیان میں آئے گا۔

(۲) عورت کا نفل یا واجب روزہ رکھنا بغیر اجازت شوہر کے مکروہ تنزیہی ہے  
 (فتاویٰ عالمگیری)

اس کا علاج یہ ہے کہ عورت شوہر سے اجازت لے کر روزہ رکھے یا شوہر  
 بیمار ہو یا روزہ دار ہو یا بحالت احرام ہو تو اب روزہ رکھ سکتی ہے اس میں اجازت  
 کی ضرورت نہیں اگرچہ منع کرے بہر حال اس روزہ کی کراہت دور کرنے کی دو ہی  
 صورتیں ہیں یا ان ایام مذکورہ میں روزہ رکھے یا شوہر سے اجازت لے کر رکھے ورنہ  
 عورت کا روزہ مکروہ ہوگا مگر رمضان میں اجازت کی ضرورت نہیں اور نہ قضا کے  
 رمضان میں اجازت کی ضرورت ہے کیونکہ اس کا وجوب منجانب اللہ ہے ہاں  
 نفل اور واجب روزہ کہ جس کا وجوب عورت کی جانب سے ہو اس میں اجازت  
 کی ضرورت ہے مثل صوم نذر اور صوم یمین۔ یہ بغیر اجازت شوہر مکروہ ہیں  
 (حیات الصائمین)

(۳) مسافر کا روزہ رکھنا مکروہ ہے جبکہ سفر میں روزہ رکھنے سے بے حال ہو جائے  
 کیونکہ اس میں اہلاک نفس ہے ورنہ افضل ہے اگرچہ رمضان کے سفر میں اس کو  
 رخصت حاصل ہے۔

(۴) مزدور کا نفل روزہ بھی مکروہ ہے بغیر اس مالک کی اجازت کے کہ جس  
 کے یہاں اجرت پر کام کرتا ہے بشرطیکہ اس کے کام میں حرج ہو ورنہ مکروہ نہیں  
 (عالمگیری ص ۲۱)

اس کا علاج یہ ہے کہ یا تو اس کے کام میں حرج واقع نہ ہونے دے تو اجازت  
 کی ضرورت نہیں اور اگر حرج واقع ہونے کا اندیشہ ہے تو اجازت کے ساتھ

روزہ رکھے اور اگر روزہ رکھا کام میں حرج ہو اور اجازت بھی نہ لی تو روزہ مکروہ ہوگا۔

۱۵، شک کے دن کا روزہ بھی مکروہ ہے خواہ رمضان کی نیت سے رکھے یا کسی قضا اور واجب کی نیت سے یا اس تردد کے ساتھ رکھے کہ اگر رمضان ہو گیا تو رمضان ہے ورنہ نفل ہے یا قضا ہے یا کوئی اور واجب ہے ان سب صورتوں میں روزہ مکروہ ہے اس کا علاج یہ ہے کہ اگر مضبوطی قلب کے ساتھ نیت کرنے پر قادر ہے تو فقط نفل ہی کی نیت سے روزہ رکھے تو کراہت نہیں اور اگر تردد اور غلبان سے نیت کے وقت نجات نہیں ملتی تو روزہ نہ رکھے۔

۱۶، حاجی کو میدانِ عرفات میں عرفہ کے دن یا یومِ ترویہ یعنی آٹھویں ذی الحجہ کو روزہ رکھنا مکروہ ہے۔ (فتاویٰ قاضی خاں ص ۱۸۱)

## مہینوں کے روزے

سوال :- مناسب ہوگا کہ مہینوں میں سے ہر ماہ کے روزوں کا بیان علیحدہ علیحدہ تحریر فرمائیں اور اس امر پر بھی روشنی ڈالیں کہ کیا مہینوں اور دنوں اور اوقاتِ فاضلہ میں کچھ اللہ تعالیٰ نے خواص رکھے ہیں۔

جواب :- بیشک ان میں اللہ تعالیٰ نے بڑے بڑے خواص رکھے ہیں مکان اور زمان میں عجب عجب خواص ہوتے ہیں جو ناقابلِ انکار ہیں جن مہینوں اور دنوں اور اوقات اور مقامات پر جو دعائیں اذکار اور وظائف طاعات اور عبادات معین ہیں ان کو ان معین اوقات اور مقامات پر بجالانے میں جو منافع اور فوائد ہیں وہ غیر میں نہیں یہی حال روزوں کا ہے لہذا دن اور مہینہ کے روزے جو شریعت سے ثابت ہیں ان کو ان ہی اوقاتِ خاصہ میں ادا کرنے سے عجیب منافع حاصل ہوں گے اس لیے احقر ہر مہینہ ہر دن کے علیحدہ علیحدہ روزے لکھتا ہے۔ اور جو خاص خاص اعمال ان میں بزرگوں سے وارد

جوئے ہیں وہ بھی ہر ماہ و دن کے تحت کہیں کہیں درج کر دیئے ہیں اگر روزوں کے ساتھ ان اعمال کو کیا جائے گا تو حصولِ مرادات کے لیے انشاء اللہ اکیسر ثابت ہوں گے۔

## محرم

سوال :- محرم اسلامی سال کا کون سا مہینہ ہے؟

جواب :- پہلا مہینہ ہے۔

سوال :- محرم کے روزے کیسے ہیں؟

جواب :- بڑی فضیلت کے روزے ہیں حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں۔

أَفْضَلُ الصِّيَامِ بَعْدَ شَهْرِ رَمَضَانَ  
شَهْرُ اللَّهِ الَّذِي تَدْعُوهُ الْمُحْرِمَ وَأَفْضَلُ  
الصَّلَاةِ بَعْدَ الْفَرِيضَةِ قِيَامُ اللَّيْلِ  
رمضان کے بعد افضل روزے اللہ کے اس  
مہینہ کے ہیں کہ جس کو تم محرم کہہ پکارتے ہو  
اور سب سے زیادہ فضیلت والی نماز  
فرضوں کے بعد قیام اللیل یعنی تہجد کی نماز ہے  
(مسلم)

اس حدیث سے چند فوائد معلوم ہوتے۔

۱) محرم کا نام شہر اللہ یعنی اللہ کا مہینہ ہے۔

۲) یہ تعظیمی اصناف اللہ کی طرف اس ماہ کی عظمت و فضیلت کے بیان کے لیے کافی ہے نسبتِ خصوصی کے اظہار نے یہ بتلایا کہ یہ ماہ خاص تجلیاتِ الہی کا مظہر ہے۔ روزہ کو بھی اللہ کی طرف اصناف ہے فرمایا الصَّوْمُ لِي تَوَالِدَ تَعَالَى سَے مزید قرب کی نسبت کو اصناف پیدا کرنے کے لیے اس ماہ کا روزہ اکیسر ہے اہل نسبت کو مزید نسبت حاصل کرنے کے لیے اس ماہ کے روزوں سے غافل نہیں ہونا چاہیے روزوں سے ترقی کے لیے یہ افضل مہینہ ہے حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس کو ابو داؤد نے روایت کیا۔ دُصَمُ مِنَ الْمُحْرِمِ وَأَتْرَكَ حُصَمًا مِنَ الْمُحْرِمِ وَأَتْرَكَ حُصَمًا مِنَ الْمُحْرِمِ وَ

اَشْرُكًا) تین بار آپ نے فرمایا کہ سب کو چھوڑ اور محرم کا روزہ اختیار کر۔ ائمہ کرام فرماتے ہیں کہ نفل روزہ کے لیے محرم کا مہینہ تمام مہینوں میں افضل ہے پھر بقیہ ماہِ حرام یعنی رجب ذی القعدہ ذی الحجہ کے روزے ہیں۔

سوال :- آپ لکھتے ہیں کہ محرم کا مہینہ تمام مہینوں سے افضل ہے مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم شعبان میں بکثرت نفل روزے رکھا کرتے تھے اس سے معلوم ہوا کہ شعبان کا مہینہ افضل ہے۔ حضرت اسامہ بن زید ماہِ حرام میں روزے رکھا کرتے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو یہ حکم دیا کہ شوال میں رکھا کرو۔ اس سے معلوم ہوا کہ نفل روزوں کے لیے

شوال افضل ہے۔ شش عید کے روزے بھی شوال

میں ہیں جن کا ثواب صیام الدہر کے برابر ہے تو یہ روزے افضل ہوتے یا محرم کے براہِ کرم تحقیقی جواب اس کا بیان فرمائیے؟

جواب :- بھائی وہ بھی افضل ہیں اور یہ بھی۔ نفل کی دو قسمیں ہیں ایک متصل بفرض دوسرا منفصل یعنی ایک وہ نوافل ہیں جو فرض سے ملے ہوتے ہیں دوسرے وہ ہیں جو فرض سے منفصل اور جدا ہیں چونکہ فرائض کا مرتبہ نوافل سے بہت اعلیٰ ہے لہذا جو فرائض سے متصل نوافل ہیں قرب فرائض کی جہت سے ان کو بھی دیگر نوافل پر فضیلت حاصل ہے وہ فرائض کے لواحق ہونے کے لحاظ سے گویا فرائض ہی میں شامل ہیں۔ اس قرب و اتصال کی جہت سے جو روزے افضل ہیں وہ شعبان اور شوال کے روزے ہیں کیونکہ یہ بھی رمضان سے نزدیک و متصل ہیں دوسری حدیث میں اسی قرب و اتصال کی جہت فضیلت کی طرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا رَحْمَةُ رَمَضَانَ وَالَّذِي يَلِيهِ اَرْوَاحُ رَمَضَانَ اور اس کے متصل مہینہ کا اس کے بعد جو نوافل فرائض سے جدا اور منفصل ہیں ان کا بھی مرتبہ ہے اس میں سب سے زیادہ فضیلت محرم کے روزہ کو حاصل ہے۔ لہذا رمضان کے بعد تمام نوافل منفضلہ میں ماہِ محرم کے روزے افضل ہوتے اسی طرح نماز

میں تابع فرائض ہونے کے لحاظ سے تو سنن اور نوافل کا مرتبہ زیادہ ہے اس کے بعد تمام نوافل پر قیام اللیل یعنی تہجد کو فضیلت حاصل ہے باعث بار اخلاص مشقت اور ریا اور سمعہ کے دور ہونے کے تہجد افضل ہے اور باعتبار تابع فرض ہونے کے سنتیں متوکدہ افضل ہیں بعض نے اور بھی وجوہات بیان کیے ہیں۔  
(لطائف المعارف)

سوال :- محرم کے روزوں کا کیا ثواب ہے؟

جواب :- ایک روزہ تیس کے برابر ہے تو ہر روزہ پرتیس روزوں کا ثواب ملے گا ایک روایت میں ہے کہ جس نے ماہ حرام میں تین روزے رکھے جمعرات جمعہ ہفتہ کا تو اللہ تعالیٰ نو سو برس کی عبادت کا اس کے نامہ اعمال میں ثواب درج فرماتے گا۔

شرح عین العلم ص ۱۸۳

سوال :- ماہ محرم میں روزے مسنون ہونے کی حکمت کیا ہے؟

ماہ محرم میں روزہ مسنون ہونے کی حکمت

جواب :- چونکہ سال کی ابتداء ہے بنا خیر پر ہوگی

تو انشاء اللہ اس کی برکت سال بھر رہے گی پھر آخر سال میں بھی اگر روزہ رکھ لیا تو سال کی انتہا بھی خیر پر ہوگی لہذا آخر تاریخ ذی الحجہ میں روزہ رکھ لے تاکہ اس کا سال از اول تا آخر خیر و برکت سے معمور رہے۔

سوال :- اگر اس نے محرم کی اول تاریخ اور ذی الحجہ کی آخری میں روزہ رکھا تو کیا اس کی بھی کوئی فضیلت ہے؟

اول محرم اور آخر ذی الحجہ کے روزہ کی فضیلت

جواب :- جی ہاں ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

نے ارشاد فرمایا کہ جس نے ذی الحجہ کی آخری تاریخ اور محرم کی پہلی تاریخ میں روزہ رکھا حق تعالیٰ اس کے پچاس برس کے گناہ معاف فرمائے گا نیز جب سال کے اول اور آخر میں عبادت ہوگی تو درمیان کے حصہ کو بھی طاعت ہی میں محسوب فرمائے گا۔

شرح شریعت الاسلام



سوال :- محرم کے عشرہ اول میں روزہ رکھنا کیسا ہے ؟  
جواب :- محرم کی اول تاریخ سے دس دن تک روزہ رکھنا مستحب ہے۔

حیات الصائمین عن السراج الوہاج

سوال :- عاشورہ کا روزہ کیسا ہے ؟  
جواب :- اشعة اللمعات میں ہے کہ عاشورہ کے روزے کے ساتھ اگر نویں اور گیارہویں تاریخ کے دو روزے اور شامل کر کے تین روزے رکھے تو یہ سب میں زیادہ فضیلت والا اعلیٰ و افضل روزہ ہے۔ اور اگر اس کے ساتھ ایک روزہ ملا لیا جائے خواہ ایک دن قبل نویں تاریخ کا یا بعد میں گیارہویں تاریخ کا اس طرح کل دو روزے رکھے تو بھی فضیلت والا ہے مگر یہ تین سے درجہ میں کم ہے اور اگر تنہا عاشورہ کا ایک ہی روزہ رکھا

اس سے قبل یا بعد کوئی روزہ نہیں رکھا تو یہ سب سے اونٹے درجہ ہے درمختار میں ہے کہ تنہا روزہ مکروہ تنزیہی ہے یعنی پسند نہیں کہ صرف ایک ہی روزہ پر

اکتفا کیا جائے بلکہ ترغیب ہے کہ دوسرا بھی اس کے ساتھ ملا لیا جائے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارادہ ظاہر فرمایا تھا کہ اگر آئندہ سال رہا تو نویں تاریخ کا بھی روزہ رکھوں گا مگر آئندہ سال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہو گیا۔

اگرچہ نویں تاریخ کا روزہ نہیں رکھا مگر عزم اور ارادہ ظاہر ہونے کی وجہ سے مسنون ہو گیا مرقات میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ

وسلم نے فرمایا رَصُومًا يَوْمَ عَاشُورَاءَ وَخَالِفُوا إِلَيْهِمْ ذَوُومًا قَبْلَهُ يَوْمًا وَبَعْدَهُ يَوْمًا، کہ عاشورہ کا روزہ رکھو اور یہود کی مخالفت کرو یوں کہ ایک دن عاشورہ سے قبل اور بعد بھی روزہ رکھو پس تین دن کا روزہ افضل ہوا۔

سوال :- عاشورہ کے دن کی کیا فضیلت  
عاشورہ کے دن کیا کیا کرنا ہے ؟  
جواب :- لطائف المعارف میں ہے کہ اس دن کا روزہ اپنی فضیلت کے

لحاظ سے پہلے نبیوں میں معروف اور مشہور رہا ہے بعض روایت میں آیا ہے  
 کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ انبیاء نے اس دن روزہ رکھا ہے  
 تم بھی رکھو عاشورہ وہ دن ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آتش نہرومی سے  
 نجات ملی اللہ تعالیٰ نے ان پر آگ کو باغ کیا اسی دن حضرت ادریس علیہ السلام  
 کو رفعت حاصل ہوئی جس کا ذکر قرآن میں ہے۔ وَرَفَعْنَاهُ مَكَانًا عَلِيًّا (پس اے اللہ،  
 اسی دن حضرت ایوب علیہ السلام کو بیماری سے نجات ملی اسی دن حضرت یعقوب  
 علیہ السلام طویل فراق کے بعد حضرت یوسف علیہ السلام سے ہم آغوش ہوئے  
 مسند امام احمد حنبل سے معلوم ہوا کہ اسی دن جو دی پہاڑی پر حضرت نوح علیہ  
 السلام کی کشتی مٹھری اور طوفان سے نجات ملی حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان کی  
 امت کو اس دن فرعون بنیہ ظلم سے رستگاری حاصل ہوئی بخاری میں ہے، هَذَا  
 يَوْمُ نَجَى اللّٰهِ بِنَبِيِّ اسْدَائِلٍ مِنْ عَدُوِّهِمْ فَصَامَ مُوسٰى عَاشُورَةَ النَّهَامِ  
 ربانی کا دن ہے مقبولان حق پر جس دن مولیٰ تبارک کا کریم خاص ہوتا ہے اس وقت  
 رحمت الہی کو طلب کرنا اقرب باجابت ہوتا ہے اس لیے حق تعالیٰ ارشاد فرمایا ہے  
 وَذَكَرَ هُمْ بِآيَاتِ اللّٰهِ (پس اے اللہ) کہ خاص دنوں کی یاد سے نفع حاصل کیا  
 جاتے امام احمد اور بخاری وغیر ہما حضرت جابر بن عبد اللہ سے راوی کہ حضور سید  
 عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد فتح میں پیر منگل بدھ تین دن دعا فرمائی بدھ کے  
 دن دو دن نماز یعنی ظہر اور عصر کے درمیان دعا قبول ہوتی خوشی کے آثار چہرہ انور  
 پر نمودار ہوتے۔

حضرت جابر نے اس رحمت اور نعمت کے وقت کو یاد رکھا فرماتے ہیں جب  
 مجھے کوئی ہم پیش آتی ہے تو بدھ ہی کے دن اسی وقت میں یعنی ظہر عصر کے درمیان  
 میں دعا کرتا ہوں۔ میری دعا قبول ہوتی ہے مشکل آسان ہو جاتی ہے ہم کو بھی عاشورہ  
 کا دن خدا سے نعمت و رحمت طلب کرنے اور دعائیں مانگنے میں گزارنا چاہیے  
 تاکہ اللہ تعالیٰ مقبولان حق کے صدقہ میں ہم پر بھی مہربان ہو دَانَ لَذَنبِكُمْ فِي آيَاتِهِ

دَهْرِكُمْ فَغَفَاتٌ اَلَا فَتَعْرِضُوْا لَهَا) تمہاری زندگی کے ایام میں تمہارے رب کی خوشبودن کی لپٹیں ہیں تم اس کو تلاش کرو اسی لیے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جیسا کہ ترمذی میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص سے فرمایا کہ رمضان کے بعد اگر روزہ رکھنا چاہتا ہے تو محرم میں رکھ (فَاِنَّهُ شَهْرٌ اَللّٰهُ وَفِيْهِ يَوْمٌ تَابَ اللّٰهُ فِيْهِ عَلٰى نَوْمٍ وَيَتُوْبُ عَلٰى اٰخِرِيْنَ) یعنی یہ اللہ کا مہینہ ہے اس میں اللہ تعالیٰ نے ایک قوم کی توبہ قبول کی ہے اور دوسروں کی بھی توبہ قبول فرمائے گا اس میں ترغیب توبہ لہذا اس روز بکثرت استغفار پڑھے اللہ تعالیٰ سے رحمت و مغفرت طلب کرے اس کے علاوہ اور بھی آج کام کرنے میں جو ذیل میں دینج کیے جاتے ہیں۔

۱۱، آج عاشورہ کے دن کچھ صدقہ بھی دے حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص سے مروی ہے کہ عاشورہ کے روزہ کا ثواب ایک سال کے روزے اور اس دن کے صدقہ کا ثواب ایک سال کے صدقہ کے برابر ہے۔ (لطائف المعارف)

عاشورہ کے دن عیال پر وسعت  
فراخی رزق کا مجرب عمل ہے

۱۲، عاشورہ کے دن اہل و عیال پر کھانے کی وسعت کرے کہ یہ باقی تمام سال کے رزق اور روزی کی وسعت کا سبب ہے

آل حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

مَنْ وَسَّعَ عَلٰى اَعْيَالِهِ فِيْهِ وَسَّعَ اللّٰهُ عَلَيْهِ سَائِرَ عَامِهِ۔  
جس نے عاشورہ کے دن اپنے عیال پر وسعت اور فراخی کی اللہ تعالیٰ باقی تمام سال اُس پر وسعت اور فراخی فرمائے گا۔

طحاوی میں ہے کہ عیال پر وسعت کی یہ حدیث صحیح ہے لطائف المعارف میں ہے کہ سفیان بن عیینہ فرماتے ہیں کہ پچاس ساٹھ سال کا ہمارا تجربہ ہے کہ عاشورہ کے دن کی وسعت سے روزی میں وسعت ہوتی ہے حضرت جابر صحابی کا بھی تجربہ ہے پس اس دن کھانا تیار کر اگر اہل و عیال پر وسعت کرے اور

غریب کو بھی تقسیم کرے تاکہ عاشورہ کے دن صدقہ کا ثواب بھی ملے۔

(لطائف المعارف طحطاوی زقانی ص ۱۳۳)

(۱۳) اس میں ہو سکے تو نوافل بھی کچھ پڑھ لے حدیث میں ہے (هَذَا يَوْمٌ تَابَ اللَّهُ فِيهِ عَلَى قَوْمٍ فَأَجَعَلُوهُ صَلَاةً وَصَوْمًا) یہ دن وہ ہے کہ جس میں اللہ نے ایک قوم کی توبہ قبول کی سو تم اس میں نماز اور روزہ ادا کرو۔ فرض نماز تو ادا کرنا ہی ہے مگر آج ذرا پابندی و خیال کے ساتھ جماعت ہی سے پڑھے اس کے علاوہ ایک نفل نماز بھی لکھی جاتی ہے کسی سے ہو سکے تو پڑھے۔

سو کعت پڑھے چار چار کی نیت سے بعد فاسخ ہونے کے ستر مرتبہ سُبْحَانَ اللَّهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ اور ستر مرتبہ استغفار اور ستر ہی مرتبہ درود شریف پڑھے اللہ تعالیٰ اس کی قبر کو مشک اور عنبر سے بھر دے گا اور جب قبر سے اٹھے گا تو چہرہ اس کا مثل تم روشن ہوگا۔ (لطائف شرح شرعۃ الاسلام)

(۱۴) عاشورہ کے دن صلہ رحمی بھی کرے بڑی فضیلت ہے ثواب سچے علیہ السلام و عیسیٰ علیہ السلام عطا ہوگا اور جنت میں ان کے ساتھ ہوگا۔

(شرح شرعۃ الاسلام ص ۲۱۸)

(۱۵) عاشورہ کے دن مجلس ذکر میں بھی حاضر ہو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی عاشورہ کے دن عالم کی مجلس میں حاضر ہوگا ایک ساعت ان کے ساتھ بیٹھے گا اللہ تعالیٰ پر حق ہے کہ اس کو جنت میں داخل فرمائے۔

(شرح شرعۃ الاسلام ص ۲۱۶)

(۱۶) عاشورہ کے دن یتیم کے سر پر ہاتھ پھیرے اللہ تعالیٰ ہر سال کے عوض جنت میں درجہ بلند فرمائے گا۔ (شرح شرعۃ الاسلام)

(۱۷) عاشورہ کے دن مسلمانوں کی راہ سے تکلیف اور ایذا کو دور کر کے صلح کرائے مسلمانوں کو سلام کرے اگر دشمن مسلمانوں کو بھی سلام کیا تو گویا تمام مسلمانوں

کو سلام کیا اور امن سلامتی کا پیام دیا کیس قدر نیت کا اجر ملے گا۔ (شرح شریعتہ الاسلام)  
 (۸) عاشورہ کے دن غسل کرنے سے گناہوں سے پاک ہوتا ہے جیسا کہ آج ماہ  
 کے پیٹ سے پیدا ہوا اور جس نے دوسرے غسل کیا اس کو کبھی آشوبِ حتم کی شکایت  
 نہیں ہوگی۔ (شرح شریعتہ الاسلام)

(۹) حدیث میں عشاءِ عاشورہ کے دن سرمہ لگائے۔ طحاوی میں ہے یہ حدیث ضعیف  
 ہے مگر موضوع نہیں ہے فضائل میں ضعیف حدیثوں پر بھی عمل مقبول ہے۔  
 (۱۰) روزہ بھی رکھے بعض علماء منتقدین کو خواب میں دیکھا گیا تو فرمایا کہ اس روزہ  
 کے طفیل میں اللہ تعالیٰ نے ہمارے ساتھ برس کے گناہ بخش دیئے۔ حضرت قتادہ  
 فرماتے ہیں کہ یہ زکوٰۃ کے ضائع کرنے والے کا بھی کفارہ ہے۔

(لطائف المعارف شرح شریعتہ الاسلام)

تمام ماہ محرم کے روزے اور ان کی فضیلت

سوال :- عاشورہ کے علاوہ تمام ماہ محرم میں روزہ رکھنا کیسا ہے؟

جواب :- مستحب ہے البتہ پہلے عشرہ میں

زیادہ تاکید ہے اس ماہ کا ایک روزہ دوسرے ماہ کے تین دن سے افضل ہے اور رمضان کا ایک روزہ دوسرے ماہ حرام تین دن سے افضل ہے حدیث مسلم میں ہے  
 (أَفْضَلُ الصِّيَامِ بَعْدَ مَضَانِ شَهْرُ اللَّهِ الْمُحَرَّمِ) محرم سے بعض نے  
 عاشورہ مراد لیا ہے اور بعض نے تمام محرم مراد لیا ہے تو اس حدیث کی بنا پر  
 تمام ماہ کے روزے بھی افضل ہو سکتے ہیں۔ (کیمیاۃ سعادۃ - اشعة اللغات)

صفر

سوال :- صفر کون سا اسلامی مہینہ ہے؟

جواب :- دوسرا مہینہ ہے۔

سوال :- کیا اس ماہ میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی خاص تاریخ کا روزہ

رکھنا ثابت ہے؟

جواب :- نہیں کوئی خاص روزہ ثابت نہیں۔

سوال :- تو کیا یہ مہینہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روزہ سے خالی رہا۔

جواب :- نہیں۔ کوئی مہینہ ایسا نہیں کہ جس کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے روزہ

سے خالی چھوڑا ہو۔ حدیث شریف میں ہے وَمَا صَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَهْرًا كَامِلًا مِّنْذُ قَدِمَ الْمَدِينَةَ إِلَّا رَمَضَانَ اس سے معلوم

ہوا کہ کوئی مہینہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ایسا نہیں گزرا کہ جو روزہ سے خالی رہا

ہو اگرچہ کامل ماہ صرف رمضان کے روزے رکھے اس کے تحت حضرت ملا علی قاری

نے تشریح شمال میں یہ فائدہ لکھا ہے۔

اس حدیث میں اس طرف اشارہ ہے کہ

مستحب ہے نہ کوئی مہینہ نفل روزہ سے

خالی رہے نہ اتنی کثرت سے روزہ رکھے کہ

انتہا ملال پر ہو جد تو وسط میں رہتے ہوئے

فِيهِ أَيَّمَاءُ إِلَى أَنَّهُ يُسْتَبَبُّ أَنْ لَا يَخْتَلُوْ

شَهْرٌ مِّنْ صَوْمِ نَفْلِ وَأَنْ لَا يَكْتُرْمِنُهُ

حَتَّى يَمِلَّ بَلْ عَلَى وَجْهِ التَّوَسُّطِ

وَالْإِقْتِصَادِ (تشریح شمال للملا علی قاری)

روزہ رکھے یعنی درمیانی روش ہو۔

سوال :- پھر اس ماہ میں کن تاریخوں میں روزہ رکھے؟

جواب :- جب چاہے روزہ رکھے مگر حد تو وسط میں اس طرف بھی لطیف اشارہ

ہے کہ وسط ماہ یعنی تیرہ۔ چودہ۔ پندرہ تاریخ کے روزے رکھے کہ یہ آیام بیض

کے روزے ہیں جو مستنون ہیں۔ ان روزوں کا رکھنے والا صائم الدیمر کے حکم میں

ہے نیز شہیر الامور اور وسطھا اس پر صادق آتا ہے۔

سوال :- سنا ہے کہ صفر کا مہینہ منحوس مہینہ ہے اس میں بلاؤں کا نزول ہوتا ہے کیا

اس کے بارہ میں کوئی ذکر حدیث میں آیا ہے؟

جواب :- بخاری شریف میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے۔

لَا عُدْوَى وَلَا طِيْرَةٌ وَلَا هَامَةٌ وَلَا

چھوت۔ چھپات۔ بدنگونی۔ ہامر۔ صفر

صَفَر (بخاری ص ۸۵)

کوئی چیز نہیں۔

اس حدیث میں لاصفر سے نزولِ بلا کی نفی ہے۔ یا بلا کا نزول ہے تو اس کے موثر بالذات ہونے کی نفی ہے

## ربیع الاول

سوال :- ربیع الاول اسلامی سال کا کون سا مہینہ ہے؟

جواب :- تیسرا مہینہ ہے۔

سوال :- کیا اس ماہ کا کوئی خاص روزہ ہے؟

جواب :- اس ماہ کا کوئی خاص روزہ نہیں لیکن صفر کے مہینہ میں یہ بیان گزر چکا ہے کسی بھی مہینہ کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے روزہ سے خالی نہیں چھوڑا۔ لہذا یہ مہینہ بھی روزہ سے خالی نہیں رہا۔ ہم کو بھی اس ماہ میں روزہ رکھنا چاہیے روزہ ایک ریاضت ہے جس کی روح بھوک اور پیاس ہے اس میں اللہ تعالیٰ کا مشاہدہ نصیب ہوتا ہے۔ حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ روزہ وہ مجاہدہ ہے کہ طریقت کا نصف حصہ روزہ سے ہی طے ہو جاتا ہے لہذا اس مبارک مہینہ کا بھی روزہ نہیں ترک کرنا چاہیے۔

سوال :- اچھا تو پھر کس تاریخ میں مناسب ہے اور اس ماہ میں کون سے روزے رکھنے؟

جواب :- وہی ہر ماہ کے تین روزے ایامِ بیض کے اس ماہ میں بھی رکھے۔ اب رہا مناسب کا سوال تو احقر کے نزدیک بارہ۔ تیرہ۔ چودہ کو روزے رکھے اگرچہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس ماہ میں کسی خاص تاریخ کا روزہ ثابت نہیں البتہ یومِ ولادت یعنی پیر کا روزہ رکھنا ولادت کے شکر میں ثابت ہے جیسا کہ آپ نے فرمایا (فِيهِ وِلْدَاتٌ) کہ میں اس میں پیدا ہوا ہوں اس لیے روزہ رکھتا ہوں تو اگر کوئی حُبِّ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں اس ماہ کے اندر بارہ تاریخ کو نعمتِ ولادت کے شکر میں روزہ رکھے تو سببِ مشترک موجود پھر ایک قول کی بنا پر اسی بارہ تاریخ سے ایامِ بیض کی ابتداء

ہوتی ہے۔ ایامِ بھین کی تعیین میں نواقوال ہیں اُن میں سے تیسرا قول بارہ سے چودہ تک کا بھی ہے مرقات میں اس عبارت کے بعد حاصل الخلاف فی تقریر ایام البھین تسعة تیسرے نمبر پر یہ عبارت ہے۔

الثَّالِثُ مِنَ الثَّانِي عَشَرَ إِلَى السَّابِعِ عَشَرَ - (مرقات ص ۵۲) ایامِ بھین ہیں۔ تیسرا قول یہ ہے کہ بارہ تاریخ سے چودہ تک

لہذا مناسب ہوگا کہ عاشقانِ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایامِ بھین کے روزے اس ماہ میں بارہ تاریخ ولادت سے ابتداء کر کے چودہ پر ختم کر دیں تاکہ بارہ تاریخ بھی عبادتِ الہی کے ذریعہ شکرانہ نعمت میں گزرے پس اس ماہ میں ایامِ بھین کے روزے بارہ - تیرہ - چودہ کو رکھنا موزوں ہوگا۔

## ربیع الآخر

سوال :- ربیع الآخر اسلامی سال کا کون سا مہینہ ہے؟

جواب :- یہ اسلامی سال کا چوتھا مہینہ ہے۔

سوال :- اس ماہ کا کوئی روزہ ہو تو اس سے بھی مطلع فرمائیے؟

جواب :- اس ماہ میں بھی وہی ایامِ بھین کے تین روزے رکھے جو مسنون ہیں۔ روزہ

سے گھبرانا نہیں چاہیے حضرت غوثِ اعظم سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ سے

کسی نے سوال کیا کہ تصوف اور خدا کی معرفت میں یہ بلند مقام آپ کو کس چیز سے حاصل

ہوا آپ نے فرمایا کہ بھوک سے پس روزہ کی بھوک اور پیاس خدا تک پہنچاتی ہے

لہذا اس ماہ میں یہی روزہ رکھو اور خدا کا قرب حاصل کرو۔

## جمادی الاولى

سوال :- جمادی الاولى اسلامی سال کا کون سا مہینہ ہے؟

جواب :- اسلامی سال کا یہ پانچواں مہینہ ہے۔



سوال :- اس ماہ کا کوئی خاص روزہ ہے ؟

جواب :- یہی خاص روزے ہیں جو ہر ماہ کے تین روزے ہیں وہ بھی ایامِ بیض کے جو مسنون و مسلمون ہیں۔ لہذا تیرہ۔ چودہ۔ پندرہ کو روزے رکھے یہ وہ خاص روزے ہیں کہ جن کی تعلیم حضرت ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی یا ابا ذر اذ اصمتت من الشهر ثلثة ايام فصم ثلث عشرة و اربع عشرة و خمس عشرة۔ (مشکوٰۃ بحوالہ ترمذی و نسائی)

## جمادی الاخریٰ

سوال :- جمادی الاخریٰ اسلامی سال کا کون سا مہینہ ہے ؟

جواب :- یہ اسلامی سال کا چھٹا مہینہ ہے۔

سوال :- اس ماہ کا کوئی خاص روزہ ہو تو تحریر فرمائیے ؟

جواب :- پہلے بھی یہ بیان گزرا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روزہ سے کوئی مہینہ خالی نہیں رہا اور یہی مضمون حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا وَلَا أَفْطَرَهُ كَلَّةٌ حَتَّىٰ يَصُومَ مِنْهُ حَتَّىٰ مَضَىٰ لِسَبِيلِهِ (مشکوٰۃ بحوالہ مسلم شریف) اور نہیں روزے چھوڑے حضور نے کوئی پورا مہینہ یہاں تک کہ کچھ روزے رکھ لیتے تھے یہی طریقہ ہر سال تک لہذا روزہ سے یہ مہینہ بھی خالی نہیں رہنا چاہیے۔ مناسب ہے کہ ایامِ بیض کے یعنی مہینہ کی تیرہ۔ چودہ۔ پندرہ تاریخ کو روزہ رکھ کر سعادت حاصل کریں۔ روزہ سے دل نرم ہوتا ہے گناہوں سے بچنے کی قوت حاصل ہوتی ہے انسان متقی بنتا ہے۔ جیسا کہ قرآن کریم ہے۔ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ پھر یہ تین روزے ہمیشہ روزے رکھنے کے برابر ثواب میں ہیں۔

## رجب

سوال :- رجب اسلامی سال کا کون سا مہینہ ہے ؟

جواب :- رجب اسلامی سال کا ساتواں مہینہ ہے۔ اس ماہ کا چاند دیکھ کر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم یہ پڑھتے تھے (اللَّهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي رَجَبٍ وَشَعْبَانَ وَبَلِّغْنَا رَمَضَانَ) (اذکار نووی) اسے اللہ ہمارے رجب اور شعبان میں برکت عطا فرما اور ہم کو رمضان تک پہنچا۔ یہ معراج کا مقدس مہینہ ہے اور یہ چار حرمت والے مہینوں میں سے ایک مہینہ ہے۔ ماہِ حرام میں سے تین مہینہ یکے بعد دیگرے متصل آتے ہیں وہ یہ ہیں۔ ذوالقعدہ۔ ذوالحجہ۔ محرم۔ اور ایک ان سے جدا اور منفصل ہے وہ ماہِ رجب ہے ان چاروں مہینوں میں جنگ اور قتل و قتال حرام ہے قرآن کریم میں ہے۔ (يَسْتَأْذِنُكَ عَنِ الشَّهْرِ الْحَرَامِ قِتَالٍ فِيهِ قِتَالٌ فِيهِ كَبِيرٌ) اسے حبیب آپ سے ماہِ حرام میں قتال کے بارہ میں دریافت کرتے ہیں آپ فرما دیجئے اس میں قتل و قتال عظیم و کبیر گناہ ہے۔ دوسری جگہ قرآن کریم میں ہے (فَلَا تَطْمَؤُنَّ فِيهِنَّ أَنْفُسِكُمْ) (پناہ ۱۱) ان مہینوں میں گناہ کر کے اپنے اوپر ظلم نہ کرو۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ان مہینوں میں نافرمانی اور جرم کا جس طرح گناہ زیادہ ہے نیکیوں کا اجر بھی زیادہ حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حرمت والے چار مہینے اللہ تعالیٰ کو زیادہ محبوب ہیں۔ بعض صالحین کے بارہ میں لکھا ہے کہ وہ قبل رجب بیمار ہوتے انہوں نے دعا کی کہ الہی میرا انتقال ہو تو رجب میں ہو کہ اس میں آپ دوزخ سے آزاد کرتے ہیں۔ (لطائف المعارف ۱۹)

سوال :- رجب کا روزہ رکھنا کیسا ہے؟  
 رجب کے روزہ کا حکم | جواب :- زاد المعاد میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے رجب کا روزہ نہیں رکھا اور نہ یہ مستحب ہے بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع کیا ہے جیسا کہ ابن ماجہ میں ہے۔ لیکن عالمگیری ص ۱۱۴ میں ہے کہ یہ پسندیدہ اور محبوب و مرغوب روزہ ہے۔ عالمگیری نے اس کو مرغوبات میں دکھلایا ہے۔ رغبت اس لیے ہے کہ یہ بھی ماہِ حرام سے ایک مہینہ ہے اور ماہِ حرام کے روزوں کی فضیلت میں اخبار آثار وارد ہیں۔ ابن ماجہ ہی میں ہے کہ آنحضرت صلی

اللہ علیہ وسلم نے راوی حدیث کو دُصِّمَ الشَّهْرَ الْحَدَامَ (فرما کر ماہِ حرام میں روزہ رکھنے کی ترغیب دی۔ رجب بھی ماہِ حرام میں داخل ہے تو اس کا بھی روزہ مستحب ہوا۔ ممانعت اس لیے فرمائی کہ اہل جاہلیت اس کی بہت تعظیم کیا کرتے تھے اور رکھنے میں اُس دن اور اس ماہ کی تعظیم ہوتی ہے لہذا تعظیم بالصوم سے منع فرمایا۔ اسی لیے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ یا مکتوں پر مار مار کر اس دن کے روزہ رکھنے والے لوگوں کو روکتے تھے مگر لطائف المعارف میں ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر اور حضرت حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہما کل ماہِ حرام کے تمام و کمال روزے رکھتے تھے۔ حضرت ابوقلابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رجب میں روزہ رکھنے والوں کے لیے خاص محل تیار ہو گا۔ لطائف میں ابن رجب حنبلی لکھتے ہیں کہ ابوقلابہ اکابر تابعین میں سے ہیں یہ اپنی طرف سے تو ایسی بات کہہ نہیں سکتے تو ضرور ان کو کوئی حدیث پہنچی جس کے سبب ماہِ رجب کے روزہ کی فضیلت بیان کی۔ ابن ماجہ کے حاشیہ انجام میں ہے کہ ہو سکتا ہے کہ پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہو اجازت بعد کی ہو بہیقی وغیرہ نے ماہِ رجب کے روزوں کی فضیلت بیان کی ہے۔ طبرانی میں بھی خاص ماہِ رجب کے روزہ کے فضائل لکھے ہیں جو آگے درج کیے جائیں گے معلوم ہوتا ہے کہ صحابہ اسی اجازت و فضیلت کے پیش نظر ماہِ رجب میں بکثرت روزے رکھتے تھے جیسا کہ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے شرح شمائل میں حدیث ذَلِكَ شَهْرٌ يُغْفَلُ النَّاسُ عَنْهُ بَيْنَ رَجَبٍ وَ رَمَضَانَ کے تحت فرمایا ہے کہ اس حدیث میں اشارہ ہے اس طرف کہ لوگ ماہِ رجب میں بکثرت روزہ رکھتے تھے۔ صرف شعبان کے روزے سے لوگ غافل تھے تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے عمل سے شعبان میں بھی روزے رکھنے مسنون فرما دیے خواہ میں ہے کہ جب کوئی مہینہ آنحضرت کے روزہ سے خالی نہیں رہا تو یہ بھی باقی مہینوں کی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روزہ سے کیسے خالی رہ سکتا ہے بلکہ حضرت عبداللہ ابن عمر سے حضرت عروہ بن زبیر نے پوچھا کہ کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رجب میں

روزہ رکھتے تھے تو تین مرتبہ صاف کہا جی ہاں اس مہینہ کو بھی روزہ سے شرف بخشے تھے لہذا اس ماہ کے روزہ منع نہیں ماہ حرام میں داخل ہونے کی وجہ سے بھی مستحب ہیں اور خصوصیت کے ساتھ اس کے فضائل میں نصوص بھی وارد ہیں۔

**سوال :-** اب براہ کرم ماہ رجب کے روزے کا ثواب اور ان کا ثواب بیان فرمائیے؟

**جواب :-** شرح عین العلم میں ہے رجب کے اول دن کا روزہ سال کے گناہوں کا کفارہ ہے اور دوسرے دن کا روزہ دو سال کا کفارہ تیسرے دن کے روزہ میں ایک سال کا کفارہ پھر ہر دن کا روزہ ایک مہینہ کے گناہوں کا کفارہ ہوتا ہے۔ طبرانی میں ہے کہ جس نے رجب کے ایک دن کا روزہ رکھا گویا اُس نے سال بھر کا روزہ رکھا اور جس نے سات دن کا روزہ رکھا اُس پر جہنم کے دروازے بند کر دیئے گئے جس نے آٹھ دن کے روزے رکھے اس کے لیے جنت کے آٹھوں دروازے کھول دیئے گئے جس نے ون دن کے روزے رکھے اللہ سے جو مانگے گا اللہ تعالیٰ اس کو عطا کرے گا جو پندرہ دن کے روزے رکھے گا آسمان سے ندا آئے گی کہ تیرے گزشتہ گناہ معاف کیے اب از سر نو عمل کر جو زیادہ روزہ رکھے گا خدا کی اس پر عطا و بخشش زیادہ ہوگی۔ (شرح عین العلم ص ۱۸۳)

**سوال :-** کیا رجب کے کسی خاص دن میں روزہ رکھنا بھی مستحب ہے؟

**جواب :-** جی ہاں جمعرات جمعہ اور ہفتہ میں۔۔۔۔۔ روزہ رکھنا مستحب ہے۔  
(عالمگیری ص ۲۱۴)

**سوال :-** کیا رجب کی ستائیسویں تاریخ کے روزہ کی بھی کوئی فضیلت ہے؟

**جواب :-** جی ہاں ستائیسویں تاریخ کا روزہ ساٹھ ماہ کے روزوں کے برابر فضیلت رکھتا ہے۔ (حیات الصائمین عن کنز العباد)۔

## ماہِ شَعْبَانَ

سوال :- شعبان اسلامی سال کا کون سا مہینہ ہے ؟

جواب :- ماہِ شَعْبَانَ اسلامی سال کا آٹھواں مہینہ ہے ۔

سوال :- اس ماہ کو شعبان کیوں کہتے ہیں اس کی فضیلت اور اس ماہ کے روزوں کے

بارہ میں بھی کچھ فرمائیے تاکہ اس ماہ کے متعلق بھی کچھ معلومات حاصل ہوں ؟

جواب :- حدیث میں آیا ہے (إِنَّمَا سُمِّيَ شَعْبَانٌ لِأَنَّهُ يَنْشَعِبُ فِيهِ خَيْرٌ

كثِيرٌ لِلصَّائِمِ فِيهِ حَتَّى يَدْخُلَ الْجَنَّةَ) (ماثبت بالسند) یعنی شعبان کو شعبان

ہی اس لیے کہا جاتا ہے کہ اس میں روزہ رکھنے والے کے لیے کثیر خیر و برکت پھیل

جاتی ہے حتیٰ کہ وہ جنت میں داخل ہو۔ شعبان کا مہینہ معروف اور مشہور ہے جو

رجب اور رمضان کے درمیان واقع ہے اس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کبیرت

روزے رکھا کرتے تھے۔ جب آپ سے اس کی وجہ دریافت کی گئی تو آپ نے

فرمایا :-

ذَٰكَ شَهْرٌ يَغْفَلُ النَّاسُ عَنْهُ

بَيْنَ رَجَبٍ وَ رَمَضَانَ وَهُوَ شَهْرٌ

تَرْفَعُ الْأَعْمَالُ فِيهِ إِلَىٰ رَبِّ

الْعَالَمِينَ عَزَّ وَجَلَّ فَأُحِبُّ أَنْ

يُزْفَعَ عَمَلِي وَ أَنَا صَائِمٌ (نسائی)

شعبان وہ رجب اور رمضان کے درمیان

کا مہینہ ہے کہ جس سے لوگ غافل ہو گئے

وہ ایسا مہینہ ہے کہ جس میں رب العالمین

کی طرف اعمال بلند ہوتے ہیں۔ مجھے یہ

پسند ہے کہ میرا عمل اس حال میں بلند ہو

کہ میں روزہ سے ہوں۔

شعبان کے روزوں کی فضیلت کا بیان

ہوا کہ ایک طرف تو اس سے پہلے رجب کا فضیلت

والا مہینہ گزرا دوسری طرف رمضان جیسا مقدس

مہینہ آ رہا ہے بیچ میں یہ غفلت کی نذر ہو گیا جب لوگوں کی توجہ اور التفات سے یہ

مہینہ رہ گیا تو حضور بے کس پناہ نے اس کو اپنا یا اور اپنا منظور نظر بنایا اور اپنی طرف نسبت دے کر فرمایا کہ شَعْبَانَ شَهْرِيْ يَعْنِي شَعْبَانَ مِيْرَا مِهِيْنَه هِيَ اِسَّ مِنْ مَعْلُوْم هُوَ اَنَّ اَوْقَاتِ غَفْلَتِ كُو عِبَادَتِ اُوْر ذِكْرِ اَلِهِيْ مِنْ زَنْدَه كَرْنَا حَضُوْر اَكْرَمِ صَلَّى اَللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كِي سُنَّتِ خَاصَه هِيَ - اِحْيَاءُ بَيْنِ الْعِشَاءِ بَيْنَ بَا زَارِ مِيْنِ ذِكْرِ اَلِهِيْ نَمَا زَه تَسْبِيْحِ غَافِلِيْنَ مِيْنِ ذِكْرِ يَه سَب مَسْنُوْنِ هُوْنَه حَتّٰى اَنَّ سُنَّتِ كُو تَرْكِ كَرُوْنَه كِي زَمَانَه غَفْلَتِ مِيْنِ اَكْرِ كِيْسِيْ نَه سُنَّتِ پَرِ عَمَلِ كِيَا تُو اِسَّ كُو سُو شَهِيْدُوْل كِي بَرَابَرِ ثَوَابِ مَلِيْ كَا دُو سَرِي رُو اِيْتِ مِيْنِ هِيَ كِه اَنْحَضْرَتِ صَلَّى اَللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَه فَرْمَا يَا كِه پچاس صحابہ كِي عَمَلِ كِي بَرَابَرِ ثَوَابِ مَلِيْ كَا - (لِلْعَامِلِ مِنْهُمْ اَجْرٌ خَمْسِيْنَ مِنْكُمْ اِنَّكُمْ تَجِدُوْنَ عَلٰى الْخَيْرِ اَعْدَاْنَا وَ لَا يَجِدُوْنَ) اُپ نَه صحابہ سَه فَرْمَا يَه اِسَّ لِيْ كِه تَمَّ كُو خَيْرِ پَرِ مَدُو كَارِ اُوْر اَعْوَانِ مَلْتَه مِيْنِ اُوْر اِن كُو مِيْنِ مَلِيْسِ كِي اِيْسَه وَ قَتِ مِيْنِ اَعْمَالِ خَيْرِ نَفْسِ پَرِ بَهْتِ شَاقِ اُوْر كِرَالِ هُوْتَه مِيْنِ اِسَّ لِيْ ثَوَابِ بَهِيْ زِيَادَه هِيَ پَسِ اِسَّ مَاهِ كِي رُو زُوْلِ كِي فَضِيْلَتِ بَه چِنْدِ وَ جُوْهَ ثَابِتِ هُوْنِيْ -

۱، غفلت کے وقت کار روزہ ہے جس میں ثواب زیادہ ہے۔  
۲، قربِ فرائض کی فضیلت حاصل ہے کیونکہ اس کے متصل رمضان کے فرض روزے ہیں۔

۳، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی متابعت ہے اس ماہ میں جتنے زیادہ روزے آپ رکھتے تھے کسی اور مہینہ میں اتنے نہ رکھے اس ماہ کو سکر کے کثرتِ صیام کا شرف حاصل ہے۔

۴، اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيْ رَجَبٍ وَ شَعْبَانَ اِسَّ مَاهِ كِي لِيْ دُعَا تَه بَرَكَتِ هِيَ - پَسِ اِسَّ مَاهِ كِي اَعْمَالِ خَيْرِ مِيْنِ بَرَكَتِ هِيَ مَجْمُوْلَه اُن كِي رُو زَه تَه مِيْ هِيَ -

۵، اس میں تعظیمِ رمضان ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا اِنِّي الصِّيَامُ اَفْضَلُ بَعْدَ رَمَضَانَ اِسَّ كِي جَوَابِ مِيْنِ فَرْمَا يَا قَالِ شَعْبَانَ تَعْظِيْمًا لِيْ رَمَضَانَ جَيَا كِه تَرْثِيْ كِي حَدِيْثِ مِيْنِ هِيَ -

(۶) رفعِ اعمال کا مہینہ ہے جس میں روزہ محبوب ہے۔ رفعِ اعمال کی مزید

بحث جمعرات کے بیان میں دیکھو۔

(۷) شرح شمائل میں ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا درج

کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

إِنَّ اللَّهَ يَكْتُبُ كُلَّ نَفْسٍ مِّمْتَةً  
تِلْكَ السَّنَةِ فَأَحَبُّ أَنْ يَأْتِيَنِي

بیشک اللہ تعالیٰ اس سال میں ہر مرتبہ  
متنفس کو لکھتا ہے تو میں یہ پسند کرتا ہوں  
کہ مجھے اجل اس حال میں آئے کہ میں روزہ لے

أَجَلِي وَأَنَا صَائِمٌ

(۸) پس ایک فضیلت یہ بھی ہے کہ اجل لکھی جا رہی ہو اس وقت روزہ کی بھوک و

پیس کا اثر ہوتا کہ مستحق رحم و کرم ہو رمضان کے روزوں کے لیے ذوقِ حلاوت اور  
لذت پیدا کرنے کے لیے بطور تمرین و مشق روزہ ہے۔

سوال :- براہِ کرم ماہِ شعبان کے کچھ مخصوص روزہ اور اس کے فضائل بھی بیان فرمائیں

جواب :- جس نے تین روز اول شعبان میں اور تین وسط اور تین آخر میں رکھے اس

کو بسترِ مغیبریل کے ثواب سے حصہ ملے گا اور گویا اس نے کابل ایک سال عبادت

کی اگر ان آیام میں مرا تو شہادت کا ثواب ملا (حیات الصائمین عن كثر العباد)

سوال :- کیا پندرہ تاریخ کا بھی روزہ ہے؟

جواب :- جی ہاں ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ

اور رات کے قیام کی مرغیب

و سلم نے ارشاد فرمایا:

جب پندرہویں شعبان کی رات آئے تو

اس رات میں قیام کرو اور اس کے دن میں

روزہ رکھو کیونکہ اس رات میں اللہ تعالیٰ

سورج چھپتے ہی آسمانِ دنیا کی طرف نزول

اجلال فرماتے ہیں اس سے لازم معنی مراد

ہیں (قرب اور سبلی) پھر فرماتے ہیں کہ سلو کوئی

إِذَا كَانَتْ لَيْلَةُ النِّصْفِ مِنْ

شَعْبَانَ فَقَوْمُوا لَيْلَهَا وَصُومُوا يَوْمَهَا

فَإِنَّ اللَّهَ تَعَالَى يَنْزِلُ فِيهَا لِقُورِبِ

الشَّمْسِ إِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا

فَيَقُولُ أَلَا مِنْ مُسْتَغْفِرِي فَاغْفِرْ لَهُ  
أَلَا مُسْتَرْزِقِي فَأَرْزُقْهُ أَلَا مُبْتَلَى

فَاعْفِئْهُ إِلَّا كَذَا إِلَّا كَذَا حَتَّى

مغفرت طلب کرنا والا ہے تو میں اس کی

مغفرت کر دوں کوئی رزق چاہنے والا ہے تو

اس کو روزی دوں کوئی اہل بلا عافیت چاہنے

والا ہے تو میں اسکو عافیت دوں کوئی اور کسی شے کے لیے طالب عطا ہو تو میں اس کو وہ

شے عطا کر دوں اس طرح طلوع فجر تک نذر رحمت بلند رہتی ہے۔

يَطَّلِعُ الْفَجْرُ

(باب قیام شہر رمضان مشکوٰۃ بحوالہ ابن ماجہ)

اس حدیث سے پندرہویں تاریخ کا روزہ رکھنا ثابت ہوا اور پندرہویں رات

کا قیام بھی ثابت ہوا پھر قَوْمُوا فِيهَا نَهَيْتُمْ فَرَمَايَا لَيْلٍ كَوَظَاهِرِ كَرَكِ قَوْمُوا لَيْلَهَا

فرمایا اس میں صَوْمُوا أَيَوْمَهَا کے ساتھ حُسْنِ مَقَابَلَةٍ میں اشارہ ہے جس طرح روزہ

کے لیے تمام دن درکار ہے اسی طرح اس قیام کے لیے بھی تمام رات مطلوب

ہے یعنی پندرہویں شعبان کا وہ اہتمام ہے کہ رات اور دن مکمل عبادت میں گزری

یعنی ہر حصہ شب میں عبادت ہو جس پر بھی لیل کا اطلاق ہو يَاللَّيْلِ وَاللَّيْلِ

وَسَطِ الشَّيْبِ مُرَادٌ هُوَ جَوْرَاتِ كَادِلٍ هُوَ۔ ابن حجر فرماتے ہیں کہ کوئی سا حصہ رات

بھی مراد ہو سکتا ہے کیونکہ لیل کا اطلاق ہر حصہ پر آتا ہے۔ لَمَّا ذَا بَعْضِ حَقِيقَةِ شَيْبِ

میں بھی نماز پڑھ لی تو قیام اللیل کا ثواب مل گیا۔ بہر حال یہ رات تجلیات الہی

رحمت کبریٰ اور مغفرت عامہ کی رات ہے یا الہی میں اس کو زندہ رکھنا

ثواب ہے آج کی رات کہتے ہی نام مردوں کی فہرست میں شامل کر دیئے

گئے ماثبت بالسنۃ میں ہے کہ پندرہویں شب کو صحائف ملک الموت کو مل

جاتے ہیں اور ان کو حکم ہوتا ہے کہ اس میں جن کے نام ہیں ان کی روحوں کو قبض

کر و تو ایک شخص باغ لگاتا ہے نکاح کرتا ہے مکان تعمیر کرتا ہے حال یہ ہے

کہ اس کا نام مردوں میں داخل ہو چکا ہے۔

سوال :- ضمناً پندرہویں شب کا ذکر کیا ہے تو

شب برات کی وجہ تسمیہ مناسب ہوگا کہ مزید فائدہ کے لیے یہ بھی بیان

فرمادیں کہ کیا اسی رات کو شب برات بھی کہتے ہیں۔ شب برات کی وجہ تسمیہ کیا ہے؟



جواب :- جی ہاں مرقات مکیا میں ہے کہ یہ ہی لیلۃ البرات یعنی شبِ برات ہے سال بھر تک کی موت رزق پیدائش حج وغیرہ کی تقسیم اسی شب میں ہوتی ہے مشکوٰۃ میں بحوالہ بیہقی یہ حدیث ہے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تم جانتی ہو کہ آج شعبان کی پندرہویں رات میں کیا ہے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس رات میں کیا ہے فرمایا اس رات میں اس سال کے تمام بچوں کی پیدائش اور اس سال کے مرنے والوں کے نام لکھے جاتے ہیں اعمال بلند ہوتے ہیں۔ رزق اترتے ہیں۔ اشعة اللمعات میں ہے کہ احادیث میں آیا ہے کہ لکھے جاتے ہیں اس میں موت رزق اور وہ حاجی جو اس سال حج کریں گے۔

سوال :- کیا اس رات میں آنحضرت صلی اللہ

پندرہویں شعبان کو شب میں  
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ  
کے قبرستان تشریف لے گئے

علیہ وسلم قبرستان تشریف لے گئے تھے؟

جواب :- جی ہاں حضرت عائشہ رضی اللہ

تعالیٰ عنہا کی باری کی رات تھی فرمایا میں

نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے

پاس نہیں دیکھا میں آپ کی تلاش میں نکلی تو میں نے آپ کو بقیع میں پایا اس

حال میں کہ آپ اللہ کے سامنے سجدہ ریز تھے اور اتنا لمبا سجدہ کیا کہ مجھے

یہ گمان ہو گیا کہ شاید حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہو گئی جب آپ

نے سلام پھیرا تو آپ نے میری جانب التفات کر کے فرمایا کیا تم اس امر سے

ڈرتی رہیں کہ اللہ اور رسول تم پر ظلم کرے گا یعنی تمہاری باری دوسری بیوی کو دے

دوں گا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا کہ بیشک میرا گمان تھا کہ آپ

کسی بیوی کے پاس تشریف لے گئے ہیں۔ یہ گمان ظلم کی صورت میں نہیں تھا بلکہ

وحی الہی آجانے پر یا اجتہاد رائے کی بنا پر ایسا کیا جانا ممکن سمجھا۔ بہر حال غیرت

نے حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تلاش میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو باہر نکالا پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی تسلی کے لیے اپنے باہر آنے کی وجہ بیان فرمائی کہ شعبان کی پندرہویں شب کو اللہ تعالیٰ آسمانِ دنیا کی طرف نزولِ اجلال فرماتا ہے۔

شعب برات اور بخشش کی کثرت | اَفِيْعْفِرُ لَا كُثْرَ مِنْ عَدَدِ شَعْرِ

بنی کلب کی بکریوں کے بالوں سے بھی کہیں زیادہ گناہ گاروں کی مغفرت فرماتا ہے تمام عرب میں سب سے زیادہ بکریاں قبیلہ بنی کلب کی مشہور تھیں ان بکریوں کے برابر بھی نہیں فرمایا بلکہ ان کے بالوں کی تعداد سے بھی زیادہ کثیر مخلوق کی مغفرت کیا جانا ظاہر فرمایا۔ سوچو! کس قدر عظیم وسیع رحمت آج کی رات نازل ہوتی ہے مگر افسوس ان چند بد نصیبوں پر جو آج کی رات بھی خدا کی رحمت اور مغفرت سے محروم رہیں جن کا ذکر مندرجہ ذیل ہے۔ حدیث میں ہے۔

پندرہویں شعبان کی شب کو انوارِ الہی طلوع کرتے ہیں پس اللہ اپنی سب خلق کی بخشش فرماتا ہے سوائے مشرک اور بعض رکھنے والے کے۔

اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی لَيَطَّلِعُ فِيْ لَيْلَةِ الْاِتِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ فَيَغْفِرُ لِجَمِيْعِ خَلْقِهِ اِلَّا الْمُشْرِكِ اَوْ مُشَاجِرًا  
(مشکوٰۃ بحوالہ ابن ماجہ)

اس حدیث میں صرف دو کا ذکر ہے مشرک اور کینہ ور کا۔ بعض روایات میں ان لوگوں کا اور ذکر ہے قاطع رحم۔ سبیل۔ قاتل۔ عاق۔ مدمن خمر۔ ساحر۔ کابن۔ عریف۔ جابی۔ بشرطی۔ زانیہ۔ صاحب کو بیہ یا غر طنبہ۔ ان لوگوں کی بخشش بھی نہیں ہوتی۔ آج کی رات سب پر اللہ تعالیٰ رحمت و مغفرت کے ساتھ نازل فرماتا ہے مگر مذکورہ بالا لوگوں پر کس قدر اللہ تعالیٰ کا قہر و غضب ہے کہ اس عموم رحمت سے ان کو نکال دیا گیا۔ اور محروم کر دیا گیا۔ (اشعۃ اللمعات) چاہیے کہ گریہ و زاری کر کے اللہ تعالیٰ سے معافی طلب کریں اور آئندہ کے لیے باز رہنے

کا عہد کریں۔ پس ان مانع مغفرت صفات سے توبہ ضروری ہے اور ہر  
 لیے لازم ہے کہ ذکر و قیام کے لیے فارغ ہو جائے اور سترِ محبوب، تفریحِ کرب  
 اور غفرانِ ذنوب کے لیے دعا کرے۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ  
 پانچ راتوں میں دعا قبول ہوتی ہے شب جمعہ عیدین کی رات۔ رجب کی اول  
 رات اور پندرہویں شعبان کی رات۔ ماثبت بالسنہ میں حضرت ابو موسیٰ رحمۃ  
 اللہ علیہ سے روایت ہے کہ شب قدر کے بعد افضل شب شبِ رات ہے۔

سوال :- قاطع رحم۔ سبل۔ قائل۔ عاق۔ مدنِ نمر۔  
 ساحر۔ کاہن۔ عریف۔ جابی۔ شرطی۔ زانیہ۔ صاحب  
 کوبہ یا غرطہ۔ براہِ کرم ان الفاظ کی ذرا تشریح بھی فرما

رشتہ کے قطع کرنے  
 والے کی بخشش نہیں

دیں تاکہ قبول توبہ اور مانع مغفرت صفات سے بچا جائے اور توبہ کی جائے؟  
 جواب :- ماثبت بالسنہ میں ان الفاظ کی کچھ تشریح ہے اور کچھ بیان لطائف  
 المعارف میں دونوں مستند کتابوں سے تشریح کی جاتی ہے۔

۱) قاطع رحم عزیزوں سے قطعیت کرنا ہے کو کہتے ہیں بخاری و مسلم کی حدیث میں  
 ہے (لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ قَاطِعٌ) عزیزوں سے قطعیت کرنے والا جنت میں داخل  
 نہیں ہوگا۔ پس رشتوں ناتوں کو توڑنے کا کٹنا بڑا گناہ ہے کہ جنت میں داخل نہیں  
 ہوگا کسی نے بہن کو چھوڑ رکھا ہے کسی نے ماں کو چھوڑ رکھا ہے کسی نے بھائی کو  
 توڑ رکھا ہے پس سچے دل سے توبہ کرے اور آئندہ عزیزوں سے حسن سلوک  
 کا عہد کرے تاکہ نزلِ رحمت کا مستحق ہو۔

حد سے زیادہ کپڑا لٹکانے والے کی بخشش نہیں

میں ہر چیز کی حد مقرر ہے کپڑے پہننے میں بھی حدود معین ہیں۔ حد سے زیادہ کپڑا بچے  
 کرنے کو اسبال کہتے ہیں یہ ناپسندیدہ ہے۔ ازار اور پا جامہ کے لیے آخری حد ٹخنہ ہے  
 ٹخنہ سے نیچا ازار یا پا جامہ ہوگا تو منع ہے۔ حدیث میں ہے:

تین شخص ایسے ہیں کہ قیامت کے روز اللہ  
تعالیٰ نے ان سے کلام فرمائے گا نہ نظر رحمت  
سے ان کو دیکھے گا نہ ان کو پاکی کریگا اور ان  
کو دردناک عذاب ہوگا وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ  
آپ نے تین دفعہ پڑھا تو ابو ذر نے عرض  
کیا وہ دردناک عذاب میں مبتلا ہونے  
والے خائب و خاسر انسان کون ہیں؟ فرمایا  
کیڑا لگانے والا احسان جمانے والا اور  
جھوٹی قسم کھا کر تجارت کو رواج دینے والا

ثَلَاثَةٌ لَا يُكَلِّمُهُمُ اللَّهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا  
يَنْظُرُ إِلَيْهِمْ وَلَا يُزَكِّيهِمْ وَلَهُمْ  
عَذَابٌ أَلِيمٌ فَقَالَ فَقَرَاءَهُ هَذَا رَسُولُ اللَّهِ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ  
قَالَ أَبُو ذَرٍّ خَابُوا وَخَسِرُوا وَمَنْ  
هُم يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ الْمُسْبِلُ  
وَالْمُنَانُ وَالْمُنْفِقُ سَلْعَةً بِالْخَلْفِ  
الْكَاذِبِ - (ماثبت بالسنة)

شرح مسلم میں امام نووی فرماتے ہیں کہ مسبل سے مراد ازار کو نیچا کرنے والا ہے  
دوسری حدیث میں یہ لفظ ہے کہ جس نے تکبر سے کیڑا کھینچا تو معلوم ہوا کہ اسبال  
کا عموم تکبر کی قید سے خاص ہے وعید کا مستحق وہی ہے جو تکبر سے اسبال کرے  
ایسے شخص کی طرف اللہ تعالیٰ نہیں دیکھے گا۔ اشعة اللغات میں ہے کہ یہ حرام  
اور مکروہ اسبال فقط ازار ہی کے ساتھ مخصوص نہیں ہے بلکہ قمیص اور عمامہ  
میں بھی اسبال ہوتا ہے ماثبت بالسنة میں ہے کہ اس مضمون کی تائید اس  
حدیث سے ہوتی ہے :

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسبال  
ازار اور قمیص اور عمامہ میں ہوتا ہے جس  
نے ازارہ تکبر کیڑے کو حد سے زیادہ نیچا  
کیا قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس پر  
نظر عنایت نہیں فرمائے گا۔

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ  
الْإِسْبَالُ فِي الْأَزَارِ وَالْقَمِيصِ وَالْعِمَامَةِ  
مَنْ جَسَّ شَيْئًا خِيَلًا لَمْ يَنْظُرْ  
اللَّهُ تَعَالَى إِلَيْهِ يَوْمَ  
الْقِيَامَةِ (ماثبت بالسنة)

پس آستین اور دامن کا قدر حاجت سے زیادہ دراز ہونا اسی طرح عمامہ کی  
شملہ کی درازی اور تعداد بھی زیادہ ہونا یہ سب اسبال میں داخل ہے قمیص کی درازی

نصف پنڈلی تک ہونا یہ عزیمت ہے اور ٹخنہ تک رخصت ہے۔ اس سے جو حصہ نیچا ہو وہ آگ میں ہے بخاری میں ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (أَسْفَلَ مِنْ الْكَعْبَيْنِ مِنَ الْأَذَارِ فِي النَّارِ) جو ٹخنہ سے نیچا ازار ہو گا وہ آگ میں یعنی قدم کا وہ حصہ جس پر یہ کپڑا ہو گا جہنم میں ہو گا قمیص اور قبا اور پٹھے کا بھی یہ حکم ہے کہ اس کا نصف ساق تک نیچا ہونا اولیٰ ہے اور ٹخنہ سے اوپر تک کوئی مضائقہ نہیں ابو داؤد اور ابن ماجہ کی حدیث میں ہے (لَا جُنَاحَ عَلَيْهِ فِيمَا بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْكَعْبَيْنِ مَا أَسْفَلَ مِنْ ذَلِكَ فِي النَّارِ) کہ نصف پنڈلی اور ٹخنوں کے درمیان تک نیچا ہونے میں کوئی مضائقہ نہیں۔ ٹخنہ سے جو نیچا ہو گا وہ جہنم میں ہے اشعۃ اللغات میں ہے (و حکم و امان قبا و پراہن نیز ہمیں است) آستین کی حد بند دست تک ہے بعض روایتوں میں انگلیوں کے سروں تک بھی ہے۔ عمامہ کے شملہ کی حد نصف پشت تک ہے اس سے زیادہ اسبال ہے آستین کی چوڑائی ایک بالشت تک ہے عورتوں کے لیے بھی اسبال حرام ہے مگر مردوں سے بقدر ایک بالشت یا ایک ہاتھ کپڑا زیادہ نیچا کرنا مستحب ہے بلحاظ ستر اور پردہ۔ اگر عورت کے قدم پر ٹخنے تک ازار یا پاجامہ آجائے تو حرام نہیں بلکہ مستحب ہے بوجہ پردہ اور ستر۔ ہاں مردوں کے لیے انگریزی طرز کی تپلون پاجامہ جو جو تلوں پر سے گزرتے ہوئے نیچے زمین تک گھسٹتے ہوئے چلتے ہیں اگر ازارہ تکبر ہے تو حرام اور مکروہ ہے اور مانع مغفرت ہے۔ اور اگر صرف عادت کی بنا پر ہے تو بھی کراہت سے خالی نہیں ایسے نیچے پاجامے یا پنجابی طرز کے تہبند باندھنے سے بچنا چاہیے جو نیچے زمین تک پہنچیں لازم ہے کہ آج کی شب اس گناہ سے توبہ کرے۔

(۳) قاتل | یعنی ناحق قتل کرنے والا۔ اگر قتل مسلم پر اہل ایمان اور اہل زمین سب کے سب جمع ہو جائیں تو بھی اللہ تعالیٰ ان سب کو جمع کر کے دوزخ میں ڈالے گا اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے (وَمَنْ يَقْتُلْ مُؤْمِنًا مُتَعَمِّدًا فَجَزَاؤُهُ جَهَنَّمُ خَالِدًا فِيهَا) جس نے مومن کو قصداً قتل کیا اس کی سزا ہمیشہ جہنم میں رہنا ہے لازم

ہے کہ آج کی شب سچے دل سے اس گناہِ عظیم سے توبہ کرے۔

**عاق کی بخشش نہیں** | (۴) عاق - ماں باپ کے نافرمان اور ایذا دینے والے کو کہتے ہیں (بر) ماں باپ کے ساتھ نیکی کرنے کو کہتے

ہیں اور (عقوق) بر کی ضد ہے ماں باپ کے ساتھ بُرائی سے پیش آنے اور ایذا دینے والے کو کہتے ہیں یہ بہت بڑا گناہ ہے۔ ماں باپ کے ساتھ بُرائی کرنے والا خدا کے نزدیک عاق ہے اور جنت سے محروم حدیثِ لسانی میں ہے لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مَنْانٌ وَلَا عَاقٌ وَلَا مُذْمِنٌ خَيْرٌ يَعْنِي احسان کر کے احسان جتانے والا اور عاق یعنی ماں باپ کا موذی اور شراب کا عادی جنت میں داخل نہیں ہوگا پس ماں باپ کے ساتھ احسان یعنی نیکی کرنا تقرب الی اللہ کا افضل ذریعہ ہے اور ان کے ساتھ کالمِ کلو قح مار پیٹ اور نافرمانی اور ہر طرح کی تکلیف اور ایذا دینے کا وہ گناہِ عظیم ہے کہ اس کے سبب آج کی شب مغفرت اور اللہ تعالیٰ کی وسیع رحمت سے محروم ہے اور جنت کا داخلہ بند۔

عاق کے ایک معنی شرعی ہیں اور وہ یہ ہیں کہ جس نے ماں باپ کو تکلیف اور ایذا دی یہ موذی اللہ تعالیٰ کے نزدیک عاق ہو گیا خواہ ماں باپ چاہیں یا نہ چاہیں اور خدا کے قہر و غضب کا مستحق ہے اور ایک معنی عرفی ہیں یعنی لوگوں میں معروف و مشہور ہیں کہ ماں باپ کہتے ہیں کہ ہم نے اپنے بیٹے کو عاق کیا یعنی اس کو محروم الایرث کیا یہ کوئی چیز نہیں باپ کے کہنے سے محروم الایرث نہیں ہوگا مگر ہاں سخت ایذا قلبی پہنچنے کی دلیل ہے اکثر جب ہی یہ کلمات زبان سے نکلتے ہیں جس وقت تکلیف پہنچتی ہے۔ ماں باپ کو اُف تک کرنے کا حکم نہیں چاہیے سخت ایذا پہنچانا عظیم گناہ ہے سچے دل سے توبہ کر کے ماں باپ کو راضی کر کے خدا کو راضی کر دو اور آج کی شب رحمتوں اور برکتوں سے مالا مال ہو۔

(۵) **مذمّن الخمر** ہمیشہ شراب میں مجبور رہنے والے کو کہتے ہیں یہ عادت بھی مانع مغفرت ہے تو بہ کرو ورنہ آج بخشش نہیں۔

**جو شراب پینے کا عادی ہے اس کی بخشش نہیں!**

(۶) **ساحر** جادو کرنے والے کو کہتے ہیں کچھ لوگ جادو کرنے اور کرانے میں اس قدر بلیا ک ہیں کہ

**جادو گر کی بخشش نہیں**

ذرا برابر خدا کا خوف نہیں رہا جہاں کسی سے عداوت ہوئی بقصد ان پہونچانے کے لیے ایسے لوگوں کو تلاش کرتے ہیں جو جادو کریں مگر بفضلہ کلام الہی میں وہ تاثیر ہے کہ جادو بے اثر ہو جاتا ہے بہر حال جادو وہ گناہ عظیم ہے کہ مانع مغفرت ہے سچے دل سے توبہ کر کے آج کی رات رحمت اور مغفرت سے حصہ وافر حاصل کرنے کی کوشش کرو۔

(۷) **کاہن**۔ جھوٹی غیب کی خبر بتلانے والے کو کہتے ہیں۔

**کاہن کی بخشش نہیں**

(۸) **عرفیت**۔ یہ بھی کاہن کی ایک قسم ہے جو چوری اور گم ہوتی شے کو جہاں غیب بتلاتے ہیں کہ فلاں نے چرائی ہے۔ جس سے گھر گھر میں بدگمانیاں پھیل کر عداوتیں قائم ہو جاتی ہیں جیسا کہ آج کل ریل اور فالنامہ والوں نے پیشہ اختیار کر رکھا ہے عورتیں آتی ہیں دریافت کرتی ہیں کہ میرا زیور جہاں رہا کس نے لیا ہے فالنامہ والے نے جھٹ فالنامہ کھول کر گھر میں کسی کا نشان بتلا دیا پس ایک بدگمانی کی جبر قائم کر دی **إِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ إِثْمٌ** ایسی بدگمانیوں ہی کے متعلق فرمایا گیا ہے ایسے کام سے توبہ کریں یہ مانع مغفرت ہے اور گناہ سے پسیہ کمانا ناجائز ہے۔

(۹) **جابی مالگذار** جو حرام مال جمع کرے امام نودی فرماتے ہیں **وَهُوَ اسْتِخْدَاجُ الْمَالِ مِنْ مَّظَالِمِهَا** وہ ہر گمان

**جابی کی بخشش نہیں**

کی جگہ سے مال نکالنے والا ہے تو اس معنی میں طرح طرح کے طریقے ایجاد کر کے قانون بنا کر مخلوق الہی کو پریشان کرنے اور ان سے روپیہ ہٹانے والے بھی اس میں داخل

ہوں گے۔ آج کی رات سچے دل سے توبہ کریں اور ایسے آئین و قوانین بنائیں کہ جن سے مخلوق خدا کو آرام و راحت پہنچے۔ تاکہ مغفرت اور آخرت کی راحت و آرام کا سبب ہو۔

(۱۰) شرطی۔ پولس کے سپاہی کہتے ہیں مگر یہاں ظالموں کے نائب اور

**ظالموں کے مددگار کی بخشش نہیں**

اعوان مددگار سے مراد ہے جو چوکیدار اور محافظ ہوتے ہوئے چوروں کی بہت افزائی کر کے چوری کرائیں ڈاکے ڈالوائیں اور ظالموں کی مدد کریں آج سب سچے دل سے اس عظیم گناہ سے توبہ کریں ورنہ یہ قبول توبہ اور مغفرت سے مانع ہے۔

(۱۱) زانیہ عورت جو گناہوں کی جڑ اور اصل بنی ہوتی ہے اس شب

میں اس کی مغفرت نہیں۔ محرک زنا عورت ہے کیونکہ عورت کا حسن و

جمال ظاہر کرنا ہی اصلی سبب زنا کا ہے چاہیے کہ اس سے توبہ کرے تاکہ

سینکڑوں مرد بھی تائب ہو جائیں اور چکلہ میں جانا چھوڑ دیں زنا غضبِ الہی کا سبب

ہے اللہ تعالیٰ کے بندوں اور بندوں کے ساتھ خیانت ہے خدا بخیر ہے اس کی

غیرت سے ڈرو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دکھلایا گیا کہ آگ کے بھڑکتے ہوئے

شعلوں کے ساتھ ننگے مرد شکی عورتیں بلند ہو کر اوپر آتے ہیں پھر نیچے چلے جاتے

ہیں معلوم ہوا کہ زانی مرد اور زانیہ عورتیں ہیں جن پر یہ عذاب ہو رہا ہے۔

(۱۲) مشاھن۔ کینہ اور بغض رکھنے والے کو

**اہل کینہ اور بغض کی بخشش نہیں**

کہتے ہیں۔ بغض مانع مغفرت ہے دیکھو

صحیح مسلم کی حدیث میں ہے کہ پیر اور جمہرات کو ابوابِ جنت کھلتے ہیں ہر ایک

کی بخشش ہوتی ہے مگر مشرک اور اس شخص کی نہیں ہوتی ہے جو اپنے بھائی سے

عداوت اور بغض رکھے یہاں تک کہ صلح کر لیں امام اوزاعی رحمۃ اللہ فرماتے ہیں

کہ اس سے صحابہ کرام کا بھی بغض دل میں رکھنا مراد ہے بغض کہتے ہیں کہ اس سے

وہ فرقہ مراد ہے کہ جو اپنے خلاف تمام مسلمانوں کو مشرک اور کافر کہتا ہے۔ اور

سلف صالحین سے بغض رکھتے ہیں۔ اسی میں وہ بغض بھی داخل ہے جو بے دینوں کو



دین اور اہل دین اور علماء و صوفیاء سے بغض ہوتا ہے امانت آمیز کلمات مٹاؤ وغیرہ  
 لقب سے یاد کرتے ہیں اور صلحاء سے نفرت رکھتے ہیں۔ اسی طرح بعض مغرور امراء  
 غریبوں سے بغض رکھتے ہیں اہل پیشہ اہل پیشہ سے کینہ اور بغض رکھتے ہیں غرضکہ عوام  
 ہوں یا خواص سب سے بغض و عداوت رکھنا مانع مغفرت ہے۔ خواص امانت  
 کے ساتھ بغض رکھنا اور بھی زیادہ تباہی اور ہلاکت کا باعث ہے حدیث میں ہے۔  
 مَنْ عَادَى لِيُؤَلِّيَا فَقَدْ آذَنَتْهُ بِالْحُدُوبِ اُولَى سے عداوت اور لڑائی جھگڑا رکھنا  
 اللہ سے لڑائی ہے۔ لڑائی میں جان و مال کا نقصان ہے تو اس حرب اور لڑائی میں  
 ایمان کا نقصان ہے طبقات الکبریٰ للشعرانی میں ہے کہ بغض کے لیے اولیاء  
 کا علم ظاہر بغض کے لیے ان کے اسباب کی پابندی بغض کے لیے ان کی ظاہری  
 وجاہت و خوشحالی حجاب بن جاتا ہے اور سب سے بڑا حجاب مماثلہ مشکلتہ ہے  
 جیسا کہ کفار نے انبیاء کے لیے کہا تھا (اَبَشْرًا مِمَّا وَاٰحِدًا اَتَّبِعْتُمْ) کیا ہم  
 اپنے جیسے بشر کی پیروی کریں گے چنانچہ منافرت کے اسباب میں سے ایک سبب  
 بغض کے لیے معاشرت بھی ہے معاصرین میں زیادہ انکار ہوتا ہے حکمت الہی بھی  
 اسی کی مقتضی ہے کہ کسی ایک کے اعتقاد پر سب خلقت جمع نہیں ہوتی اگر ایسا ہوتا تو  
 اولیاء سے صبر کا اجر فوت ہو جاتا۔ عناد پسند لوگوں کے عناد کا تو یہ عالم ہے کہ اگر  
 کسی نام نہاد مولوی بزرگ صورت سے کوئی عیب ظاہر ہو جائے تو بس اب تمام  
 مولویوں اور علماء کو بڑا کناشہ شروع کر دیں گے حالانکہ ایک کی بُرائی سب کے لیے  
 مورد الزام کیسے ہو سکتی ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (لَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرَىٰ)  
 کہ ایک کی بُرائی اور گناہ سے سب کو الزام کیسے دیا جاسکتا ہے ارادت و محبت  
 یہ نشانِ سعادت ہے اور نزولِ رحمت کا باعث۔ تمام کینوں عنادوں اور بغضوں  
 سے سینہ کو محفوظ رکھنا اسی کو سلامت صدر کہتے ہیں یہ اعمال میں سب سے افضل  
 عمل ہے صالحین نے اللہ تعالیٰ سے اس فضلِ عمل کو طلب کیا ہے اور دعا کی ہے۔  
 جیسا کہ قرآن میں ہے (وَلَا تَجْعَلْ فِي قُلُوبِنَا غِلًّا لِلَّذِينَ آمَنُوا) الہی ایمان والوں

کے کینہ سے ہمارے دلوں کو محفوظ رکھ۔ بعض سلف صالحین کا کہنا ہے کہ کوئی انسان فقط کثرتِ نماز اور روزے کے سبب اعلیٰ مقام پر نہیں پہنچا جو بھی پہنچا سلامت صدر سخاوتِ نفس امت کی خیر خواہی کے سبب پہنچا۔ حسد و بغض میں تخریبی رجحانات زیادہ پیدا ہو جاتے ہیں کسی کو اپنے سے بلند دیکھا تو بجائے اس کے رشک میں بلند سے بلند ہونے کی کوشش کریں اُس میں عیوب نکال کر گرانے کی کوشش کریں گے۔ تخریبی حسد کی بجائے تعمیری رشک کا جذبہ پیدا کرنا چاہیے تاکہ کامل سے اکمل اور حسین سے حسین تر ہوتے چلے جائیں تاکہ کمال کا حسن و جمال عالم میں زیادہ پھیلے لازم ہے کہ آج کی رات کینہ اور بغض سے توبہ کر کے خدا کی رحمت کے مستحق بنیں۔

کی بھی آج شب کو مغفرت نہیں۔ کوہِ نردو یعنی

(۱۴) صاحبِ کوہِ وعربہ

چوسر وغیرہ کھیل کو کہتے ہیں۔ ابن ماجہ میں ہے

(مَنْ لَعِبَ بِالنَّرْدِ فَقَدْ عَصَى اللَّهَ وَرَسُولَهُ) کہ جس نے نرد کا کھیل کھیلا اُس نے اللہ رسول کی نافرمانی کی دوسری حدیث میں ہے (مَنْ لَعِبَ بِالنَّرْدِ سَبَّيْنِوْ فَاَنْتَمَا نَمَسَ يَدَهُ فِى لَحْمِ خَنْزِيرٍ وَدَمِهِ) (ابن ماجہ ص ۲۶۵) یعنی جو نرد شیر کھیلا گویا اُس نے اپنے ہاتھ سور کے گوشت اور خون میں ڈبوئے پس چوسر تاش وغیرہ کھیل میں اپنا وقت ضائع کرنے والے اپنے اس مشغلہ کو دیکھیں اور توبہ کریں کہ آج مغفرت نہیں۔ کوہِ کے معنی طبلہ کے بھی ہیں اور عربہ کے معنی عود یعنی اکڑی کے ہیں جیسا کہ ثابت بالسنہ میں ہے تو اس کے معنی یہ ہوتے کہ طبلہ سازگی سے مشغلہ رکھنے والوں کی بھی بخشش نہیں اس کام کو بھی سچے دل سے چھوڑیں اور آج توبہ کریں ورنہ یہ کام بھی قبول توبہ اور مغفرت سے مانع ہے۔ کم از کم اس رات تو اتنی سی توبہ کر کے اللہ کی رحمت کا منظر ہونا چاہیے۔

ظلم سے محصول لینے والے کو کہتے ہیں اس سے بھی آج کی رات

(۱۵) عشار

توبہ کرنی چاہیے۔

(۱۶) شاعر | شعر کہنے والے کو کہتے ہیں اس سے مراد وہ شاعر ہے جو غمش گو اور حیا سوز اشعار لکھ کر مخلوق کو بے حیا بنانے والے ہوں۔ آنحضرت

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان کا پیٹ اگر لہو و پیپ سے بھر جاتا تو اس سے بہتر ہے کہ ایسے اشعار سے معمور ہوں ایسی شعر و شاعری سے خدا ناراض ہے اس قسم کے مخرب اخلاق شعرا آج کی رحمت و مغفرت سے محروم ہیں وہ شعرا جو حمد الہی و نعت مصطفیٰ اور دین و قوم کی خدمت کرنے والے ہیں وہ مستحق صد مبارکباد ہیں۔ حضرت حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دیگر شعرا اسلام ان شعرا کے لیے مشعلِ راہ ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کا کلام سنتے تھے اور خدا سے ان کی تائید و نصرت کے لیے مدد مانگتے تھے یہاں تک اسی لیے مضمون کو طویل کیا گیا ہے تاکہ وہ اوصاف جو قبولِ توبہ اور مغفرت سے مانع ہیں وہ معلوم ہو جائیں تو بندگانِ خدا ان سے تائب ہو کر آج کی رحمت بھری رات کی برکتوں سے مالا مال ہوں نہ معلوم آئندہ سال تک حیات و فاکرے یا نہ کرے۔ پندرہویں شعبان کی رات آخری رات سمجھ کر تمام گناہوں سے توبہ استغفار کر کے ذکر الہی اور قیام اللیل میں گزاریں۔

سوال :- مختصر طور پر فرمادیں سب کو کیا کرنا ہے؟  
جواب :- کل دن میں روزہ رکھنا ہے اور

شعبان کی پندرہویں شب کو  
کیا کیا اعمال مستنون ہیں

آج شب کو یہ کام کرنے ہیں جو مندرجہ ذیل ہیں :

(۱) ہو سکے تو قبرستان جا کر مومنین مومنات اور شہدا کے لیے دعائے مغفرت کرنا کہ یہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے فعل سے ثابت ہے (ما ثبت بالسنة)  
(۲) خدائے تعالیٰ سے گناہوں کی مغفرت اور اپنی حاجات کے لیے دعا کرنا بہتر ہے کہ اسْتَغْفِرَ اللَّهُ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ وَأَتُوبُ إِلَيْهِ۔ پڑھے اور اَمِّ الْحَيِّ الْقَيُّومِ کے توسل سے اپنے مردہ دلوں کے زندہ ہونے کی دعا کرے یا یہ پڑھے رَبِّ اغْفِرْ لِي وَرَبِّ الْعَالَمِينَ أَنْتَ الْغَفُورُ

آخر وقت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس استغفار کو بکثرت پڑھتے تھے۔  
 (۳) مطابق فرمان نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم قَوْمُوا لَيْلَهَا قِيَامُ اللَّيْلِ كِفْضِيَّةً  
 حاصل کرنا یعنی عشاء اور فجر کو جماعت سے نماز پڑھے اور اس رات کچھ نوافل بھی  
 ادا کرے تفسیر کبیر ص ۲۶۶ اور غنیۃ الطالبین میں سور کعت بعد الحمد دس دن بارقل  
 ہو اللہ کے ساتھ پڑھنا لکھا ہے مگر مختصر وہ نماز ہے جس کو جو اہر خمسہ میں لکھا  
 ہے کہ بارہ رکعت تہجد کی سورہ فاتحہ کے بعد پچاس پچاس قل ہو اللہ شریف کے  
 ساتھ ادا کرے انشاء اللہ قیام اللیل کی فضیلت حاصل ہو جائیگی بہتر یہ ہے کہ  
 دو رکعت کے بعد یہ بھی دعا پڑھے۔

اللہی تو میرے ظاہر و باطن کو جانتا ہے پس  
 میری معذرت کو قبول فرما اور تو میری حاجت  
 کو جانتا ہے پس میں جو تجھ سے طلب کرتا ہوں  
 عطا فرما اور جو میرے نفس کے اندر ہے  
 اس کو تو جانتا ہے پس مغفرت کر میں تجھ سے  
 دعا کرتا ہوں ایسے ایمان کا جو میرے قلب سے  
 متصل ہے اور ایسا سچا یقین طلب کرتا ہوں

اللَّهُمَّ أَنْتَ تَعْلَمُ سِرِّي وَعَلَانِيَتِي  
 فَأَقْبَلْ مَعْذِرَتِي وَتَعْلَمْ حَاجَتِي  
 فَأَعْطِنِي سُؤْلِي وَتَعْلَمْ مَا فِي نَفْسِي  
 فَأَغْفِرْ لِي ذُنُوبِي أَسْأَلُكَ إِيْمَانًا  
 يُبَاطِنُ قَلْبِي وَيَقِينًا صَادِقًا حَتَّى أَعْلَمَ  
 أَنَّكَ لَا يُصِيبُنِي إِلَّا مَا كُنْتُ لِحَقِّهِ  
 وَأَرْضِنِي بِقَضَائِكَ ه

(ما ثبت بالنسب ص ۲۱۶)

کہ یہ حقیقت روشن ہو جائے کہ مجھ تک  
 وہی چیز پہنچے گی جو تو نے میرے لیے لکھ دی ہے اور مجھ کو راضی کرے اپنے فیصلہ  
 اگر مکہ مکرمہ میں ہو تو سبحان اللہ بعد طواف مقام ابراہیم پر دو رکعت پڑھ کر  
 یہ مانگے ورنہ جہاں کہیں ہو شبِ برات میں دو رکعت پڑھ کر یہ دعا مانگے ما ثبت  
 بالنسب میں ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام جب زمین پر اترے تو طواف کے  
 بعد مقام ابراہیم کے پیچھے مذکورہ بالا دو رکعت پڑھ کر یہ دعا کی تو اللہ تعالیٰ نے  
 فرمایا کہ اے آدم تم نے وہ دعا کی ہے کہ اس کی وجہ سے ہم نے تمہاری دعا قبول  
 کی اور تمہاری مغفرت فرمائی اور تمہاری ذریت میں سے تمہارے بعد جو کوئی یہ دعا

مانجے گا مغفرت کے ساتھ اُس کے غم کو دور کروں گا اور ہر تاجر کی تجارت سے  
اُس کی تجارت کو زیادہ کروں گا اور اُس کے پاس دُنیا ناک رگڑتی ہوئی آتے گی۔  
(۱۴) بہتر یہ ہے کہ نوافل کے اندر سجدہ میں سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَلِيِّ الْعَلِيِّ  
ذیل دعا پڑھے :-

میرے خیال میرے دل نے سجدہ کیا  
میرا دل تجھ پر ایمان لایا یہ میرا ہاتھ ہے  
اور وہ گناہ ہیں جو میں نے اس ہاتھ کے  
ذریعہ اپنے نفس پر کیے۔ اے عظمت والے  
امید کی جاتی ہے ہر عظیم شے کی پس میرے  
عظیم گناہ کی مغفرت فرما سجدہ کیا میرے  
چہرے نے اُس ذات کو جس نے اس

سَجَدَ لَكَ خِيَالِي وَسَوَادِي  
وَ اَمَنَ بِكَ فُؤَادِي فَهَذِهِ يَدِي  
وَمَا جَنَيْتُ بِهَا عَلَى نَفْسِي يَا عَظِيمُ  
يُرْجَى بِكُلِّ عَظِيمٍ اِغْفِرِ الذَّنْبَ  
الْعَظِيمَ سَجَدَ وَجْهِي لِلَّذِي  
خَلَقَهُ وَصَوَّرَهُ وَشَقَّ سَمْعَهُ  
وَبَصَرَهُ ه

کو پیدا کیا اور جس نے اس کو شکل و صورت و سماعت و بصارت عطا کی۔

## پھر دوسرے سجدہ میں پڑھے

میں پناہ مانگتا ہوں تیرے غصہ سے تیری رضا  
کے ساتھ اور پناہ مانگتا ہوں میں تیرے عذاب  
سے تیری معافی کے ذریعہ اور پناہ مانگتا ہوں  
میں تجھ سے تیرے ہی ذریعہ تو ایسا ہی ہے جیسا  
کہ تو نے اپنی ذات کی تعریف کی میں اس طرح کہتا  
ہوں جس طرح میرے بھائی داؤد نے

اَعُوذُ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ وَ  
اَعُوذُ بِعَفْوِكَ مِنْ عِقَابِكَ وَ  
اَعُوذُ بِكَ مِنْكَ اَنْتَ لَمَّا اَثْنَيْتَ  
عَلَى نَفْسِكَ اَقُولُ لَمَّا قَالَ اَخِي  
دَاوُدُ وَجِئْتَنِي فِي التَّرَابِ لِسَيْدِي  
وَ حَقُّ لَهٗ اَنْ يُسْجَدَ ه

(ماثبت بالسند)

کہا کہ میں اپنا چہرہ اپنے مولیٰ کے واسطے  
خاک آلود کرتا ہوں اور سزاوار ہے وہ کہ اس کے لیے (ایسا ہی) سجدہ کیا جائے۔

(۱۵) اس رات میں یہ دعا بھی پڑھے :-

اللَّهُمَّ إِنَّكَ عَفُوكَ كَرِيمٌ تُحِبُّ الْعَفْوَ  
فَاعْفُ عَنِّي اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ الْعَفْوَ  
وَالْعَافِيَةَ وَالْمُعَافَاةَ الدَّائِمَةَ فِي  
الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ .

الہی تو بہت زیادہ معاف کرنے والا  
ہے کریم ہے معافی کو پسند کرتا ہے مجھ کو  
بھی معافی دے الہی میں تجھ سے عفو اور  
عافیت اور دنیا و آخرت میں دائمی معافی  
کا خواستگور ہوں۔

ابو الحسن بکری فرماتے ہیں کہ اس شب کی دُعاؤں میں بہتر وہ مذکورہ بالا دعا ہے  
جو شب قدر میں پڑھی جاتی ہے اور لیلیۃ القدر کے بعد افضل رات یہی ہے لہذا  
اس میں بھی وہی دعا بہتر ہے۔ (ماثبت بالسنہ)

(۱۶) اس رات میں حضرت عمر اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضوان اللہ تعالیٰ  
علیہم اجمعین یہ دعا پڑھتے تھے۔

اللَّهُمَّ إِنْ كُنْتَ كَتَبْتَنَا شَقِيَاءَ فَامْحُ  
وَاكْتِنَا سَعْدَاءَ إِنْ كُنْتَ كَتَبْتَنَا  
سُعْدَاءَ فَامْتِنْنَا فَإِنَّكَ تَمَحُّوَمَا  
تَشَاءُ وَتَتَّبِعُ وَعِنْدَكَ أُمُّ  
الْكِتَابِ (مرقات ص ۱۶)

اے اللہ اگر آپ نے ہم شقیوں میں لکھا ہے تو  
اس شقاوت کو مٹا دے اور اگر ہم کو سعید لکھا ہے  
تو اس سعادت پر قائم رکھیے بیشک جس کو آپ  
چاہیں محو اور ثبات کر سکتے ہیں آپ کے  
پاس ام الكتاب ہے۔

سوال :- براہِ کرم یہ نعمت اور حل کرویں کہ آجالِ ارزق اور جملہ حکیمانہ احکام کی تقسیم اور  
نزولِ قرآن لیلہ مبارکہ میں ثابت ہوتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: اِنَّا  
انزلناه فِي لَيْلَةِ مَبَارَكَةٍ اِنَّا كُنَّا مُنذِرِينَ فِيهَا يُفْرَقُ كُلُّ اَمْرٍ حَكِيمًا اَمْرًا  
مِنْ عِنْدِنَا۔ جمہور اس طرف ہیں کہ وہ لیلہ مبارکہ شب قدر ہے کیونکہ اس میں قرآن  
کے نزول کی خبر ہے یہ صفت شب قدر کی ہے جیسا کہ سورہ اِنَّا انزلنا میں ہے اِنَّا  
انزلناه فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ اور اسی شب میں تفریق اور تقسیم کا کام بھی بتلایا گیا تو اب  
یہ ثابت ہوا کہ شب قدر ہی میں ارزاق اور آجال کی تقسیم ہوتی ہے نہ کہ شبِ برات  
میں اور حدیثِ بالا سے ثابت ہوا کہ شبِ برات میں ہوتی ہے لہذا دونوں

کے درمیان تطبیق کیا ہے بیان فرمائیں؟  
 جواب :- ثابت بات یہ ہے کہ اس کی تطبیق اس طرح بیان کی گئی ہے کہ کتابت  
 کا کام نصف شعبان کی رات سے شروع ہوتا ہے اور لیلة القدر میں تقسیم اور تفریق  
 کا کام مکمل ہو جاتا ہے۔ مرقات میں ہے کہ دونوں راتوں کی شرف اور بزرگی  
 کے سبب ممکن ہے فرق اور تقسیم کا کام دونوں راتوں میں ہوتا ہو۔ ہو سکتا ہے کہ  
 ایک میں تفصیلی ہو، دوسرے میں اجمالی ہو یا ایک رات امور دنیوی کے ساتھ خاص  
 ہو اور دوسری رات امور دینی کے ساتھ مخصوص ہو فرست مختلف ہوں۔

سوال :- ایک خدشہ اور باقی رہ گیا براہ کرم اس کا بھی مختصر سا جواب مرحمت فرمائیں  
 کہ متعدد احادیث میں مذکور ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا سال  
 کے اندر کوئی مرنے والا نہیں ہوتا مگر اس کی موت شعبان میں لکھی جاتی ہے فَاجَبْتُ  
 أَنْ يُكْتَبَ أَجَلِي وَأَنَا فِي عِبَادَةِ رَبِّي وَعَمَلٍ صَالِحٍ پس مجھ کو محبوب ہے کہ  
 میری اجل اس حال میں لکھی جائے کہ میں رب کی عبادت اور عمل صالح میں ہوں دوسری  
 حدیث میں (فَأَحَبُّ أَنْ لَا يُنْسَخَ إِسْمِي إِلَّا وَأَنَا صَائِمٌ) مجھے یہ پسند ہے کہ میرا  
 نام نہ لکھا جائے مگر اس حال میں کہ روزہ سے ہوں۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ روزہ  
 تو دن میں ہوتا ہے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ کتابت رات  
 کو ہوتی ہے رات محل روزہ نہیں دن میں روزہ ہے تو محل کتابت نہیں تو پھر یہ  
 کیسے صادق آتا ہے کہ میں اس لیے روزہ رکھتا ہوں کہ اجل کی کتابت بحالت روزہ ہو؟  
 جواب :- ثابت بات یہ ہے کہ حضرت شیخ عبدالحق محدث رحمۃ اللہ علیہ اس کا جواب  
 یوں تحریر فرماتے ہیں کہ ممکن ہے کتابت دن میں ہوتی ہو اور شب کو صحیفے فرشتوں  
 کو پیش کیے جاتے ہوں جیسا کہ حدیث میں آیا بھی ہے کہ شب کو صحیفے ملائکہ کو دیتے  
 جاتے ہیں ان کو حکم ملتا ہے کہ اس میں جن کے نام ہوں ان کی روح قبض کر دے یہ بھی  
 احتمال ہو سکتا ہے کہ اس سے مراد روزہ کی بھوک پیاس کا اثر یعنی ضعف ہو جو  
 کتابت اجل کے وقت نزول رحمت کا باعث ہو۔

سوال :- کیا شعبان کے نصف آخر میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے روزہ رکھنے سے منع فرمایا ہے ؟

جواب :- جی ہاں اگر ضعف لاحق ہو تو منع ہے ورنہ اجازت ہے۔ یہ بھی شفقت کی بنا پر ہے۔ (مواہب ص ۱۲۶)

سوال :- کیا شبِ برات فضائل پیدا کرنے اور ذائل دور کرنے کیلئے مجرب عمل ہیں بھی کوئی عمل پڑھا جاتا ہے ؟

جواب :- جی ہاں کتاب فضائل اور ازالہ ذائل کے لیے عمل پڑھا جاتا ہے سبحان العلی الاعلیٰ الوہاب ۲۵۳ مرتبہ پڑھ کر الذی خلقنی فہو یهدین سو مرتبہ پڑھے انشاء اللہ عمدہ محاسن اور فضائل کی طرف راہ ملے گی اور بے راہ روی دور ہوگی اخلاقِ حسنہ اور اعمالِ صالحہ حاصل ہوں گے۔

## رمضان

سوال :- رمضان اسلامی سال کا کون سا مہینہ ہے ؟

جواب :- اسلامی سال کا نواں مہینہ ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :-  
 دَانَ الْجَنَّةِ تَزْخِرُفُ لِيَوْمِ مَضَانَ مِنْ رَأْسِ الْحَوْلِ إِلَى حَوْلِ قَابِلٍ (تمام سال جنتِ رمضان کے لیے آراستہ ہوتی ہے حدیث میں آیا ہے اِذَا جَاءَ رَمَضَانَ فَتُفْتَحُ أَبْوَابُ الْجَنَّةِ) رمضان میں جنت کے دروازے کھل جاتے ہیں تو اسی بہار کا عکس ہے جو بہارِ رمضان میں نظر آتی ہے حدیث شریف میں آیا ہے کہ رمضان میں آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں دوزخ کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں شیاطین باندھ دیئے جاتے ہیں جب مسلمانوں نے کامل ایک ماہ کی اہم عبادت کے لیے دل گشاہہ کر لیا تو خدا تعالیٰ نے اُن کے لیے عالمِ بالا کے



دردازے کشادہ کر دیتے تاکہ رحمتِ الہی نازل ہو جب انہوں نے شہوت کے دروازے بند کر دیئے تو اللہ تعالیٰ نے دوزخ کے دروازے اُن پر بند کر دیئے جب انہوں نے روزہ جیسی صفتِ حق سے قربِ محبوبہ حاصل کر لیا تو بعد میں لے جانے والی تمام شیطانی قوتیں باندھ کر علیحدہ کر دی گئیں۔

سوال :- رمضان میں سب مسلمان اجتماعی صورت میں روزہ کی عبادت میں مصروف ہوتے ہیں اس میں کوئی حکمت ہو تو بیان فرمائیں؟

جواب :- اس اجتماع میں علماء اور اولیاء کا ملین بھی ہوتے ہیں اُن کی عبادت کے ساتھ جب عوام کی عبادت مل کر پیش ہوگی تو مولا کریم کا کرم اس سے بلند ہے کہ خواہں کی عبادت کو قبول فرمائے اور عوام کی ناقص عبادت کو رد فرما دے بلکہ کابلوں کی عبادت کے صدقہ میں ناقصوں کی عبادت کو بھی قبول فرمائے گا نیز حجۃ اللہ البالغہ میں ہے کہ ناقص کی عبادت کا ملین کی عبادت کے انوار سے روشن ہو جاتی ہے۔

## شوال

سوال :- ماہِ شوالِ اسلامی سال کا کونسا مہینہ ہے؟

جواب :- ماہِ شوالِ اسلامی سال کا نواں مہینہ ہے۔

سوال :- اس ماہ کی کچھ فضیلت بھی بیان فرمائیے؟

جواب :- اس ماہ کا پہلا دن عید کا دن ہے یہ دن خدا کی رضا اور اس کی مغفرت اور

العام اکرام پانے کا دن ہے۔ جب اس کے بندے تراویح شب بیداری روزہ وغیرہ

عبادت اور طاعات سے فارغ ہو کر نماز عید کے لیے جمع ہوتے ہیں تو خدا ان عابدین

کے ذریعہ ملائکہ پر فخر کا اظہار فرماتا ہے۔ کیونکہ ملائکہ ہی نے بنی آدم پر طعن بھی کیا تھا۔

اسی لیے ان کو مخاطب کر کے فرمایا کہ اے فرشتو دیکھا ان عمل کرنے والوں کو اس کی

جزا کیا ہے وہ عرض کریں گے۔ یہ پورا پورا اجر ملنے کے مستحق ہیں ارشاد ہو گا کہ اے میرے

فرشتوں چونکہ یہ لوگ عظیم فریضہ ادا کر کے دعا کے لیے نکلے ہیں مجھے اپنے جلال اور کرم اور برتری اور رفعت مکان کی قسم میں ان کی دعائیں سنوں گا اور قبول کروں گا پھر اللہ تعالیٰ اس اجتماع سے فرماتا ہے کہ جاؤ اپنے گھروں کو تو اس حال میں کہ میں نے تمہاری مغفرت کی اور تمہارے سنیات کو حسنات کے ساتھ بدل دیا۔ قَدْ غَفَرْتُ لَكُمْ وَبَدَّلْتُ سَيِّئَاتِكُمْ حَسَنَاتٍ (مشکوٰۃ بحوالہ بیہقی)

یہ مہینہ حج کے مہینوں میں سے پہلا مہینہ ہے۔ یہ وہ مہینہ ہے کہ جس کی عظمت شان ابن ماجہ کی اس حدیث سے ظاہر ہوتی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کو اس ماہ میں روزہ رکھنے کا حکم دیا اور فرمایا صُمْ مَشَوًّا لَا شَوَالٍ مِّنْ رَّوْزِهِ رَكَّاهُ كَرَوِيهِ مَهِيْنَةٌ چُونکہ رمضان سے ملا ہوا ہے تو شعبان کی طرح قُربِ فَرَائِضِ کی وجہ سے اس کے روزہ بھی افضل ہوتے۔

سوال :- خاص اس ماہ کے کون سے روزے ہیں؟

جواب :- شش عید کے روزے ہیں جن کا ثواب صیام الدہر کے برابر ہے۔ حدیث شریف میں ہے (مَنْ صَامَ رَمَضَانَ ثُمَّ أَتْبَعَهُ سِتًّا مِّنْ شَوَّالٍ كَصِيَامِ الدَّهْرِ) (مسلم)

یعنی جس نے رمضان کے روزے رکھ کر چھ روزے بعد میں اور رکھے تو اس کا ثواب ہمیشہ روزہ رکھنے کے برابر ہے کیونکہ ایک نیکی دس کے برابر ہوتی ہے تو اس حساب سے رمضان کے روزے دس مہینہ کے برابر اور چھ روزے دو مہینہ کے برابر تو مجموعہ بارہ مہینہ کے برابر ہو گیا اس طرح اگر علی الدوام رکھتا رہا تو ہمیشہ روزہ دار رہنے کے حکم میں ہوا۔

سوال :- ان چھ روزوں کی حکمت اور فوائد بھی بیان فرمائیں؟

جواب :- (۱) ایک فائدہ تو یہ ہے کہ عمر بھر کے روزوں کا ثواب ملتا ہے۔ (۲) رمضان کے فرض روزوں میں کچھ خلل و نقصان رہ جائے تو ان سے اس کی تلافی ہو جاتی ہے۔

(۳) رمضان کے فرض روزوں کی مقبولیت کا نشان ہے جب اللہ تعالیٰ کسی نیک عمل کو قبول فرماتا ہے تو قبولیت کا نشان یہ ہے کہ مزید عمل صالح کی توفیق بخشتا ہے۔

(۴) رمضان کی تمام عبادات کی تکمیل پر بطور شکرانہ یہ روزے ہیں۔

(۵) اس امر پر اظہار بھی مقصود ہے کہ رمضان ختم ہونے کے بعد مسلمانوں میں سے روزہ کی عبادت ختم نہیں ہوتی معبود باقی ہے تو عبادت بھی باقی ہے۔

(۶) نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کی بھی تعمیل ہے (أَحَبُّ الْأَعْمَالِ إِلَى اللَّهِ الْحَالُ الْمُزْتَجِلُ) پس رمضان کے روزے ختم ہونے کے

بعد پھر روزہ شروع کر دینا افضل عمل ہے جس طرح قرآن ختم کر کے پھر قرآن شروع کر دینا افضل ہے۔ ان روزوں کو قربِ فرائض کا بھی شرف حاصل ہے جس کی فضیلت

کی طرف حدیث (صُمُّ دَمَضانَ وَ الَّذِي يَلِيهِ) میں اشارہ ہے کہ رمضان سے متصل ہونے کے سبب اتصالِ فرائض کا شرف ان روزوں کو حاصل ہے جیسا کہ

شرف قرب و اتصال شعبان کے روزوں کو حاصل ہے۔

سوال: شش عید کے روزے لگاتا رکھے یا متفرق طور پر بھی رکھ سکتا ہے؟

جواب: تنزیر الابصار میں ہے کہ ان روزوں کو متفرق طور پر رکھنا مستحب ہے ان

روزوں کو لگاتار رکھنا عید الفطر کے بعد امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک مکروہ ہے

اس خوف سے کہ لوگ ان کو رمضان ہی میں شمار کرنے لگیں اور یہ سمجھیں کہ فرض پر

مزید اضافہ ہے لیکن شامی صاحب میں ہے (الآن زال ذالک المانع) اس

وجہ سے اب بالکل مکروہ نہیں کیونکہ احکام اسلام واضح ہو چکے لہذا عامہ متاخرین اسی طرف

ہیں کہ اگر ان روزوں کو بعد عید لگاتار بھی رکھے تو کوئی مضائقہ نہیں مگر عالمگیری (ص ۲۱۳)

نے ان روزوں کی ادائیگی کا مستحب طریقہ یہ لکھا ہے کہ متفرق طور پر رکھے اس طرح کہ

ہر ہفتہ دو دو روزے رکھے یہ طریقہ کراہت اور تشبیہ نصاریٰ سے دور تر ہے۔

سوال: اگر رمضان کے کچھ روزے قضا ہو جائیں تو پہلے ان کو رکھے یا شش عید کے

روزے رکھے؟

جواب :- لطائف میں ہے پہلے ان کو پورا کرے تاکہ رمضان کے پورے روزے ہو جائیں تو بعد تکمیل مَن صَامَ دَمَاضَانَ (ثُمَّ أَتْبَعَهُ) صادق آئے یوں قضا کے پہلے بھی رکھ سکتا ہے۔

سوال :- بعض کہتے ہیں کہ عید کے بعد پہلے دن اول شش عید کے روزوں میں سے ایک روزہ رکھنا ضروری ہے یہ کہنا کیسا ہے؟

جواب :- ضروری نہیں ہے لیکن یہ جلدی الحال المرئیل کے پیش نظر مستحسن معلوم ہوتی ہے پھر باقی روزوں کو متفرق طور پر تمام مہینہ میں پورا کرتا رہے لیکن کوئی جزئیہ اس کا خاص نظر سے نہیں گزرا۔

## ذوالقعدہ

سوال :- ذوالقعدہ اسلامی سال کا کون سا مہینہ ہے؟

جواب :- اسلامی سال کا گیارہواں مہینہ ہے اس کو ذی القعدہ اس لیے کہتے ہیں کہ (لِقَعْدٍ هُمْ فِيهِ عَنِ الْقِتَالِ) اس میں جنگ و قتال سے رکتا اور بیٹھ جانا ہوتا ہے۔ کیونکہ یہ مہینہ حرمت والے مہینوں میں سے ہے اس میں قتل و قتال جائز نہیں اور بیان گزرا کہ حرمت والے مہینے چار ہیں ذی القعدہ - ذی الحجہ - محرم - رجب - ایک باہلہ کے رہنے والے بزرگ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جبکہ لگاتار روزہ رکھنے سے ان کا جسم متغیر ہو گیا تھا کہ یہ کس نے تم سے کہا تھا کہ اپنے نفس کو عذاب میں ڈالو (صمیم الشہر الحرام) صرف ماہ حرام کے روزے رکھو باقی چھوڑ دو۔ اس حدیث کو امام احمد نسائی، ابو داؤد اور ابن ماجہ سب نے بیان کیا۔ اس حدیث سے چند فوائد معلوم ہوئے۔

۱۔ عبادت کے سلسلہ میں ایسی مشقت اور تکلیف میں نفس کو نہ ڈالے کہ جس سے جسم کو ایذا پہونچے مقصود ایذا پہونچانا نہیں ہے بلکہ تہذیب نفس اور اصلاح اخلاق ہے۔

(۲) دوسرے عبادات اور حقوق کا بھی لحاظ رہے۔ محض کثرتِ صیام ہی پیش نظر نہ ہو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما کم روزے رکھا کرتے تھے اور فرماتے ہیں کہ میں بوجہ ضعف تلاوتِ قرآن پر قادر نہیں رہتا اس لیے میں زیادہ روزے نہیں رکھتا اور قرآن پڑھنا مجھے بہت محبوب ہے بعض سلف صالحین فرماتے ہیں کہ جو کوئی بھی بلند مرتبہ پر پہنچا سعادت نفس، سلامت صدر، کسرِ نفسی اور خیر خواہی اُمت سے پہنچا حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا منشا یہ ہے کہ صرف ظاہری نماز و روزہ کی کثرت پر کوئی مغرور نہ ہو جائے۔ اصلاحِ قلب تصفیہ باطن پر بھی زور دے روزوں میں فقط مسنون اوقات فاضلہ کے روزہ پر اکتفا کرنے اسی میں سے ماہِ حرام بھی ہے۔

(۳) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ماہِ حرام کے روزوں کو فضیلت حاصل ہے۔ اس ماہ کو یہ بھی خصوصیت حاصل ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام عمر کے اسی ماہ میں واقع ہوئے سوائے اُس عمرہ کے جو حج کے ساتھ واقع ہوا مگر اُس کا احرام بھی ذی القعدہ ہی میں باندھ لیا گیا تھا دوسری خصوصیت اس ماہ کی یہ ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے تین روزے انظارِ کتاب الہی میں اسی ماہ میں واقع ہوتے۔

سوال :- کیا ماہِ ذی القعدہ میں کسی خاص دن کے روزے بھی ہیں؟  
 جواب :- جی ہاں۔ جمعرات۔ جمعہ۔ ہفتہ کے خاص روزے ہیں جو کوئی ماہِ حرام میں یہ روزے رکھے گا اس کو نو سو برس کی عبادت کا ثواب ملے گا اور ذی القعدہ بھی ماہِ حرام میں داخل ہے۔ (فتاویٰ عالمگیری ص ۲۳۔ شرح عین العلم ص ۸۳)

## ذُو الْحِجَّةِ

سوال :- ذُو الْحِجَّةِ اسلامی سال کا کون سا مہینہ ہے؟  
 جواب :- یہ اسلامی سال کا بارہواں اور آخری مہینہ ہے یہ بھی حرمتِ ولّی مہینوں

میں سے دوسرا مہینہ ہے اس ماہ کے پہلے عشرہ کی بڑی فضیلت ہے اس سے زیادہ کیا فضیلت ہوگی کہ اس عشرہ کو قسم سے اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں عزت بخشی اور فرمایا **وَ الْفَجْرِ وَ لَيَالِ عَشْرِهِ** (پتھ ۱۲۴) رمضان کے پچھلے عشرہ کو بھی فضیلت ہے تو اب دونوں عشروں میں کون سا افضل ہے اس میں علمائے تطبیق اس طرح دی ہے کہ رمضان کے پچھلے عشرہ کی راتیں افضل ہیں شب قدر کی وجہ سے اور عشرہ ذی الحجہ میں دن افضل ہیں **يَوْمَ التَّوْبَةِ** تو عرفہ کی وجہ سے حتیٰ کہ اگر کوئی یہ منت مانے کہ میں سال کے افضل دنوں میں روزہ رکھوں گا تو علماء فرماتے ہیں کہ یہ شخص عشرہ ذی الحجہ میں روزہ رکھ کر اپنی نذر پوری کرے اور اگر تمام دنوں میں افضل دن کی نذر مانی ہے تو عرفہ کے دن روزہ رکھے حدیث شریف میں ہے :-

دوسرے ایام کے مقابلہ میں اس عشرہ کے ایام میں نیک عمل کرنا اللہ کو زیادہ محبوب ہے صحابہ نے عرض کیا اللہ کی راہ میں جہاد کرنا بھی کیا اس سے افضل نہیں؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں مگر وہ شخص کہ جان و مال لے کر اللہ کی راہ میں نکلا پھر کسی چیز کے ساتھ نہ ملے۔

مَا مِنْ أَيَّامٍ الْعَمَلُ الصَّالِحُ فِيهَا أَحَبُّ إِلَى اللَّهِ مِنْ هَذِهِ إِلَّا يَوْمُ يَعْنِي الْعَشْرَ قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ وَلَا الْجِهَادُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ قَالَ وَلَا الْجِهَادُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ إِلَّا رَجُلٌ خَرَجَ بِنَفْسِهِ وَمَالِهِ فَلَمْ يَرْجِعْ مِنْ ذَلِكَ بِشَيْءٍ (ما ثبت بالسند)

عشرہ ذی الحجہ کے فضائل | مگر ابن ماجہ ص ۱۲۵ میں ایک دوسری حدیث ان ایام

کی فضیلت میں آئی ہے اس میں شب کی فضیلت بھی ہے۔

مَا مِنْ أَيَّامٍ الدُّنْيَا أَيَّامٍ أَحَبُّ إِلَى اللَّهِ سُبْحَانَهُ أَنْ يُتَعَبَّدَ لَهُ فِيهَا مِنْ أَيَّامِ الْعَشْرِ وَإِنْ صِيَامَ يَوْمٍ فِيهَا لَيَعْدِلُ صِيَامَ سَنَةٍ وَلَيْلَةٌ فِيهَا بَلِيَّةٌ الْقَدِيرِ

عبادت کے لیے دنیا کے تمام دنوں میں اللہ تعالیٰ کو اس عشرہ کے ایام زیادہ محبوب ہیں ان میں ہر دن کا روزہ ایک سال کے روزہ کے برابر ہے اور ہر رات کی عبادت شب قدر میں عبادت کے برابر ہے۔

(ابن ماجہ ص ۱۲۵)

پس تحقیقی جواب یہ ہے جو زرقانی نے ذکر کیا کہ اگرچہ عشرہ رمضان کو شب قدر حاصل ہونے کی فضیلت جزئی حاصل ہو مگر مجموعی طور پر عشرہ ذی الحجہ ہی افضل ہے۔

سوال :- کیا اس عشرہ کے جمعہ کو بھی فضیلت حاصل ہے؟

جواب :- جی ہاں دو فضیلتیں حاصل ہیں ایک جمعہ ہونے کی دوسرے ایام عشرہ ہونے کی دواہب (۱۲۹) تیسرے عرفہ ہونے کی اگر اس دن جمعہ واقع ہوا تو سال کے بہترین دن کے ساتھ جمع ہوا تو پھر حاجی کو اس دن عمل حج کی فضیلت پر کیوں نہ فخر حاصل ہو۔

سوال :- اس عشرہ میں بال اور ناخن کو ترشوائے یا نہیں؟

جواب :- حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ ماثبت بالسنہ میں تحریر فرماتے ہیں کہ اس مقدس عشرہ کے ایام میں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک سنت متروک ہو رہی ہے وہ یہ ہے کہ جو شخص قربانی کرے اس کو چاہیے کہ قربانی ہونے تک نہ حجامت بنوائے نہ ناخن ترشوائے مگر لوگ اس کا لحاظ نہیں رکھتے۔

سوال :- کیا اس عشرہ میں نو دن تک روزہ رکھنا مستحب ہے؟

جواب :- جی ہاں نو دن تک روزہ رکھنا مستحب ہے اور دس گیارہ بارہ تیرہ تاریخ کے روزے حرام ہیں۔ (عالمگیری ۱۲۱)

سوال :- عشرہ کے ایام میں روزہ رکھنے کا کیا ثواب ہے؟

جواب :- سرائی الفلاح (۱۲۱) میں ہے کہ ہر دن کا روزہ ایک سال کے روزے کے برابر ہے۔ نسائی میں سنن تفضہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چار چیزوں کو نہیں چھوڑا عاشورہ کا روزہ، عشرہ ذی الحجہ کا روزہ، ہر ماہ کے تین روزے فجر سے پہلے دو رکعت سنت۔ (دواہب ص ۱۲)

سوال :- عرفہ کا روزہ کیسا ہے؟

جواب :- عرفہ کا روزہ مستحب ہے۔

سوال :- عرفہ کے روزہ کا ثواب؟

جواب :- اشعۃ اللمعات ص ۱۰۵ میں ہے کہ اس کا ثواب

دو سال کے روزوں کے برابر ہے۔ مراقی الفلاح ۲۱۹ میں ہے کہ فرمایا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ عرفہ کا روزہ دو سال کا کفارہ ہے ایک سال قبل اور ایک سال بعد کے لیے اور عاشورہ کا روزہ ایک سال قبل کے لیے کفارہ ہے۔ طحاوی ۳۵۰ میں ہے کہ یہ موسوی شریعت کا روزہ ہے اور وہ شریعت محمدی کا روزہ ہے لہذا اوقیت ہونی چاہیے۔

**سوال :- عرفات میں حاجی کو عرفہ کا روزہ رکھنا عرفات میں عرفہ کے روزہ کا حکم کیسا ہے؟**

**جواب :-** وَرَمَّحَارَمًا میں ہے کہ مستحب ہے مگر شامی میں ہے کہ اگر ضعیف پیدا کرے تو پھر مکروہ ہے اسی شفقت کی بنا پر جو کہ ابو داؤد میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا (نہی عن صومِ یومِ عَرَفَةَ بِعَرَفَاتِ) نیز خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عرفات میں یہ روزہ نہیں رکھا۔ بخاری اور مسلم میں ہے کہ عرفہ کے دن لوگوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روزہ میں شک کیا تو حضرت ام فضل نے کہا کہ میں نے ایک پیالہ دودھ کا آپ کے پاس بھیجا آپ نے اس کو نوش فرمایا اُس وقت آپ بحالت وقوف اونٹ پر سوار تھے۔ ایسا ہی فعل حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما سے منقول ہے اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں اس دن روزہ نہیں رکھا ہوں اور منع بھی نہیں کرتا ہوں یہی حکم آٹھویں ذی الحجہ کا ہے یہ روزہ حاجی کو افعال حج سے عاجز کرے گا اور جس کو عاجز نہ کرے اس کو رخصت ہے قنادی قاضی خان میں ہے (وَبِیْکُنَاہُ صَوْمٌ عَرَفَةَ بِعَرَفَاتِ) اشعۃ اللغات ۱۱۱ میں ہے کہ پس مختار السنن کہ صوم عرفہ مستحب است مگر برائے حاج۔

**سوال :-** اس ماہ کے جمعرات جمعہ اور ہفتہ کے روزہ کے متعلق کیا ارشاد ہے کیا یہ روزے مستحب ہیں؟

**جواب :-** مستحب ہیں آپ کو پہلے معلوم ہو چکا ہے کہ ماہ حرام کے جمعرات جمعہ اور ہفتہ کے روزہ رکھنے والوں کو نو سو برس کی عبادت کا ثواب ملتا ہے۔ چونکہ ذی الحجہ



بھی ماہِ حرام میں داخل ہے لہذا جو کوئی اس میں جمعرات جمعہ ہفتہ کا روزہ رکھے گا اللہ تعالیٰ اس کو بھی نوسو برس کا ثواب عطا فرمائے گا۔

دشرح عین العلم ص ۱۸۳۔ عالمگیری ص ۲۱۴

سوال :- جو کوئی ماہِ ذی الحجہ کی آخری تاریخ میں اور محرم کی پہلی تاریخ میں

روزہ رکھے اس کا کیا ثواب ہے؟

جواب :- شرح شریعت الاسلام میں ہے پچاس برس کے روزوں کا ثواب ملتا ہے فتاویٰ قاضی خاں میں ہے کہ ہر ماہ کے آخری دنوں میں تین روزے رکھنا مستحب ہے لہذا بہتر ہے کہ اس ماہ کے آخر میں بھی تین روزے رکھے تاکہ سال کا اختتام عبادت پر ہو۔

# دنوں کے روزہ کے

## بیان میں

سوال :- جمعہ کے دن کا روزہ کیسا ہے؟

جمعہ

جواب :- درمختار حد ۱۱۲ میں ہے کہ مستحب ہے عالمگیری اور بحر الرائق میں بھی یہ ہے کہ تمام علماء کے نزدیک مستحب ہے مگر نور الايضاح میں ہے کہ خاص جمعہ کا روزہ مکروہ ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی جمعہ کی تخصیص کو منع فرمایا۔

مسلم میں ہے ( لَا تَخْتَصُّوا يَوْمَ الْجُمُعَةِ بِصِيَامٍ مِّنْ بَيْنِ الْاَيَّامِ ) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس تخصیص کو اس طرح رفع فرمایا ( لَا يَصُومُ أَحَدٌ لَّمْ يَرْمِ الْجُمُعَةَ اِلَّا اَنْ يَّصُومَ قَبْلَهُ اَوْ يَصُومَ بَعْدَهُ ) (متفق علیہ) کہ روزہ رکھے تم میں سے کوئی جمعہ کے دن تنہا مگر یہ کہ روزہ رکھے اس کے قبل یا اس کے بعد یعنی جمعرات یا ہفتہ کا روزہ بھی اس کے ساتھ ملائے اور دونوں کو ملا لے تو اور بھی بہتر ہے۔

تخصیص کی ممانعت کی وجہ میں حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ کسی دن کو اس طرح عبادت کیلئے خاص کر لینا کہ باقی تمام ایام کو عبادت سے معطل کر دیا جائے۔ ایسی تخصیص ممنوع ہے۔ نفعات الہی کو دوسرے اوقات میں بھی تلاش کرو۔ یعنی ایسے اوقات کو بھی ڈھونڈو جس میں خدا کے لطف و کرم کی ہوا میں چلتی ہیں اور انس و محبت کی خوشبو میں مہکتی ہیں۔ ایسا نہ ہو کہ جمعہ ہی جمعہ کی عبادت پر اکتفا کر لیا جائے۔ کہ پھر کوئی عبادت نہ کی جائے۔ جمعہ کا وہ روزہ ہے کہ جس کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت کم افطار کیا ہے۔ نسائی اور ترمذی میں ہے ( قَلِمًا كَانَ يَفْطِرُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ ) بہت کم ایسا اتفاق ہوا ہے۔

کہ آپ نے جمعہ کا روزہ چھوڑا ہو۔ بعض نے کہا کہ یہ تخصیص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خصائص میں سے ہے بعض نے کہا ہے کہ اس سے مراد یہ ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ سے پہلے افطار نہیں فرماتے تھے یعنی ناشتہ اور کھانا تناول نہیں فرماتے تھے بعد جمعہ کھانا نوش فرماتے تھے۔ بعض نے کہا ہے۔ یہ بھی اس کا مطلب ہو سکتا ہے کہ جمعہ کا روزہ افطار نہیں کیا یعنی قبل یا بعد کا روزہ ملا کر رکھا۔ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے مرقات میں تحریر فرمایا کہ جب حدیث مطلق ہے تو اطلاق ہمارے مذہب کے لئے مؤید ہے۔ کہ تنہا جمعہ کا روزہ رکھنا مکروہ نہیں۔ پس نہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خاص اور نہ یہ معنی مراد ہیں کہ قبل از جمعہ افطار نہیں فرماتے تھے۔ کہ یہ سیاق سابق سے بعید ہے۔ شامی میں ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما ہمیشہ جمعہ کا روزہ رکھا کرتے تھے۔

حیات الصائمین میں ہے کہ جمعہ کو فضیلت حاصل ہے لہذا روزہ مستحب ہے کہ تعظیم بالصوم ہے بہر حال جمعہ کے روزہ کے ساتھ جمعرات یا ہفتہ کا روزہ بھی ملا لیا جائے۔ تو اس کی افضلیت میں شک نہیں۔

سوال :- جمعہ اور اس کی رات کی کیا فضیلت ہے؟

جواب :- یہ رات اور دن بڑی نورانیت کے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ (لَيْلَةُ الْجُمُعَةِ لَيْلَةٌ أَغْرُ وَيَوْمُ الْجُمُعَةِ يَوْمٌ أَزْهَرُ) اغر کے معنی انور کے ہیں۔ یعنی بہت زیادہ نور والی۔ غر سے مشتق ہے گویا یہ رات بھی انوار اور تجلیات میں مثل دن کے روشن ہے اسی مشاکلتہ کی بنا پر اغر صیغہ مذکر لایا گیا۔ یا لیلہ بمعنی لیل ہے۔ تا تا نیت کی نہیں ہے بلکہ وحدت جنسی پر دلالت کے لئے ہے کہ تمام جمعہ کی راتیں مثل دن منور اور روشن ہیں۔ (مرقات ص ۲۱۴)

سوال :- کیا جمعہ کے دن کا کوئی اور جو اولاد سے بالکل محروم ہیں ان کے لیے مجرب عمل

روزہ بھی ہے۔

جواب :- جی ہاں! جن کے یہاں اولاد نہیں ہوتی ان کے لئے ایک مجرب عمل کے ساتھ روزہ بھی ہے اور وہ عمل یہ ہے کہ جمعہ کے دن زن و شوہر دونوں روزہ رکھیں۔ افطار بادام شکر اور روٹی پر کریں۔ پانی اصلاً نہ پیئیں۔ بعد نماز مغرب ایسے شہد سے جس کو آگ نے مس نہ کیا ہو۔ ذیل کی آیات شیشہ کی طشتری پر لکھیں وَ اِنِّیْ خِفْتُ الْمَوَالِیَ تَا یَوْمَ یُبْعَثُ حَیًّا پھر آب شیریں سے دھو کر پیتلی میں ڈالیں اور دو سو چوبیس سفید یعنی کابلی چنے لے کر ہر ایک پر یہ آیات مذکورہ پڑھ کر ان کو بھی پیتلی میں ڈال دیں۔ پھر پانی اور چنے کو تیز آگ پر خوب جوش دے کر پکائیں بعد نماز عشاء ایک بار سورہ مریم پڑھ کر پانی سے چنے کو نکال کر قدر سے شیرہ انگور شامل کر کے اس پانی کو نصفاً نصفاً دونوں مرد و عورت پی کر سو جائیں پھر صحبت کریں تو انشاء اللہ صالح بچہ ہوگا۔ اگر یہ عمل متواتر تین شب تک کیا جائے تو زیادہ قوی ہوگا۔

(حسرت الامان)

سوال :- ہفتہ کے دن کا روزہ کیسا ہے؟

ہفتہ

جواب :- نور الایضاح میں ہے کہ تنہا ہفتہ کا روزہ رکھنا مکروہ ہے مگر فتاویٰ عالمگیری میں ہے کہ اگر اعتقاد تعظیم نہیں ہے تو کوئی حرج نہیں۔ اصل یہ ہے کہ ہفتہ کے بارے میں دو حدیثیں آئی ہیں۔ ایک حدیث یہ ہے۔

لَا تَصُومُوا یَوْمَ السَّبْتِ اِلَّا فَمَا افْتَرَضَ عَلَیْكُمْ فَاِنْ لَمْ یَجِدْ اَحَدًا کُمُ الْاِلْحَاءِ عِنْبَةً اَوْ عُوْدٍ شَجَرٍ فَلَیْمَضَعُہُ۔

ہفتہ کے دن روزہ نہ رکھو سوائے فرض روزوں کے (نذر قضا وغیرہ) اگر کسی نے روزہ رکھ لیا اور اس کے توڑنے کے لئے

کچھ نہیں پاتا ہے سوائے پوست انگور یا کسی درخت کی لکڑی کے تو اسی کو چبا کر (روزہ توڑ ڈالے)

دوسری یہ حدیث ہے جو نیچے لکھی جاتی ہے۔

كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصُومُ الْاَحَدَ حَضْرَتِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَفْتَةً اَوْ اَتَوَارِكُ كَوْدِيغَرَ اَيَّامِ كَمَا مَقَابِلُهُ فِي اَكْثَرِ رُوزِهِ

أَكْثَرُ مَا يَصُومُ مِنَ الْآيَاتِ وَيَقُولُ  
إِنَّمَا يَوْمَ عِيدٍ لِلْمُشْرِكِينَ فَإِنَّا  
أَحَبُّ أَنْ أُخَالَفَهُمْ ه

رکھا کرتے تھے۔ اور فرماتے تھے کہ یہ  
دونوں مشرکین کے عید کے دن ہیں۔  
مجھے ان کی مخالفت پسند ہے۔

پہلی حدیث سے روزہ کی ممانعت ثابت ہوتی ہے اور دوسری حدیث سے  
اجازت۔ مرقات میں ہے علماء نے ان دونوں میں تطبیق کسی طرح سے کی ہے۔  
بعض نے کہا ہے کہ ممانعت اس صورت میں ہے کہ باعثاً و تعظیماً رکھے اور  
اجازت اس صورت میں ہے۔ کہ بہ نیت مخالفت روزہ رکھے وہ لوگ اپنے  
عید کے دن کھاتے ہیں، خوشی مناتے ہیں، تم ترک اکل و شرب کر کے اس کی مخالفت  
کو۔ توجیہات مختلف ہوئیں۔ بعض نے کہا کہ روزہ کے ساتھ ہفتہ کے دن کو  
خاص کرنے میں اس دن کی تعظیم ہے تو اگر اس دن کے ساتھ دوسرے دن کا  
روزہ بھی شامل کر لیا جائے تو خاص دن کی تعظیم نہ ہوگی لہذا ممانعت تنہا  
روزہ رکھنے کی ہے۔ اور اجازت دوسرے روزہ شامل کرنے کے ساتھ  
ہے جیسا کہ حدیث سے بھی ظاہر ہے کہ ہفتہ اور اتوار کا روزہ ملا کر آنحضرت  
صلی اللہ علیہ وسلم نے رکھا تو نور الایضاح نے پہلے قول کے مطابق کہا اور عالمگیری  
نے دوسرے قول کی بنا پر۔ ہر ایک کی گنجائش ہے نیت پر معاملہ ہے۔ بہتر یہ  
ہی ہے کہ اس کے ساتھ دوسرا بھی روزہ شامل کر لیا جائے تاکہ عَلٰی وَجْهِ  
الْمُسْتَنْوٰنِ ادا ہو۔

سوال :- کیا ہفتہ کے روزہ کا حدیث میں کوئی اور بھی ذکر ہے۔  
جواب :- مہینہ کے تین روزے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے رکھے کبھی  
ایسا بھی کیا ہے کہ ایک ماہ میں ان کو ہفتہ سے شروع کر کے پیر پر ختم کرتے اور  
دوسرے ماہ میں منگل سے شروع کر کے جمعرات پر ختم کرتے تھے۔ (ترمذی)

سوال :- اتوار کے روزہ کا کیا حکم ہے؟

جواب :- وہی حکم ہے جو اوپر ہفتہ کے بیان میں گزرا وہاں مفصل دیکھئے

اگر اعتقادِ تعظیم نہیں ہے تو کوئی حرج نہیں۔ بہتر یہ ہے کہ ہفتہ کا روزہ اس کے ساتھ شامل کر لے۔ جیسا کہ اوپر مسنون ہونا اس کا معلوم ہوا۔

**سوال :- اس دن کا کچھ عمل بھی بتائیں؟**  
**جواب :- جو کوئی اتوار کے دن روزہ**

**میدانِ مقابلہ میں غلبہ کیلئے مجرب عمل**

رکھ کر سورہ نساء کی یہ آیت یا ایہا الناس قد جاءکم برہان (کو) مستقیماً تک پاک چمڑے پر لکھ کر اپنے پاس رکھے وہ انشاء اللہ ہر مقابلہ کے میدان میں کامیاب رہے گا۔ (الدر النظیم ص ۴۸)

**سوال :- پیر کے دن کا روزہ کیسا ہے؟**

**پیر** **جواب :- مستحب ہے۔ (نور الیضاح - مراقی الفلاح ص ۳۵)**

**سوال :- کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ روزہ رکھا ہے۔**

**جواب :- جی ہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ روزہ رکھا اور فرمایا کہ میں اس وجہ سے رکھتا ہوں کہ میں اس دن پیدا ہوا اور اسی دن مجھ پر نزول وحی ہوا جیسا کہ مسلم شریف میں ہے۔ (فِيهِ وُلِدْتُ وَفِيهِ اُنزِلَ عَلَيَّ) مرقات میں ہے کہ**

اس حدیث سے یہ ثابت ہوا کہ جس طرح مکان کو مکین سے شرف حاصل ہوتا ہے اسی طرح زمانہ کو بھی شرف حاصل ہوتا ہے اس بزرگ اور معظم شے سے جو اس میں واقع ہو بہر حال اس دن میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اتباع اور نعمت وجود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور نزول وحی کے شکرانہ میں روزہ رکھنا مستحب ہے۔ زرقانی میں ہے کہ نزول وحی

اَقْرَبُ بِاِسْمِ رَبِّكَ (سے) مَا لَمْ يَعْلَمْ تَمَّک ہوا۔ طیبی میں ہے اس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے علت کے بیان پر اکتفا کیا کہ اس دن تمہارے نبی کا وجود

ہوا۔ تمہاری کتاب کا نزول ہوا نبوت کا ثبوت ہوا تو روزہ کے لئے اس سے افضل کون سا دن ہوگا۔ اس دن کا روزہ اس لئے بھی حضور کو پسند تھا کہ یہ

اعمال کے پیش ہونے کا دن ہے نیز اللہ تعالیٰ اس دن ہر مسلمان کی بخشش کرتا ہے سوائے ان دو شخصوں کے جو آپس میں ایک دوسرے کو چھوڑے

ہوئے ہیں جب تک وہ صلح نہ کر لیں۔

سوال :- کیا پیر کے روزہ کے بارہ میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ اور بھی ارشاد فرمایا ہے۔

جواب :- جی ہاں حضرت ام سلمہ فرماتی ہیں کہ مجھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں مہینہ کے تین روزے رکھوں تو اس کی ابتدا پیر سے یا جمعرات کے دن سے کروں۔ دونوں دن متبرک ہیں۔ (اشعۃ اللمعات)

سوال :- اس دن کا کوئی عمل بھی تحریر فرمائیں؟

جواب :- جو شخص امرِ مخفی پر مطلع ہونا چاہے مثلاً خزانہ کے دفن کی جگہ کونسی ہے یا مسافر کہاں ہے بیمار کا انجام کیا ہوگا بچہ لڑکا ہوگا یا لڑکی کا رخانہ یا کسی کام یا امتحان کا نتیجہ اچھا ہوگا یا برا اس کے لیے چاہیے کہ غسل کرے اور پتھے کپڑے پہن کر خوشبو لگائے اور دو شنبہ کے دن روزہ رکھے

سورہ رعد کی یہ آیت اللہ یعلم ما تحیل کل انتی (کو) الکیبر المتعال

(تک) بسز رنگ کے کپڑے پر زعفران گلاب سے لکھ کر عود و عنبر کی دھونی دیکر

ڈبیہ میں رکھ کر بند کر دے حتیٰ کہ چاند سورج کی روشنی سے بھی حفاظت میں رکھے شب

چهار شنبہ کو عشاء کی نماز کے بعد جب سونے لگے تو اس کو تکبیر کی نیچے رکھ کر یوں

اللہ تعالیٰ سے عرض کرے یا عالم الخفیات فی الامور یا من هو علی کل

شیء قدیر اطلعنی علی کل ما ارید انک علی کل شیء قدیر پھر

ذکر حق میں مشغول ہو جاتے یہاں تک کہ سو جاتے انشاء اللہ خواب میں اپنے

مقصود پر خبردار ہو جائے گا اگر اس رات کچھ معلوم نہ ہو تو جمعرات کو روزہ رکھ کر

شب جمعہ کو ایسا کرے انشاء اللہ ضرور معلوم ہو (الدر المنظم ص ۴۹)

سوال :- کیا منگل کا روزہ بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے رکھا ہے؟

جواب :- جی ہاں رکھا ہے۔ اس طور پر کہ ہر مہینہ کے تین روزے





حال میں پیش ہو کہ میں روزہ سے ہوں نیز پیر جمعرات کو اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کی مغفرت  
رہاتا ہے سوائے ان دو شخصوں کے جو آپس میں ایک دوسرے کو چھوڑے ہوئے  
ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ان کو چھوڑو یہاں تک کہ یہ آپس میں صلح کریں۔ ان دونوں  
میں دیگر طاعات کی بھی کثرت رکھے۔ (جمع الوسائل ملا علی قاری)

سوال ۱۔ پیر جمعرات کے دن بھی اعمال پیش ہوتے ہیں اور صبح و شام بھی اور شب  
برات اور شب قدر میں بھی یہ کس طرح پیش ہوتے ہیں اور وجہ کیا ہے؟  
جواب ۱۔ صبح و شام تفصیل کے ساتھ پیش ہوتے ہیں پھر ایک ہفتہ کے مجموعی  
طور پر اجمالاً پیر جمعرات کو پیش ہوتے ہیں اور سال کے مجموعی طور پر اجمالاً شب  
برات اور شب قدر میں ہوتے ہیں یہ تکرار ملائکہ پر اظہار شرف کے لئے ہے۔  
(شرح شمائل للمنادی)

معزول معطل کے لیے عمل | دیگر جو شخص مہینہ کے اول جمعرات اور جمعہ کا روزہ  
رکھے اور شب جمعہ کو سورہ یوسف سوتے وقت بستر  
خواب پر تلاوت کرے اور اسی سورت کو جمعہ کے دن ظہر اور عصر کے درمیان پڑھ کر آ کر کہے  
وَقَالَ الْمَلِكُ اَتُوْنِي دَا، مُحَمَّدِيْن لِكِهِي جَمْعَه كِهِي دِن جَب اِنْفَا ر كِهِي نُو پِهْر اِس سُوْرَت  
كُو پڑھے اور سُوْبَا ر لَا اِلَهَ اِلَّا اللّٰهُ سُوْبَا ر اللّٰهُ اَكْبَرُ سُوْبَا ر اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ سُوْبَا ر سُبْحَانَ اللّٰهِ سُوْبَا ر اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ  
سُوْبَا ر دُرُوْدُ شَرِيْفِ پڑھے اور سوتے وقت بچہ کے نیچے رکھ کر سو جائے جب صبح ہو تو  
نیت درست کرے اور اللہ تعالیٰ سے عہد کرے کہ اگر اپنے عہدہ اور منصب پر واپس آ گیا  
تو انشاء اللہ کسی پر ظلم و تعدد نہ کر دوں گا اس نیت کے بعد نماز فجر پڑھ کر اس تعویذ کو گھر  
سے باہر سب سے بلند مقام پر لٹکا دے انشاء اللہ بہت جلد اپنے عہدہ اور منصب  
پر واپس ہو گا۔ (حرز الامان - الدر المنظم ص ۶۸)

# حکمی و تنزیلی روزوں کے بیان میں

سوال :- حکمی اور تنزیلی روزوں کا کیا مطلب ہے؟  
جواب :- اس سے وہ اعمال مراد ہیں جو خود تو روزے نہیں مگر اجر و ثواب میں  
روزہ کے برابر ہیں۔

سوال :- وہ اعمال کیا ہیں۔ براہ کرم ان کی تفصیل سے آگاہی فرمائیں۔

جواب :- وہ اعمال حسب ذیل ہیں۔  
۱۔ جو شخص چند شرائط کے ساتھ جمعہ کی نماز پڑھے گا اس کو ہر قدم پر ایک ایک  
سال کے روزہ اور ایک سال کے تہجد کا ثواب ملے گا وہ شرائط حدیث ذیل  
میں ملاحظہ فرمائیے۔

جمعہ کے دن جس نے نہلایا اور خود نہایا  
اور اول وقت نماز جمعہ کے لئے گیا اور  
اول خطبہ کو پایا، پیدل چلا، سواری پر نہ  
گیا اور امام کے قریب بیٹھ کر غور سے  
خطبہ کو سنا، لغو حرکات سے بچا۔ اس کا  
لئے ہر قدم پر ایک ایک سال کے  
روزہ اور تہجد کا ثواب ہے۔

مَنْ غَسَلَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَانْتَسَلَ وَ  
بَكَرَ وَابْتَكَّرَ وَمَشَى وَلَمْ يَرْكَبْ  
وَدَنَا مِنَ الْإِمَامِ فَاسْتَمَعَ وَلَمْ  
يَلْغُ كَانَ لَهُ بِكُلِّ خَطْوَةٍ عَمَلُ سَنَةٍ  
أَجْرُ صِيَامِهَا وَ قِيَامِهَا . (ابن ماجہ)

نہلائے اپنی عورت کو اس سے مراد یہ ہے کہ بیوی سے صحبت کرے  
اور اس کے غسل کا باعث بنے تاکہ نظر راستہ میں نمی پڑے یا یہ مراد ہے کہ  
کپڑے یا سر کو خطمی یا صابن وغیرہ سے دھوئے لَمْ يَزْكِبْ کی قید کا فائدہ تاکید ہے۔  
کہ تمام راہ پیادہ چلے بالکل سوار نہ ہو۔

۲۔ جو شخص کھانا کھا کر شکر الہی ادا کرے گا اس شکر الہی پر اس کو روزہ کا ثواب  
عطا ہوگا۔ حدیث میں ہے۔

اَلطَّاعِمِ الشَّاكِرِ بِمَنْزِلَةِ الصَّائِمِ  
القَّابِرِ (طائف بحوالہ ترمذی)

کھانا کھا کر شکر ادا کرنے والا بھی صبر  
کرنے والے روزہ دار ہی کے برابر ہے۔  
پس کھانے سے فارغ ہو کر شکر الہی ادا کرنے کے لئے یہ دعا پڑھو۔  
اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ اَطْعَمَنِيْ هٰذَا الطَّعَامَ وَرَزَقَنِيْهِ مِنْ غَيْرِ حَوْلٍ مِّنِّيْ  
وَلَا قُوَّةَ۔ حدیث میں آیا ہے کہ جو کوئی اس کو پڑھے گا اٹھنے سے پہلے بخشایا  
جائے گا۔

۳۔ بیوہ اور مسکین کی خدمت کرنے والے کے لئے حدیث میں ہے۔  
كَالْقَائِمِ لَا يَفْطُرُ وَكَالْقَائِمِ  
لَا يَفْطِرُ۔ (مشکوٰۃ)

یہ شخص ایسے قائم اللیل کی طرح ہے جو  
کبھی سست نہیں ہوتا اور مثل اس  
روزہ دار کے ہے جو کبھی افطار نہیں کرتا۔  
پس بیوہ اور مسکین کی خدمت کرنے والے کو قیام اللیل اور صیام الدہر  
کا ثواب حاصل ہوتا ہے۔

۴۔ اسلامی سرحد کی حفاظت کرنے والے مرابطی سبیل اللہ کو بھی شہادت اور  
ایک ماہ کے روزہ کا ثواب ملتا ہے۔ (شرح الصدور)

۵۔ خانہ کعبہ کے دیکھنے والے کو بھی صیام۔ نیام کا ثواب ملتا ہے۔ تفسیر عزیزی

۱۔ سب تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جس نے مجھے یہ کھانا عطا فرمایا اور کھلایا بغیر میری قوت اور طاقت کے۔

۲۵۸ میں ہے خانہ کعبہ پر نظر ڈالنے والے کو بھی صیام و قیام کا ثواب ملتا ہے۔

۶۔ اسی طرح عالم کو ایک نظر دیکھنا سال بھر کے روزے اور شب بیداری سے بہتر ہے۔ حضرت مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ فرماتے ہیں۔ روزہ دار شب بیدار مجاہد سے عالم افضل ہے۔

کیوں نہ ہو عبادت بندہ کی صفت ہے تو علم حق تعالیٰ کی صفت ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ارشاد ہوا۔ اے ابراہیم میں علیم ہوں۔ ہر علم والے کو دوست رکھتا ہوں۔ کیونکہ علم میری صفت ہے۔ جو میری صفت پر ہے وہ میرا محبوب ہے۔ مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

دیدن دانا عبادت این بود فتح ابواب سعادت این بود

۷۔ جو شخص مسلمان کے نکاح میں شریک ہوگا۔ سات سو ایام کے روزہ کے برابر ثواب ملے گا۔ حدیث میں ہے۔

جو شخص نکاح مسلم میں شریک ہوگا گویا اس نے فی سبیل اللہ ایک دن کا روزہ رکھا۔ وہ دن سات تیسو دن کے برابر ہے۔ (شرح شریعۃ الاسلام ص ۲۳۳)

۸۔ حسن خلق پر روزہ کا ثواب ملتا ہے۔

ابن المؤمن لیذربک بحسن خلقه  
درجۃ قائم اللیل و صائم النہار  
(مشکوٰۃ بحوالہ داؤد)

۹۔ جو شخص سورہ فاتحہ کی تلاوت کرے گا اس کو رمضان شریف کے روزوں اور شب قدر کی عبادت کا ثواب ملے گا۔ (تفسیر ابی السعود)

۱۳۸۰ھ سنہ تیرہ سو اسی ہجری میں

اللہ تعالیٰ کی مدد اور توفیق سے یہ کتاب درجہ تمامیت کو پہنچی۔ اللہ تعالیٰ اس کو قبولیت کا درجہ عطا فرمائے۔ اور مسلمانوں کو زیادہ سے زیادہ نفع

پہنچائے۔ آمین۔  
 الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي بِنِعْمَتِهِ تَتِمُّ الصَّالِحَاتِ اللَّهُمَّ تَقَبَّلْهُ مِنَّا  
 يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ ۝ اللَّهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلَى خَيْرِ خَلْقِكَ مُحَمَّدٍ وَآلِهِ  
 وَأَصْحَابِهِ أَجْمَعِينَ ۝

# تازہ مطبوعات

مختصر حنفیہ تذکرہ امام اعظم ترمذی فقہ حنفیہ مسند تقلید اور فضائل علم و علماء جیسے اسم  
 امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی معرکہ الآراء کتاب فقہ اکبر اصحیٰ عربی مع ترجمہ  
 مؤنوعات پر عمدہ کتاب ہے۔

مولود محمد مسعود یادگار کتاب ہے پڑھ کر اپنے ایمان کو تازہ فرمائیے  
 حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر میلاد شریف پر ایک

نور و نکہت مشہور شاعر اور مداح رسول جناب فیاض احمد خان کاوش صاحب کا  
 زرائع کلام جس میں نعت، سلام، منقبت اور قطعات کا  
 منتخب مجموعہ ہے۔

پینچ گینچ قادری حضرت غوث پاک قدسی سرہ کے روح پرور کلام سے پانچ جواہر  
 پائے مع ترجمہ جو صدیوں سے بزرگان دین کا وظیفہ رہیں  
 ۱۔ اور او قادریہ ۲۔ درود شریف کبریت احمر ۳۔ قصیدہ غوثیہ

۴۔ قصیدہ قطبیا اور چہل کاف

ملنے کا پتہ

اسلامی کتب خانہ اقبال روڈ سیالکوٹ

